قال اللہ تعالیٰ

لا تکتموا الشهادة ومن یکتمها فانه آثم قلبه

کتاب لاجواب حاوی مسائل و احکام صحیح کلام حکام تالیف فضائل پناہ عالی نظر جناب

مولوی محمد محبوب اللہ صاحب

لکھنوی فرنگی محلی دام فیضہ وکیل ہائی کورٹ نظام حیدرآباد دکن

جلد اول

الافادة فی باب الشهادة

حسب الحکم

عالم معقول و منقول جامع فروع و اصول جناب فیض مآب مولانا

مولوی سید شریف الحسن صاحب

رکن مجلس عالیہ عدالت ممالک محروسہ نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ

[illegible]

طبع شد

فہرست جلد اول کتاب الافادہ فی باب الشہادہ -

مضمون	نمبر حرتیہ	سطر	صفحہ
تین گواہوں سے ایک شخص بعد ادائے شہادت اپنے نفس کو جھٹلاوے اور قاضی سنے مگر مکذب لنفسہ کو نجانے اور گواہوں سے سوال کرے کہ تم سے کسنے اپنی ذات کو جھٹلایا سب قیام علی الشہادت کے مظہر ہون قاضی انکی شہادت پر فیصلہ نہ کریگا۔	۱۱۲	۱۶	۳۳
گواہ دعوے کے قبل کسی حادثے کی گواہی دے اور بعد دعوے کے اعادۂ شہادت مذکورہ کرے یہ شہادت مقبول ہے	۱۱۳	۵	۳۴
جو شخص بعد ادائے شہادت کہے میں نے وہ چیز جو ضروری تھی چھوڑدی یا ناجائز کو ملا دیا در صورت عدم عدالت گواہ مطلقًا یہ گواہی نامقبول ہے و در صورت عدالت گواہ محل شبہہ میں نامقبول ہے۔	۱۱۴	۷	؍؍
اگر دو شخص بعد ادائے شہادت شہود کے رجوع پر گواہی دین اور قاضی خود حادثے سے واقف ہو فیصلے مین توقف چاہیے۔	۱۱۵	۷	۳۵
شہادت پیش کردۂ مدعی مکان کو قاضی باطل قرار دے پھر بعد مدت وہی مدعی اوسی مکان پر دوسرے کی ملک کی شہادت دے یہ شہادت نامقبول ہے۔	۱۱۶	۱۳	؍؍
مدعی کہے کہ مین شاہد نہین رکھتا قاضی مدعی علیہ سے حلف لے پھر مدعی شاہد پیش کرے یہ شہادت حسن ابن زیاد کے	۱۱۷	۱۹	؍؍

صفحہ	سطر	نمبر جز شیہ	مضمون
۲۰۲	۵	۰	**تیرھوان باب** - شہادت علی الشہادت کے بیان مین
"	۷	۶۵۰	حکم شہادت علی الشہادت -
"	۱۱	۶۵۱	حکم شہادت علی شہادت حد القذف -
"	۱۷	۶۵۲	حکم درجات شہادت علی الشہادت -
"	۱۹	۶۵۳	حکم شہادت علی الشہادت بمقابلہ مرد یا عورت -
۲۰۳	۳	۶۵۴	ایک شخص بالذات اور دو شخص ثالث کی گواہی کی نسبت گواہی دین جائز ہے -
"	۸	۶۵۵	ایک شخص خود اور دو شخص اوسکی گواہی پر گواہی دین یہ ناجائز ہے -
"	۱۰	۶۵۶	تعریف اشہاد -
۲۰۴	۲	۶۵۷	حکم اشہاد شاہدین بر اقرار خالد -
"	۱۸	۶۵۸	اشہاد مین حضور مدعی و مدعا علیہ ضرور ہے -
۲۰۵	۶	۶۵۹	اصل گواہ کو وقت ادای شہادت فرع سے کیا کہنا چاہیئے
"	۱۲	۶۶۰	اگر فرع گواہی دے اور نہ بیان کرے کہ ہم گواہ ہین اصل کے شہادت پر یہ شہادت نامقبول ہے -
"	۱۴	۶۶۱	فرع کو چاہیئے کہ اصل کا اور اوسکے باپ دادا کا نام بیان کرے
"	۱۷	۶۶۲	فرع کی گواہی صرف اشکال ذیل مین قبول ہوگی -
۲۰۶	۳	۶۶۳	ایضاً -

تمت

ولا تکتموا الشهادة ومن یکتمها فانه آثم قلبه
کتاب لاجواب جامع مسائل و احکام معین وکلا و حکام تالیف فضائل پناه عالی نظر علمیت دستگاه
جناب مولوی محمد محب الله صاحب لکھنوی فرنگی محلی دام فیضه وکیل ہائی کورٹ نظام
الافادة
فی باب
الشهادة
حسب حکم عالم معقول و منقول جامع فروع و اصول ماہر غوامض سیاست واقف رموز ملک و دولت جناب
مولوی سید شریف الحسن صاحب کن مجلس عالیہ عدالت ممالک محروسہ سرکار نظام الملک آصف جاه خلد الله ملکه
در مطبع انوار محمدی لکھنؤ طبع شد
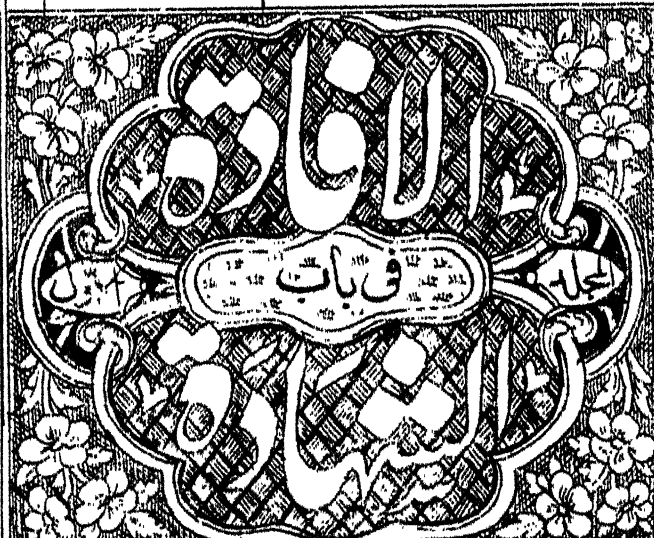
بسم اللہ الرحمن الرحیم

قابل حمد وہ حضرت مقدس ہی کہ جسنے اپنی شان مین بیدِہٖ مَلَکُوْتُ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ ارشاد فرمایا لائق نعت وہ ذات بابرکات ہی کہ بذریعۂ وَلَا تَکْتُمُوا الشَّھَادَۃَ راستہ ہدایت وانصاف کا دکھایا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْہِ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْاَتْقِیَاءِ اما بعد بندۂ گمنام **محمد محبیب اللہ** براسے نام خدمت ناظرین حق گزین مین عرض کرتا ہی کہ بندہ زمانۂ دون اور چرخ بوقلمون کے جور وستم اوٹھا کر عازم ملک دکن ہوا قدردانی اراکین باتمکین سے پاس وکالت کا پایا حسن معاملت وخوبی تقریر کا بعنایت الٰہی خوب رنگ جمایا اکثر خیال مین آیا کہ مسائل شہادت کی بہت حاجت ہی شہادت اساس بناے عدالت ہی اثبات حقوق غالبًا اسی سے ہوتا ہی صاحب حق اپنا حق پاتا ہی خصم تمناے گو ہر مدعا مین غوطے کھاتا ہی حاکم ومحکوم دونون کو نافع ہی حکام کے بناے فیصلہ کی مضبوط بنیاد ہی عوام کی حق رسی کے لیے اسکی ایجاد ہی عجیب طریق جامع ہی اور کوئی قانون یا کتاب فقہ محیط علی قدر ضرورت نظر نہ آئی بے اختیار طبیعت لہرائی کہ اس باب مین کچھ تحریر کرون وہ مسائل کہ زبان عربی مین علماے نامدار رحمہم اللہ الغفار نے افادہ فرماے ہین زبان اردو سلیس مین تقریر کرون مگر عدیم الفرصتی

مانع ہوتی تھی جناب مکرمت مآب فضیلت انتساب زبدۂ ارباب لیاقت قدوۂ اصحاب درایت
مولوی سید محمد مہدی علی خان منیر نواز جنگ محسن الدولہ محسن الملک
معتمد پولٹیکل فنانس کے حضور مین ایک مرتبہ اس امر مافی الضمیر کا ذکر آیا جناب ممدوح
نے بعین عنایت کمال اصرار فرمایا حسب الحکم اس عاجز نے اس بار عظیم کو اپنی گردن پر اٹھایا
اوقات عزیز کو صرف کر کے دو جلدون مین وجازت سے ان مسائل کو لکھا یا جلد اول
مین مسائل متفرقہ دوسری مین ترجیح البینہ بحمد اللہ خدا نے پورا کر دیا بعد ازان حقیر نے عرضہ
حضرت خدیو دوران خاقان جہان بندگان عالی متعالی حضور پر نور دارا حشمت سکندر
صولت فریدون فرجمشید قدر **حضرت میر محبوب علیخان نظام الملک آصف**
جاہ خلد اللہ ملکہ والی ریاست حیدرآباد دکن وتحفۂ درگاہ دستور الاعظم رئیس المعظم **نواب**
محمد مظہر الدین خان رفعت جنگ بشیر الدولہ عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر کبیر
آسمان جاہ بہادر بنایا مصرع گر قبول افتد زہے عزو شرف۔

باب اول اسمین تعریف و رکن و سبب و حکم و شرائط و اقسام شہادت کا بیان ہی

(۱) **تعریف شہادت**: عدالت مین حاکم کے حضور لفظ شہادت کے ساتھ حق ثابت کرنے کے لیئے سچ خبر دینا شہادت ہے۔

(۲) **شہادت کا رکن** لفظ اشہد مضارع متکلم کا صیغہ ہے۔

(۳) **سبب ادای شہادت**۔ مدعی گواہ سے شہادت طلب کرے۔ یا مدعی کے حق کے فوت ہو جانے کا خوف ہو جس صورت مین مدعی کو یہ علم نہو کہ فلان شخص میرا گواہ ہے شکل اول مین بطلب مدعی اور ثانی مین بلا طلب گواہ پر واجب ہی کہ گواہی دیوے یہ قول متفق علیہ ہی گواہون پر فرض ہی کہ گواہی دیوین

اور گواہی کا چھپانا حرام ہے۔

(۴) جب گواہون کا تزکیہ ہوچکا تو حاکم پر واجب ہے کہ مقدمہ فیصلہ کردے (واجب اس جگہ بمعنی فرض ہے) الا تین صورتون مین اوّل جب صلح اقارب کی امید ہو دوّم مدعی مہلت طلب کرے سوّم قاضی کو شک ہو تشریح شرط تزکیہ صاحبین کا قول مفتیٰ بہ ہے۔ لیکن صاحب بحر الرائق نے شرط تزکیہ نکالدی ہے کیونکہ اس زمانے مین تقوی و زہد مفقود ہے۔ اگر اسکی پابندی کیجاسے تو کوئی ذی حق اور فریادی اپنے حق اور داد کو نہ پونہچے گا۔ اور خلقت کی حق تلفی ہوگی۔ صرف اطمینان کے لیے گواہ سے حلف لینا کافی ہے۔

(۵) شرائط کی دو قسمین ہین۔ اوّل تحمل شہادت۔ دوّم ادا سے شہادت تحمل شہادت تین ہین۔ اوّل گواہ وقت تحمل عاقل ہو۔ دوّم گواہ بصیر ہو۔ اس شرط سے تحمل نابینا خارج ہوگیا۔ سوّم تحمل کے لیے نفس مشہود بہ کا معاینہ۔ مگر جن شکلون مین شہادت سمعی جائز ہے اونمین معاینہ ضرور نہین ادا سے شہادت کی سترہ شرطین ہین منجملہ اونکے دس عام ہین اور سات خاص شرائط عام حسب ذیل ہین۔ بلوغ۔ حریت۔ بصارت۔ نطق۔ عدالت۔ گواہ محدود فی القذف نہو۔ اور نہ شہادت ادا کرنے کی نسبت اُجرت لے۔ اور نہ وہ تاوان جو اوسکی ذات پہ عائد ہوتا ہو اوسکو دفع کرے۔ نہ قبول کیجائیگی شہادت فرع کی اصل کی جانب سے۔ اور نہ اصل کی فرع کیطرف سے۔ گواہ دشمن نہو۔ نہ قبول کیجائیگی گواہی ولی اور وکیل کی یتیم اور موکل کیجانب سے۔ گواہ کو شہادت ادا کرنے کے وقت مشہود بہ یاد ہو۔ شرائط خاص یہ ہین۔ مدعا علیہ مسلمان ہو تو شاہد بھی مسلمان ہو۔ قصاص وغیرہ

حدود کے مقدمے مین گواہ صرف مرد ہون۔ حقوق عباد مین دعوے کا مقدم ہونا دعوے کا موافق ہونا شہادت سے۔ شراب پینے کے مقدمے مین گواہی جبتک قبول ہو سکتی ہے کہ ملزم مین شراب کی بو پائی جائے اگرچہ بُعد مسافت ہو۔ حدود و قصاص کی شہادت مین حریت شرط ہے۔ جبکہ شاہد اصل کا حاضر ہونا ممکن نہو تب شہادت علی الشہادت جائز ہوگی

(۶) شہادت چار قسم کی ہے۔ اول شہادت علے حق العباد اسمین نصاب شہادت یہ ہے کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتین گواہی ادا کرین۔ دوم شہادت علی الحدود والقصاص ہے اسمین دو مردونکی گواہی قبول کی جاتی ہے۔ تنبیہ۔ قسم اول و دوم مین نہ صرف عورتون کی گواہی اور نہ عورت کی گواہی ہمراہ مرد کے قبول کیجاتی ہے۔ سوم شہادت علی الزنا ہے۔ اسمین چار مردون کی گواہی قبول کیجاتی ہے۔ چہارم اون امور مین جو عورتون کے ساتھ مخصوص ہین مثلاً بکارت و حیض وغیرہ اسمین ایک عورت کی گواہی کافی ہے جو مسلمان حرہ عادلہ ہو۔ اور دو عورتون کی گواہی مستحب اور بہتر ہے۔ کذا فی فتح القدیر۔

ف مشائخ بلخ اور بخارا فرماتے ہین کہ لفظ شہادت شرط ہے اور صاحب قدوری بھی اسکے قائل ہین اور یہی مفتی بہ ہے۔ کذا فی الخلاصۃ۔

(۷) اگر ایک مرد بھی امور مذکورۂ بالا مین شہادت ادا کرے قبول کیجائیگی۔
مثال زید بیان کرے کہ میرے پاس ہندہ آئی تھی اتفاقاً میری نظر اوسکی شرمگاہ پر پڑ گئی مین نے دیکھا کہ وہ رتقا یا قرنا ہے یا دوسرے عیب بیان کرے ہر ایک صورت مین زید کی شہادت اگر وہ عادل ہو قبول کیجائیگی کذا فی المبسوط

تشریح صحیح یہ ہی کہ عدد شرطاً نہین کیا گیا ہی کیونکہ شہادت مرد کی اقوی ہی عورت کی شہادت سے جس شکل مین مشہود بہ ایک عورت کی گواہی سے ثابت ہوجاتی ہی تو وہ بطریق اولیٰ ایک مرد کی گواہی سے ثابت ہوگی۔ کذا فی النہایہ۔

(۸) گواہ کو شہادت ادا کرنا لازم ہی اور اخفاے شہادت سے گواہ گنہگار ہوگا اگر مدعی نے اوس سے گواہی طلب کی ہو۔

(۹) اگر گواہ کو معلوم ہو کہ میری گواہی قبول کیجائیگی اور اوسکی گواہی مقرر کبھی کی گئی ہو اس شکل مین گواہ شہادت کے اخفا کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔

(۱۰) اگر گواہ کو یہ علم ہو کہ میری گواہی قبول نہ کیجائیگی یا گواہون کی جماعت مقبول الشہادۃ موجود ہو اور اونھون نے گواہی بھی ادا کی ہو اور وہ مقبول ہوگئی ہی اس صورت مین گواہ شہادت نہ ادا کرنے کی وجہ سے گنہگار نہوگا۔

(۱۱) اگر گواہ مقبول الشہادت گواہی نہ ادا کرے بلکہ دوسرا شخص گواہی ادا کرے اور وہ گواہی درجۂ قبول کو پونہچی بھی ہو اس شکل مین گواہ مقبول الشہادۃ گنہگار نہوگا۔ کذا فی التبیین۔

(۱۲) اگر گواہ بہ نسبت دوسرے گواہون کے اسرع قبول ہو یعنے گواہ جانتا ہو کہ میری گواہی بہ نسبت دوسرے گواہون کے جلد قبول ہوگی اس شکل مین اس گواہ کو گواہی ادا کرنا واجب ہی۔ کذا فی الوجیز۔

(۱۳) اگر گواہ کا مقام سکونت قاضی کی عدالت سے اتنے فاصلے پر واقع ہو کہ گواہ ایک روز مین عدالت سے اپنے مقام سکونت کو واپس نہ ہو سکے تو گواہ گواہی نہ ادا کرنے کی وجہ سے گنہگار نہوگا۔

(۱۴) اگر قاضی غیر عادل کی عدالت مین نزاع برپا ہو اور گواہ جانتا ہو کہ قاضی غیر عادل ہی اور اسکا یہ مقصود ہو کہ اگر یہ نزاع قاضی عادل کے روبرو پیش ہوگی تو مین گواہی ادا کرونگا۔ اس شکل مین گواہ شہادت چھپانے کی وجہ سے گنہگار نہوگا۔ کذا فی الظہیریہ۔

(۱۵) شہادت حدود مین گواہ کو اختیار ہی کہ شہادت چھپائے یا ظاہر کرے

تشریح۔ فقہا لکھتے ہین کہ حدود مین پردہ پوشی بہتر ہی۔ اس سے یہ شبہہ پیدا ہوتا ہی کہ چوری کی شہادت مطلقًا نہ ادا کیجائے۔ کیونکہ وہ مستلزم ہی حد کو اور پردہ دری کو۔ جواب اسکا یہ ہی کہ گواہ اوس قسم کی گواہی ادا کرے جس سے چور کا ہاتھ کاٹنا لازم نہ آئے اور مالک مال کی حق تلفی بھی نہو۔ تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ ہارون رشید کی خدمت مین فقہا حاضر تھے اونمین ابو یوسف بھی تھے زید نے عمرو پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا مال گھر سے لے گیا۔ عمرو نے مال کے لیجانے کا اقرار کیا۔ ہارون رشید نے فقہا سے پوچھا کہ عمرو کو کون سزا دیجاسکتی ہے اونھون نے عمرو کے ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دیا۔ ابو یوسف نے فرمایا کہ عمرو کا ہاتھ نہ کاٹنا چاہیے کیونکہ عمرو نے اخذ کا اقرار کیا۔ اسکے بعد مدعی نے دعویٰ کیا کہ مدعا علیہ نے چوری کی مدعا علیہ نے اسکا بھی اقرار کیا فقہا نے مدعیٰ علیہ کے ہاتھ کاٹنے کا فتویٰ دیا۔ مگر ابو یوسف نے اوسکے خلاف اپنی راے ظاہر کی فقہا نے ابو یوسف سے پوچھا کہ اب ہاتھ نہ کاٹے جانے کی کیا وجہ ہی ابو یوسف نے جواب دیا کہ جب مدعا علیہ نے مال لینے کا اقرار کیا تو اوسپر ضمان ثابت ہوگئی اور قطع ساقط بعد ازان مدعیٰ علیہ کا وہ اقرار جو مسقط ضمان ہی مقبول نہوگا۔

فقہا اس جواب سے متعجب ہو گئے۔

(۱۶) درمختار میں لکھا ہے کہ کل حقوق اللہ میں قاضی ایک شخص عادل کی گواہی پر تعزیر دینے کا مجاز ہے مثال خالد زینب عورت اجنبیہ کا بوسہ لے اور زید موو قاضی کے روبرو بیان کرے کہ میرے سامنے خالد نے زینب کا بوسہ لیا اس شکل میں قاضی خالد کو تعزیر بوسہ دیگا تنبیہ حقوق اللہ اتنے ہو لکھے ہیں۔ لیکن صاحب اشباہ نے حسب تفصیل ذیل چودہ شمار کیے ہیں۔ طلاق عورت۔ عتق جاریہ۔ تدبیر جاریہ۔ وقف ہلال رمضان۔ حدود۔ یہ بھی پیش نظر رہے کہ اس میں حد قذف اور سرقہ شامل نہیں ہے نسب۔ خلع۔ ایلا۔ ظہار۔ مصاہرت۔ حرمت اصلیہ صاحبین کے نزدیک نکاح عتق عبد

(۱۷) احصان میں بھی ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی حسب قول امام اعظم رح قبول کی جاتی ہے۔ کذا فی المحیط۔

دوسرا باب

کن شکلوں میں گواہ کو شہادت قبول کرنا چاہیئے۔ اور کن کن صورتوں میں شہادت ادا کرنا چاہیے

(۱۸) نہیں کچھ قباحت ہو اگر انسان شہادت کے قبول کرنے اور اوسکے تحمل سے انکار کرے۔

(۱۹) باب یمین تحت کراہیت واقعات میں لکھا ہے کہ زید عمر سے کہے کہ تو اپنی شہادت تحریر کر یا میرے عقد پر گواہ ہو۔ اسکی دو شکلیں ہیں۔ اول یہ کہ زید سوا اسے عمر کے شخص ثالث کو گواہ بنا سکتا ہو۔ دوسرے یہ کہ زید شخص ثالث کو گواہ نہ بنا سکتا ہو شکل اول میں عمر گواہی قبول کرنے سے انکار کر سکتا ہے اور شکل ثانی میں عمر و گواہی قبول کرنے سے انکار نہیں کر سکتا ہے۔ کذا فی الذخیرۃ۔

تشریح۔ اسیطرح تعدیل کا بھی حکم ہے یعنے جس شخص سے گواہ کی عدالت دریافت کیجائے اگر اوسکے سوا دوسرا شخص تعدیل کر سکتا ہو تو اوسے انکار کرنا جائز ہے اور اگر دوسرا شخص نہو تو جس شخص سے عدالت دریافت کی گئی ہے اوسے انکار کرنا جائز نہین ہے۔

(۲۰) تحمل شہادت کی دو قسمین ہین۔ اول وہ عقود و افعال جنکا حکم بنفسہ بلا شہادت ثابت ہوتا ہے مثل بیع اور اقرار اور حکم حاکم اور غصب اور قتل کے مثلاً گواہ بیع یا اقرار یا حکم حاکم کو سُنے یا غصب یا قتل کو دیکھے اس شکل مین اوسکو جائز ہے کہ گواہی ادا کرے اگرچہ یہ امور مذکورۂ بالا پر گواہ نہ بنایا گیا ہو۔ گواہ کو یون گواہی ادا کرنا چاہیئے کہ مین گواہی دیتا ہون کہ فلان شخص نے بیع کی اور یہ نہ بیان کرے کہ مین گواہ ہون کیونکہ اسمین گواہ کاذب ہوجاتا ہے۔ تشریح (مین گواہ ہون) سے یہ مراد ہے کہ مین نے معائنہ کیا حالانکہ معائنہ نہین کیا لہذا گواہ کو ایسی لفظ بولنا چاہیئے جو معائنے پر دال نہو اور وہ لفظ اَشْہَدُ کی ہے جسمین معائنہ کرنے کا احتمال پیدا نہین ہوتا ہے۔

(۲۱) دوسرے شہادت علی الشہادت ہے جسکا حکم بنفسہ ثابت نہین ہوتا ہے۔ مثلاً زید عمرو کی گواہی سُنے اور عمرو زید کو اپنی گواہی پر گواہ نہ بنائے اس صورت مین عمرو کو زید کی گواہی پر گواہی ادا کرنا جائز نہین ہے۔

(۲۲) اگر عمرو اپنی گواہی پر زید کو گواہ بنالے تو زید کو عمرو کی گواہی پر گواہی بنا جائز ہے کذا فی الکافی۔

(۲۳) جو آواز پس دیوار سے سُنی جائے اوسپر گواہ کو گواہی ادا کرنا جائز نہین ہے

کیونکہ ایک آواز دوسری آواز سے مشابہ ہوتی ہے احتمال ہے کہ یہ آواز دوسرے شخص کی ہو۔ کذا فی فتاوی عالمگیریہ۔

(۲۴) اگر گواہ اوس مکان کے دروازے پر بیٹھا ہو جسمین ایک ہی دروازہ ہو اور اوسکو معلوم ہو کہ مکان مین دوسرا شخص نہین ہے اور اوس داخل مکان کا اقرار سُنے اور مقر کو نہ دیکھے اس شکل مین گواہ کو یقین ہو جائیگا اور اسکی گواہی در صورت مفصل ادا ہونے کے قبول کیجائیگی۔ کذا فی التبیین

(۲۵) جو عورت اپنے مُنہ پر نقاب ڈالے ہو اوسکے تحمل شہادت کے نسبت مشائخ کا اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ بغیر مُنہ دیکھے عورت کے اوسپر تحمل شہادت جائز نہین ہے۔ اور بعض کا یہ قول ہے کہ عورت کے مُنہ کا دیکھنا تحمل شہادت کے لیئے ضروری نہین فقط تعارف حاصل کرنا لازمی ہے ایک شخص کا تعریف کرنا تعرف کے لیئے کافی ہے اور دو شخصون کا مستحب قرار دیا گیا ہے اس قول کے خواہرزادہ بھی قائل ہین اور قول اول کی جانب شیخ الاسلام الاوزجندی اور شیخ الامام ظہیر الدین کا میلان ہے اور عقل بھی اسی کی مقتضی ہے اور اجماعاً تحمل شہادت کے لیئے عورت کا مُنہ دیکھنا جائز ہے ابی یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اگر دو شخص عادل گواہ کے روبرو بیان کرین کہ یہ عورت ہندہ ہے تو یہ بیان ہندہ کے پہچاننے کے لیئے کافی ہے فقیہ ابو بکر الاسکاف فتوی دیتے تھے صاحبین کے قول پر اور اسکو نجم الدین نسفی نے بھی اختیار کیا ہے اور یہی مفتی بہ ہے کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۲۶) امام اعظم فرماتے ہین کہ گواہ کو تا وقتیکہ جماعت سے نہ سنے نسب پر گواہی دینا

جائز نہین۔ کذا فی الظہیریہ۔

(۲۷) اگر دو شخص عادل بیان کرین کہ یہ عورت زینب بنت خالد ہے اور یہ لوگو کو اپنی شہادت پر گواہ بنائین تاکہ وہ قاضی کے روبرو اونکی گواہی پر عورت مذکورہ کے نام و نسب کی اور نیز اصل حق کی مانند اصل گواہ کے شہادت ادا کرین یہ گواہی بلا خلاف جائز ہے۔ کذا فی المحیط۔

(۲۸) فقیہ ابو اللیث فرماتے ہین اگر عورت عقب حجاب سے اقرار کرے اور دو شخص گواہی ادا کرین روبرو گواہ کے کہ یہ فلان عورت ہے سامع کو گواہی دینا جائز نہین تاوقتیکہ اوس معاملے کو جسکی نسبت عورت نے اقرار کیا ہے معائنہ نکرے شہادت مین صرف معاملے کا دیکھنا شرط ہے۔ کذا فی الذخیرۃ۔

(۲۹) اگر عورت اپنے چہرے سے نقاب اولٹ کے بیان کرے کہ مین فلان بنت فلان ہون اس شکل مین گواہونکے پہچاننے کی کچھہ حاجت نہین ہان عورت کے مرجانے کی صورت مین ایسے دو گواہون کو پیش کرنا ہوگا جو بیان کرین کہ عورت متوفیہ فلان بنت فلان تھی۔

(۳۰) اگر عورت اپنے چہرے سے نقاب نہ اولٹے اور دو گواہ گواہی دین دو شخصون کے روبرو کہ یہ عورت فلان بنت فلان ہے ان دونون شخصون کو صرف یہ گواہی دینا جائز ہے کہ فلان عورت نے فلان امر کا اقرار کیا اور ہمارے روبرو دو شخصون نے بیان کیا کہ یہ عورت فلان بنت فلان ہے کذا فی الملتقط

(۳۱) اگر دو گواہ عورت کے روبرو اوسکا نام و نسب بیان کرین اور قاضی ان گواہون سے پوچھے کہ تم عورت کو پہچانتے ہو گواہ جواب دین کہ نہین اس شکل

مین قاضی اونکی گواہی قبول کریگا۔ اور اگر گواہ یہ جواب دین کہ ہم صرف عورت کا نام اور نسب جانتے ہین لیکن ہمین یہ معلوم نہین کہ یہ وہی عورت ہے جسکا ہمنے نام و نسب بیان کیا یا دوسری اس شکل مین اونکی گواہی مسمی پر جائز ہے اور مدعی کو دوسرے گواہ اس مضمون کے پیش کرنا ہونگے کہ یہ وہی عورت ہے جسکا گواہان مذکورین نے نام و نسب بیان کیا۔

(۳۲) معرّف وہ شخص ہوسکتا ہے جو معترفہ کی جانب سے گواہ ہوسکتا ہو عام اس سے کہ اشہاد عورت کی جانب سے ہو یا اوسکے مقابلے مین۔ بعض مشائخ کا یہ قول ہے کہ اگر اشہاد عورت کے واسطے ہو تو جو شخص اوسکی جانب سے گواہ نہین ہوسکتا ہے وہ معرّف بھی نہین ہوسکتا ہے۔ نجم الدین نسفی نے قول اول کو اختیار کیا ہے۔ کذا فی الفصول العمادیہ۔

(۳۳) زید کا عمرو پر حق ہو اور یہ اوسکا خفیہ اقرار کرتا ہو اس وجہ سے زید اوس حق کو وصول نہ کرسکتا ہو اس شکل مین زید کو چاہیئے کہ قوم عادل کو اپنے مکان مین چھپا کر بٹھائے اور عمرو کو طلب کرکے اوس سے اپنا حق طلب کرے عمرو اسکا چپکے سے اقرار کرکے چلا جائے قوم عادل جنھون نے یہ اقرار سنا ہو اونھین گواہی دینا جائز ہے کیونکہ اونکو علم حاصل ہوگیا۔ کذا فی العالمگیری۔

(۳۴) اگر زید صرف ملک محمود کو دیکھے اور لوگون کی زبانی سنے کہ یہ ملک محمود کی ہے زید نے محمود کو بچشم خود نہ دیکھا ہو اور نہ اوسکا نسب معلوم ہو زید کی گواہی ملک مذکور پر نہ قبول ہوگی کذا فی خزانۃ المفتیین۔

(۳۵) اگر مسعود ملک دار اوسکے مالک کو نہ دیکھے اور لوگون کی زبانی سنے کہ محمود ب

بکر کی فلان قریہ مین ملک ہے اور وہ اوسکی حدود بھی بیان کرین یا مسعود صرف مالک کو
دیکھے اور لوگون سے سُننے کہ اسکی فلان قریہ مین ملک ہے ان دونون شکلون
مین مسعود کو گواہی دینا جائز نہین - کذا فی القاضی خان۔

(۳۶) اگر گواہ کو مالک سے شناسائی ہو اور اوسکا نام و نسب اسے معلوم ہوا ور یہ
ملک کے حقوق بھی سمجھتا ہو اور ملک مذکورہ کو اوس شخص کے قبضے مین دیکھے
جو اوسمین تصرف مالکانہ کرتا ہو اور اس ملک کا اصل مالک دعوی کرے اور گواہ کے
دل مین یہ امر گذرے کہ یہ ملک مدعی کی ہے اس صورت مین گواہ کو مدعی کی ملک
پر گواہی دینا جائز ہے کذا فی المحیط۔

(۳۷) منتقی مین لکھا ہے اگر تو ایک شخص کے قبضے مین متاع یا مکان دیکھے اور تیرے
قلب مین یہ بات گذرے کہ یہ متاع یا مکان شخص قابض کا ہے اسکے بعد اوسکے
متاع یا مکان کو دوسرے شخص کے قبضے مین دیکھے اس شکل مین تو گواہی دے
سکتا ہے کہ متاع یا مکان قابض اول کا ہے۔ اور اگر تیرا ارادہ گواہی دینے کا
قابض اول کی جانب سے ہو اس اثنا مین تیرے روبرو دو شخص عادل گواہی ادا
کرین کہ آج جس شخص کے قبضے مین مکان یا متاع ہے اوس شخص کی ملک ہے اور
قابض اول کو یہ ملک ہمارے روبرو ودیعۃً سپرد کی گئی تھی۔ اس شکل مین تجکو
اس امر کی گواہی دینا جائز نہین کہ یہ ملک قابض اول کی ہے بخلاف اس مسئلہ کے
کہ امور مذکورۂ بالا کی ایک شخص عادل گواہی ادا کرے اور تو اوسکو صادق سمجھتا ہو
وہ حکم صحیح ہے جو منتقی مین بیان ہوا اسیطرح سے امر ظاہر کی نسبت شہادت بھی جائز
ہے مثل موت اور نکاح اور نسب کے کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۳۸) اگر تیرے قلب مین گذرے کہ حق وہ چیز ہے جو مین نے سنا اور تیرے روبرو دو عادل گواہی دین اوسکے خلاف اس شکل مین تجکو اوس امر کی گواہی دینا جائز نہین ہان جب تیقن ہو جائے دونون گواہون کا کاذب ہونا تو امور مذکور کی نسبت گواہ کو گواہی دینا جائز ہے کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۳۹) اگر ایک شخص تیرے روبرو نکاح اور نسب وغیرہ کی نسبت گواہی دے اور تو اوسکو سچا سمجھتا ہو تو تجھے نکاح اور نسب کی نسبت گواہی دینا جائز ہے کذا فی فتاوی قاضی خان۔

(۴۰) قاضی الامام فرماتے ہین اگر زید کسی شی کو بکر کے قبضے مین دیکھے اور وہ اوسمین تصرف کرتا ہو اور لوگ بیان کرتے ہون کہ یہ بکر کی ملک ہے اور زید جانتا ہو کہ یہ دوسرے کی ملک ہے قابض کی ملک نہین بلکہ یہ اوسکے حکم سے تصرف کرتا ہے اس شکل مین زید کو بکر کی جانب سے نسبت ملک کے گواہی دینا جائز نہین ہمارے اکثر مشائخ نے اسپر فتوی دیا ہے۔ کذا فی المحیط۔

(۴۱) دو گواہ جانتے ہون کہ مکان مدعی کا ہے اور انکے روبرو دو شخص گواہی دین کہ مدعی نے اس مکان کو عمرو قابض مکان کے ہاتھ فروخت کیا۔ امام محمدؒ فرماتے ہین وہ گواہ جنکو یہ معلوم ہے کہ مکان مذکور مدعی کا ہے اونھین صرف اپنے ہی علم کی نسبت گواہی دینا جائز ہے۔ کذا فی المحیط۔

(۴۲) ناطفی بیان کرتے ہین اگر دو شخص عقد نکاح اور بیع اور قتل کو دیکھین اور ہنوز اونھون نے گواہی ادا نہ کی ہو کہ انکے روبرو دو شخص عادل گواہی دین کہ زوجہ تین بار مطلقہ ہے۔ یا بایع نے غلام کو قبل بیع ہونے کے آزاد کر دیا۔ یا علی نے

قصاص عفو کر دیا۔ ہر ایک صورت مین گواہان مذکورین کو شہادت ادا کرنا سچا ہے
اور اگر ایک شخص عادل امور مذکورۂ بالا کی گواہی دے اس شکل مین گواہون کو
شہادت کا ترک کرنا جائز نہین۔ کذا فی فتاویٰ عالمگیری ہے۔

(۴۳) زید اوس مال کی نسبت جو عمرو کے قبضے مین ہو اقرار کرے کہ یہ بکر کا ہے
عمرو اسکا انکار کرے بکر زید سے گواہی ادا کرنے کی خواہش کرے بعد اسکے دو شخص
عادل زید سے بیان کرین کہ تو نے جس شے کا اقرار کیا تھا وہ قابض کے قبضے مین
بحیثیت بیع یا ہبہ کے ہے اس شکل مین زید کو اسنبہ کرکہ اوس امر کی نسبت گواہی دے
جسکا اوسے علم ہے۔ کذا فی الذخیرہ۔

(۴۴) حامد قوم کے روبرو اقرار صحیح کرے کہ مجھپر خالد کے ہزار درہم قرض ہین
بعد اسکے دو یا تین اشخاص عادل اوس قوم سے کہین تم نہ گواہی دو اس امر کی
کہ خالد کا حامد پر دین ہے کیونکہ حامد نے کل دین ادا کر دیا اس شکل مین قوم کو
گواہی ادا کرنے اور نہ ادا کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اور قاضی سے قصہ مذکورہ
کے بیان کرنے کی اجازت بھی دی گئی ہے تا قاضی باطل کا فیصلہ نہ کرے۔
امام محمدؒ سے بھی یون ہی نقل کیا گیا ہے۔ لیکن اونھون نے اسقدر زیادہ بیان
کیا ہے کہ گواہان مذکورین اسطرح شہادت ادا کرین کہ وہ مال مدیون کے ذمے
واجب الادا تھا اور یہ نہ بیان کرین کہ وہ مال مدیون کے ذمے واجب الادا ہے۔

(۴۵) دو شخص عادل گواہون کے روبرو گواہی دین کہ صاحب مال نے
اپنا دین وصول کر لیا۔ یا دین مدیون کو معاف کر دیا۔ ان دونون شکلون مین
گواہون کو شہادت ادا کرنا جائز ہے۔ ہان اگر گواہ مدعی کے اقرار معافی یا وصول کو

سُنین تو انھین گواہی دینا جائز نہین - اسیطرح ابو یوسُف سے بھی نقل کیا گیا ہو
کذا فی فتاوی قاضی خان -

(۴۶) مسائل مذکورۂ بالا مین ہمارے بعض مشائخ فرماتے ہین کہ اگر گواہون کے روبرو دو گواہ عادل گواہی دین اور اونکے دل مین یہ سما جاے کہ یہ شہادت سچی ہے اس شکل مین انکو اصل حق پر گواہی دینا جائز نہین اور اگر انکے روبرو ایک یا دو شخص عادل گواہی ادا کرین اور یہ اونکو سچا نہ سمجھتے ہون اس صورت مین گواہان مذکورین کو اصل حق کی گواہی ادا کرنا جائز ہی - کذا فی الوجیز -

(۴۷) اگر شوہر یا مولیٰ گواہ کے سامنے طلاق اور غلام کے آزاد کرنے کا اقرار کرے اسکے بعد شوہر یا مولیٰ گواہ سے گواہی نسبت نکاح یا بیع کے طلب کرے گواہ کو شہادت مذکورہ ادا کرنا جائز نہین -

(۴۸) ابن مقاتل سے نقل کیا ہے اگر دو شخص ایک جماعت کے روبرو معاملہ کرین اور اوس جماعت سے یہ کہین کہ تم ہمارا کلام سننا اور اوسکے گواہ نہ بننا بعد اسکے ایک شخص دوسرے شخص کے کسی حق کا اقرار کرے اس شکل مین جماعت کو جائز ہے کہ گواہی ادا کرین اوس اقرار کی جو اسنے مقر کی زبانی سُنا ہے -
کذا فی فتاوی عالمگیری -

(۴۹) اگر زید ہندہ کے ساتھ بعوض مہر مسمّٰی بہ گواہی گواہان نکاح کرے اور اوسکو کئی سال گذر جائین اور اولاد پیدا ہو اور ولادت پر کئی سال گذر جائین اسکے بعد شوہر کا انتقال ہو اور زوجہ گواہون سے اپنے مہر کی گواہی طلب کرے اگر گواہون کو مہر یاد ہو تو اونکو گواہی مذکورہ ادا کرنا جائز ہے اور اسی پر

فتوی ہے کذا فی الذخیرۃ۔

(۵۰) اگر محمود ایک چرند کو دوسرے چرند کے پیچھے چلتے اور دودہ پیتے ہوئے دیکھے تو محمود کو یہ گواہی دینا جائز ہے کہ یہ چرند مرتضعہ ملک مالک مرضعہ کا ہے۔

(۵۱) شہادت بالنتاج یہ ہے کہ ایک شخص گواہی ادا کرے کہ یہ بچہ اس اونٹنی کے پیچھے چلتا ہے اور بچے کے پیدا ہونے پر شہادت ادا کرنا شرط نہین ہے کذا فی التاتارخانیہ۔

(۵۲) ہندہ اقرار کرے کہ مجھ پر میرے باپ اور بھائی کا مال ہے اس اقرار سے اوسکی یہ غرض ہو کہ باقی ورثا کو ضرر پونہچے اور گواہ اس منشا کو جانتے ہون۔ فقہا لکھتے ہین کہ گواہون کو اس شہادت کی تحمیل اور گواہی ادا کرنا جائز ہے۔ لیکن خود ہندہ کو ایسا اقرار کرنا مکروہ ہے کذا فی فتاوی قاضیخان

(۵۳) مقرلہ سلطانی بیان کرے کہ مین نے اوسکے خوف سے اقرار کیا۔ دو حال سے خالی نہین یا گواہ کو اس امر کا علم ہوگا یا نہوگا۔ علم نہونے کی صورت مین گواہ کو گواہی دینا جائز ہے اور اسکے عکس کی شکل مین گواہ کو گواہی ادا کرنا جائز نہین ہے کذا فی الوجیز۔

(۵۴) اگر دو شخص قاضی کا یہ بیان سنین کہ مین نے فلان شخص کا فیصلہ فلان کے مقابلے مین کردیا اور گواہ قاضی کے فیصلے پر شہادت ادا کرین اور بیان کرین کہ ہمنے قاضی سے سنا کہ مین نے زید کے حق مین فلان چیز کا فیصلہ بمقابلہ فلان شخص کردیا۔ اور ہم قاضی کے فیصلے پر گواہ نہین ہین اس شکل مین ان گواہون کی قبول شہادت کو کوئی امر مانع نہین ہے۔ اور اگر

وہی دونون گواہ بیان کرین کہ ہمنے قاضی سے سنا اور شہر مین ہین وہ قاضی نہ تھا یہ گواہی قبول نہوگی اور گواہون کو سزاوار ہے کہ ایسی گواہی ادا نہ کرین۔ کذا فی الذخیرۃ۔

(۵۵) علی بن احمد اور ابو حامد سے پوچھا گیا کہ قاضی گواہ بنا نے دو گواہون کو اس امر پر کہ مین نے فلان کے حق مین فلان کے مقابلے مین فلان حکم صادر کیا اور گواہ صدور حکم کے وقت عدالت مین حاضر نہون اگر یہ گواہ دوسرے قاضی کے روبرو گواہی مذکورہ ادا کرین تو کیا دوسرا قاضی اس شہادت کو قبول کریگا علی بن احمد اور ابو حامد نے جواب دیا کہ یہ شہادت باطل ہے فیصلہ صادر کرنے کے لیئے حضوری شرط ہے۔ کذا فی التاتارخانیہ

(۵۶) اگر زید قاضی کا خط یا دستاویز دیکھے جسمین حادثہ یا مال تحریر ہو زید کو گواہی دینا جائز نہین اور امام محمد کے نزدیک گواہ کو شہادت ادا کرنا جائز ہے حلوائی لکھتے ہین امام محمد کے قول پر فتوی ہے کذا فی الوجیز۔

(۵۷) نوازل مین لکھا ہے کہ اگر گواہ قاضی کے خط کو پہچانتا ہو اور وہ دفتر مین موجود ہو اور گواہ بھول جائے گواہی ابو یوسف اور امام محمد فرماتے ہین کہ اس گواہ کو شہادت ادا کرنا جائز ہے اور فقیہ ابو اللیث کا بھی یہی مقولہ ہے کذا فی الخلاصہ۔

(۵۸) اگر مدعی کے قبضے مین خط ہو اس شکل مین گواہ کو شہادت ادا کرنا جائز نہین یہی مختار ہے کذا فی فتاوی قاضیخان۔

(۵۹) متاخرین فرماتے ہین کہ اگر گواہ کو خط مین شبہہ نہو اوسے گواہی دینا جائز ہے اگرچہ حادثہ یاد نہو عام اس سے کہ دستاویز مدعی کے قبضے مین ہو یا دوسرے

شخص کے اسی پر فتوی ہے - کذا فی الاختیار شرح المختار -

(٦٠) گواہ اگر مقر لہ اور اوسکے خط کو پہچانتا ہو اور اوسکا مضمون اوسے یاد ہو مگر وقت اور مکان یاد نہو اس شکل مین گواہ کو گواہی دینا جائز ہے کذا فی الواقعات الحسامیہ

(٦١) زید وصیت نامہ تحریر کرے اور گواہون سے کہے کہ گواہ رہو تم اوس مضمون کے جو وصیت نامے مین لکھا ہے اور اونکے روبرو وصیت نامے کا مضمون نہ پڑھا ہے ہمارے علما کہتے ہین کہ گواہون کو نہین جائز ہے کہ مضمون مندرجہ وصیت نامہ مذکورہ کی گواہی دین ہی صحیح ہے الا تین صورتون مین جائز ہے -

اول یہ کہ وصیت نامہ گواہون کے روبرو پڑھا جاوے -

دوسرے یہ کہ دوسرا شخص وصیت نامہ لکھکر پیش موصی گواہون کے روبرو پڑھے اور موصی کہے کہ تم لوگ اوس مضمون کے جو وصیت نامے مین لکھا ہے گواہ رہو -

تیسرے یہ کہ موصی گواہون کے روبرو وصیت نامہ تحریر کرے - گواہ اوس مضمون کو جو وصیت نامے مین لکھا گیا ہو جانتے ہون اور موصی گواہون سے کہے کہ تم گواہ رہو اوس مضمون کے جو وصیت نامے مین تحریر ہوا ہے - کذا فی فتاوی عالمگیری -

(٦٢) اگر وصیت نامہ روبرو گواہون کے لکھا جائے اور گواہ مضمون مندرجہ وصیت نامہ کو جانتے ہون اور موصی گواہون سے نہ کہے کہ تم گواہ ہو جاؤ اوس مضمون کے جو وصیت نامے مین تحریر ہے اس شکل مین گواہون کو گواہی دینا جائز نہین ہے امام علی نسفی فرماتے ہین یہ حکم اوس شکل مین ہے اگر وصیت نامہ طریقہ مروجہ پر تحریر نہ کیا گیا ہو -

(۶۳) اگر وصیت نامہ طریقۂ مروجہ پر گواہون کے روبرو لکھا گیا ہو اور گواہان وصیت نامے کے مضمون کو جانتے ہون اس شکل مین گواہون کو گواہی دینا جائز ہے اگرچہ کاتب نے گواہون سے نہ کہا ہو کہ تم اس مضمون کے جو وصیت نامے مین لکھا ہے گواہ رہو اور یہی حسن ہے کذا فی فتاوی قاضیخان۔

(۶۴) کتابت کی کئی قسمین ہین ازانجملہ مستبین مرسوم ہے جو صحیفے پر لکھی جاتی ہے اور اوسکے عنوان مین شخص غائب کا نام رقم ہوتا ہے۔ **تشریح**۔ منتقی مین لکھا ہے کہ زید کتاب رسالت تحریر کرے عمرو کو باین عبارت۔ من فلان بن فلان الے فلان بن فلان سلام علیک۔ اما بعد تمنے بذریعہ تحریر کے تقاضا نسبت اوس ہزار درہم کے جو تمھارے مجھپر قرض تھے مجھسے کیا تھا منجملہ اونکے پانسو درم وصول پائے اب صرف پانسو درم تمھارے مجھپر باقی ہین جس شخص کو اسکا علم ہو اوسے گواہی دینا جائز ہے اگرچہ کاتب نے اوسے گواہ نہ بنایا ہو **ضمن ۲** ازانجملہ کتاب غیر مرسوم ہے جو زمین یا صحیفے یا خرقے یا لوح پر تحریر کیجاتی ہے اور صحیفے پر بغیر مردن کے اس طرح رقم کرتے ہین کہ اونکا مضمون پڑھا جائے اور کاتب لوگون سے کہے کہ مین تمکو گواہ بناتا ہون اس شکل مین اونکو گواہی دینا جائز ہے۔ اور اگر کاتب گواہ نہ بنائے تو اونھین گواہی دینا جائز نہین۔

(۶۵) اگر قوم کتاب غیر مرسوم کو دیکھے کہ کاتب نے دوسرے شخص کا حق اپنے ذمے واجب الادا لکھا ہے اور اس مضمون کی نسبت کسی شخص کو گواہ نہ بنایا ہو اس شکل مین قوم کو گواہی دینا جائز نہین جس شخص کو اسکا علم ہو اوسے یہ سزاوار نہین کہ اس کتاب کی نسبت گواہی دے کیونکہ احتمال ہے کہ تحریر تجربے کے لیئے کی گئی ہو

بخلاف کتاب مرسوم اور خط سمسار اور صراف کے کیونکہ اون لوگون کی کتابت حجت ہے
کذا فی العالمگیری۔

(۶۶) اگر کاتب کتابت سے انکار کرے اور گواہ پیش کیے جائین کہ فلان شخص نے کتاب لکھی یہ شہادت جائز ہے جیسا مقر لہ اقرار کا دعوی کرے اور مقر اوسکا انکار کرے اسیطرح کل تصرفات کا حکم ہے بخلاف حدود اور قصاص کے آئین مرسوم اور غیر مرسوم کا حکم برابر ہے۔ اگر کاتب سرقے کا اقرار کتاب مرسوم مین کرے اس صورت مین تاوان مال کا لازم آئیگا اور سارق کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا۔ ازان جملہ کتاب غیر مستبین جسے کاتب پانی یا ہوا پر لکھے اور لوگون سے کہے کہ تم میری اس کتابت پر گواہ رہو اونکو گواہی دینا جائز نہین گو وہ مضمون مذکورہ جانتے ہون کیونکہ یہ کتاب نہین پڑہی جاتی ہے مثل اوس کلام کے ہے جو نہین مفہوم ہوتا ہے۔ مرد اور عورت اور ذمی اور مسلم اس حکم مین برابر ہے۔ کذا فی خزانۃ المفتیین۔

(۶۷) اگر کاتب کتاب رسالت دو آدمیون کے روبرو لکھے اور یہ آدمی لکھنا پڑہنا نہ جانتے ہون انکے روبرو کتاب رکھی جائے اور یہ مضمون مندرجۂ کتاب کو جانتے ہون انکو خود بخود گواہی دینا جائز نہین مگر قاضی کی طلب گواہی پر کذا فی الوجیز۔

(۶۸) زید شی مبیعہ خرید کرکے بایع پر دعوی کرے کہ اسمین عیب ہے اور بغیر ثابت کرنے اپنے دعوے کے شی مذکورہ کو دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کر دالے مشتری ثانی دعوی کرے عیب کا بمقابلہ مشتری اول کے اور مشتری اول یہ نسبت دعوی مدعی کے انکار کرے جن لوگون نے یہ شاہد اونھین فی الفور عیب کی نسبت گواہی دینا جائز ہے۔ کذا فی الخلاصہ۔

(۶۹) خالد زیتون یا گھی یا سرکا دوسرے شخص کا گواہوں کے روبرو پھینکدے اور بیان کرے کہ اشیاے مذکورہ بالا مین چوہا پڑ گیا تھا پھینکنے والے کا قول مع الیمین درصورت انکار کرنے صاحب مال کے قبول کیا جائیگا. گواہوں کو جائز نہین کہ اس امر کی گواہی دین کہ اوسنے غیر نجس اشیا پھیکدین - کذا فی فتاوی عالمگیری.

(۷۰) اگر محمود عمدًا بکر کا گوشت مملوکہ گواہون کے روبرو پھینکدے اور بیان کرے کہ گوشت غیر ذبیحہ کا تھا اسکا قول مع الیمین نہ قبول کیا جائیگا - اور گواہون کو اس امر کی گواہی دینا جائز ہے کہ وہ گوشت ذبیحہ کا تھا - کذا فی فتاوی قاضیخان.

(۷۱) شہادت بالشہرت اور تسامع امور ذیل مین بالاجماع قبول کی جاتی ہے نکاح - نسب - موت - وقف - فیصلۂ قاضی وولایت - دخول - مہر - کذا فی محیط السرخسی وأداب القاضی - **تشریح** - فتاوا ے صغریٰ مین لکھا ہے کہ شہادت بالشہرت نسب وغیرہ کے دو طریقے ہین - اول حقیقیہ - دوم حکمیہ - حقیقیہ یہ ہے کہ مشہور ہو اور قوم کثیر سے سُنی جائے اور انکا کذب پر متفق ہونا متصور نہو اسکی نسبت عدالت اور لفظ شہادت شرط نہین بلکہ تواتر شرط ہے - حکمیہ یہ ہے کہ گواہون کے روبرو دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتین عادلہ گواہی ادا کرین بہ لفظ شہادت -

(۷۲) دو شخص عادل روبرو مسعود کے نسب کی گواہی دین اور اوسکے نشانات بیان کرین جس سے وہ شخص ہو جائے اس شکل مین مسعود کو گواہی مذکورہ ادا کرنا جائز ہے - کذا فی فتاوی عالمگیری -

(۷۳) اگر دو شخص زید سے ملاقات کرکے اوسکے روبرو کسی شخص کے نسب کی نسبت

گواہی دین زید کو گواہی مذکورہ ادا کرنا جائز نہین۔

(۴ ے) اگر محمود ایک قوم کے روبرو آئے قوم محمود کو نہ پہچانتی ہو اور وہ گویا ہو کہ مین فلان بن فلان ہون۔ امام محمد فرماتے ہین کہ قوم کو محمود کے نسب کی نسبت گواہی دینا جائز نہین۔ ہان اگر قوم اوسکے بلدے کے دو شخصون عادلون سے ملاقات کرے اور وہ قوم کے روبرو نسب کی گواہی دین اس شکل مین البتہ قوم کو گواہی مذکورہ ادا کرنا جائز ہے۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۵ ے) اگر بکر آدمیون سے سُنے کہ زید فلان بن فلان ہے یا زید کو ہندہ کے پاس آتا جاتا دیکھے اور لوگون سے سنے کہ ہندہ زید کی زوجہ ہے یا محمود کو بکر کے حق مین فیصلہ کرتے ہوئے دیکھے اور لوگون سے سُنے کہ محمود فلان بلدے کا قاضی ہے۔ یا لوگون سے سُنے کہ فلان شخص مرگیا۔ یا لوگون کو وہ سامان کرتے ہوئے دیکھے جو مرنے کے بعد میت کے واسطے کیئے جاتے ہین۔ اشکال مذکورہ مین بکر کو گواہی دینا جائز ہے اگرچہ اسنے ولادت فرش پر نہ دیکھی ہو یا عقد نکاح یا امام کو حامد کا قاضی بلدہ مقرر کرنا یا متوفی کی وفات۔ کذا فی الذخیرہ۔

(۶ ے) زید بکر اور زینب کو ایک مکان مین رہتے ہوئے دیکھے اور بکر و زینب آپس مین برتاوہ زوج و زوجہ کا کرتے ہون زید کو یہ گواہی دینا جائز ہے کہ زینب بکر کی زوجہ ہے۔ کذا فی الھدایہ۔

(۷ ے) اصل وقف کی نسبت شہادت قبول کی جاتی ہے نہ اوسکے شرائط کی نسبت۔ ھکذا فی الکافی۔

تشریح۔ بحرالرائق مین لکھا ہے جس چیز کے ساتھ صحت وقف متعلق ہوتی ہے

وہ اصل وقف کہلاتی ہے اور جس چیز کے ساتھ صحت وقف متعلق نہین ہوتی ہے اُسے شرائط کہتے ہین۔

(۷۸) امام ظہیرالدین مرغینانی فرماتے ہین کہ شہادت وقف مین جہت کا بیان کرنا ضرور ہی یعنے گواہ اسطرح گواہی اداکرین کہ فلان چیز مسجد یا مقبرہ پر وقف ہو اگر جہت نہ بیان کرین تو اونکی گواہی نہ قبول کیجائیگی۔ کذا فی الجوھرۃ النیرہ۔

(۷۹) عتق کی نسبت شہادت بالشہرت اور تسامع ہمارے نزدیک جائز نہین۔ کذا فی المحیط وفتاوی عالمگیری۔

(۸۰) ولا مین شہادت بالتسامع مقبول نہین ہوتی نزدیک امام اعظم علیہ الرحمہ کے اور امام محمدؒ اور ابو یوسفؒ کا بھی یہی قول تھا لیکن اونھون نے اس سے رجوع کی اور فرمایا کہ ولا کی نسبت شہادت بالتسامع مقبول ہے صحیح جواب ظاہر الروایت کا ہو کذا فی البدایع۔

(۸۱) گواہ کو سزاوار ہے کہ مطلق گواہی اداکرے اور یہ نہ بیان کرے کہ مین نے سنا ہے۔ اگر گواہ قاضی کے روبرو گویا ہو کہ مین نے سُنا ہے قاضی اس شہادت کو نہ قبول کریگا۔ کذا فی الکافی۔

(۸۲) اگر قاضی کے روبرو دو شخص گواہی دین کہ فلان شخص مرگیا یہ خبر ہمنے ایسا شخص سے سُنی ہے جسپر ہم وثوق رکھتے ہین ان دونون کی گواہی جائز ہے اور یہی اصح ہے۔ کذا فی الخلاصۃ۔

(۸۳) نہایہ کے باب عدت مین لکھا ہے اگر گواہ اون واقعات کی نسبت گواہی دین جنکی نسبت شہادت بالتسامع جائز ہے اور گواہ بیان کرین کہ ہمنے اون

واقعات کو بچشم خود نہین دیکھا مگر بتعدد اشخاص سے یہ خبر سُنی ہے یہ شہادت جائز ہے۔ کذا فی فتاوی قاضی خان۔

(۸۴) موت کی نسبت گواہی ایک شخص کی کافی ہے عام اس سے کہ وہ مرد ہو یا عورت اور اسمین بالاتفاق لفظ شہادت شرط نہین کیا گیا ہی۔ کذا فی فتح القدیر

(۸۵) زید گواہی دے کہ مین فلان شخص کے دفن مین موجود تھا یا مین نے میت کے جنازے پر نماز پڑھی یہ بیان بمنزلۂ معائنہ کے متصور ہوگا حتی کہ اگر یہ گواہ امور مذکورۂ بالا قاضی کے روبرو بیان کرے قاضی اسکی شہادت قبول کریگا کذا فی المضمرات۔

(۸۶) اگر حامد زید کی خبر موت سنے اور وہ رسومات جو بعد موت کیے جاتے ہین لوگون کو کرتے ہوئے دیکھے۔ اگر حامد نے یہ خبر ثقہ سے سُنی ہو تو اوسے موت کی نسبت گواہی دینا جائز ہے۔ کذا فی المحیط السرخسی۔

(۸۷) ہمارے مشائخ فرماتے ہین اگر ایک شخص موت کو دیکھے اور قاضی کے روبرو گواہی دے قاضی ایک کی شہادت پر فیصلہ نہ کریگا۔ لیکن اگر دوسرا شخص عادل بھی مثل اول کے گواہی ادا کرے کہ مین نے متوفی کی خبر موت ایک شخص عادل سے سُنی ہے قاضی ان دونون کی شہادت پر فیصلہ کریگا۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

تیسرا باب

(اسمین شہادت کے ادا کرنے اور اوسکے سننے کا بیان ہی)

(۸۸) جو شہادت شخص حاضر کے مقابلے مین پیش کیجائے اسمین مدعی اور مدعی علیہ

اور مشہود بہ کی جانب اشارہ کرنا لازمی ہی اگر مشہود بہ نقلی ہو۔ کذا فی فتاوی عالمگیری
(۸۹) جو شہادت میت یا غائب کے وصی یا وکیل کے مقابلے مین پیش کیجائے
اسمین باپ اور دادا کا نام بیان کرنا شرط ہے خصاف نے تعریف کے لیے دادا
کا نام لینا بھی شرط کیا ہے۔ بعض فقہا لکھتے ہین کہ یہ قول ابو حنیفہ اور امام محمد کا ہو۔
ابو یوسف کے نزدیک صرف باپ کا نام بیان کرنا کافی ہو۔ کذا فی الذخیرۃ۔
(۹۰) صحیح یہ ہے کہ دادا کا نام بیان کرنا ضروری ہے۔ کذا فی البحر الرائق
(۹۱) اگر میت مشہور ہو اس شکل مین صرف اوسکا نام بیان کردینا کافی ہی باپ
دادا کا نام بیان کرنا ضروری نہین۔
(۹۲) اگر میت کا نام اور اوسکے باپ کا نام اور اوسکا پیشہ بیان کیا جائے اور
اوس محلے مین اس نام اور حرفت کا دوسرا شخص نہو تو یہ شہادت شناخت میت کے
لیے کافی ہے۔ اگر اس نام اور حرفت کا دوسرا شخص اوس محلے مین موجود ہو
تو شہادت مذکور کافی نہو گی تا وقتیکہ ایسا امر بیان نہ کیا جائے جس سے تمیز حاصل ہو
کذا فی ادب القاضی۔
تشریح۔ شناخت کا حاصل ہونا اور شرکت کا اوٹھ جانا معتبر ہی۔ کذا فی الفصول العمادیہ
(۹۳) اگر گواہ گواہی دین ایک شخص کے اس اقرار پر کہ مین نے شی محدود وغیرہ
یا فروخت کی یا وہ اشیا جو اسکے مشابہ ہین۔ ان گواہون کو اپنی شہادت مین یہ بیان
کرنا لازمی ہے کہ مقر نے اپنی ذات پر اقرار کیا۔ یا مقر نے فلان چیز کی خرید اور
فروخت بنفسہ کا اقرار کیا۔ کذا فی الذخیرۃ۔
(۹۴) فتاوی ابو اللیث مین لکھا ہی اگر ایک شخص دعوی کرے دوسرے شخص پر

اس امر کا کہ اسنے میرے چار دابہ ہلاک کردیے اس شکل مین گواہون کو نر و مادہ بیان کرنا سزاوار ہے - اور در صورتیکہ گواہ نر و مادہ کا ہونا بیان نہ کرین فقیہ ابوبکر کے نزدیک شہادت باطل ہوجائیگی اور قاضی شے مدعوہ کا بحق مدعی فیصلہ نہ کریگا گواہون کو نر و مادہ بیان کرنے کے ساتھ دابہ کا رنگ بیان کرنا ضروری نہین ہے - اس قائل کے نزدیک دابہ کی قسم کا بیان کرنا بھی لازمی ہے یعنے گواہ بیان کرین کہ اسپ یا حمار یا مثل اسکے اور صرف دابہ کا نام بیان کرنا کافی نہین ہوتا کذا فی المحیط -

(۹۵) اگر قاضی گواہون سے دابہ کا رنگ دریافت کرے اور یہ ایک رنگ بیان کرین بعد اسکے وقت پیش ہونے دعوی مدعی کے وہی گواہان اوس دابہ کا دوسرا رنگ بیان کرین تاہم یہ شہادت قبول ہوگی کیونکہ تناقض اوس چیز مین جسکا بیان کرنا ضروری نہین ہے کچھ مضر نہین ہوتا - کذا فی الخلاصۃ -

(۹۶) دو گواہ شہادت ادا کرین کہ مدعی علیہ پر یہ عورت بسبب تین طلاق کے حرام ہے اس شکل مین مدعی علیہ کو اوس عورت سے باز رہنا چاہیے - صاحب تاتارخانیہ فرماتے ہین کہ اس شہادت مین خلل ہے مدعا علیہ سے صدور فعل کا بیان کرنا ضروری ہے تاحرمت واقع ہوجائے - اور وہ یہ ہے کہ شہادت مین بیان کیا جائے کہ اوس شخص نے اپنی زوجہ کو تین طلاق دیدے - کذا فی فتاوی عالمگیری -

(۹۷) افلاس کی شہادت یہ ہے کہ دو شخص گواہی دین ہمکو مفلس کے بجز اون کپڑون کے جو دن رات وہ زیب جسم کرتا ہے علم نہین ہے - کذا فی السراجیۃ

وفتاوی عالمگیری۔

(۹۸) زید دوکاندار کے پاس آئے دوکاندار اوسکو کپڑا دکھلائے زید دوکاندار سے کپڑا لیکر اوسکو چند درہم حوالے کرکے بغیر عقد زبانی واپس ہو یہ بیع جائز ہے اگر اسکے بعد درمیان اون دونون کے نزاع پیدا ہوا ور شہادت کی ضرورت پڑے فقہا فرماتے ہین گواہون کو سزاوار ہے کہ واقعہ مذکور کی گواہی دین اور بیع کی نسبت گواہی ادا نہ کرین مگر جس شکل مین درمیان اون دونون کے داد وستد ہوا ور گواہ جانتے ہون کہ لین دین بطریق بیع ہے اور وہ قاضی جسکے روبرو نزاع ہوئی ہو جواز بیع بالتعاطی کا اعتقاد رکھتا ہو۔کذا فی فتاوی قاضیخان۔

(۹۹) اگر درمیان دو شخصون کے بیع بالتعاطی کیجاوے اور شہادت کی ضرورت پڑے اس شکل مین گواہون کو کس طرح گواہی دینا چاہیے۔کہا گیا گواہ اخذ اور عطا کی نسبت گواہی دین اور بیع کی بابت شہادت ادا نکرین۔کہا گیا اگر گواہ صرف بیع کی گواہی ادا کرین توبھی گواہی قبول ہوگی۔کذا فی المحیط۔

(۱۰۰) اگر گواہ اپنی شہادت مین بیان کرین (این مدعی ملک این مدعی ست) اور نہ بیان کرین (در دست این مدعی علیہ ناحق ست) فقہا کا اسکی نسبت اختلاف ہے صحیح یہ ہے اگر مدعی محض خود قاضی سے ملک کا فیصلہ چاہے تو قاضی ان گواہون کی گواہی قبول کریگا اور اگر مدعی یہ استدعا کرے کہ ملک مجھکو حوالے کیجائے قاضی نہ فیصلہ کریگا گواہان مذکورین پر تا وقتیکہ وہ یہ بیان کرین (در دست این مدعی علیہ ناحق ست) کذا فی الفصول لعمادیہ۔

تشریح۔جو بیان ہوا وہی قرین قیاس ہے اور یہی قائل کہتا ہے قاضی

گواہون سے پوچھے کہ شی مدعوہ مدعی علیہ کے قبضے مین ناحق ہے گواہ اسکا جواب دین کہ ہم نہین جانتے ہین۔ یہ شہادت صرف ملک کی نسبت قبول ہوگی۔ کذا فی الوجیز۔

(۱۰۱) اگر گواہ گواہی دین کہ یہ عین ملک اس مدعی کی ہے اور مدعی علیہ کے قبضے مین بدون حقیت ہے اور یہ نہ بیان کرین کہ مدعی علیہ پر واجب ہے کہ شی مدعوہ مدعی کو دیدے۔ شیخ الاسلام ابی الحسن علی السغدی فرماتے ہین کہ اس مسئلے مین مشایخ کا اختلاف ہے۔ بعض کا یہ قول ہے گواہ کو لازم ہے کہ شی مدعوہ کے حوالے کرنے کا فیصلہ صادر کرنے کے لیے یہ امر بیان کرے۔ بعض اسکے قائل ہین کہ اسکے ذکر کرنے کی ضرورت نہین ہے شہادت قبول کیجائیگی اور مدعی علیہ سے نسبت شی مدعوہ کے حوالے کرنے کے واسطے جبر کیا جائیگا اگر مدعی کی شی مدعوہ پانے کی استدعا ہو۔ اکثر مشایخ کا یہی قول ہے۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۱۰۲) فتاواے نسفی مین لکھا ہے گواہ کو سزاوار ہے کہ اپنی شہادت مین یہ بیان کرے کہ (این عین ملک این مدعی ست وحق وی ست) شیخ الامام فخر الاسلام علی البزدوی فرماتے ہین اگر مدعی کہے (فلان چیز ملک من ست وحق من) فقط حق من کفایت نہین کرتا ہے۔ بہتر ہے حق من ست کہا جائے اسیطرح اگر مدعی کہے کہ فلان چیز بدست فلان بناحق۔ مدعی کا قول بناحق کافی نہین ہے بلکہ مدعی کو کہنا چاہیے کہ فلان بناحق ست۔ یون ہی اسکے بہت سے نظائر ہین بشرطیکہ اوسکے ساتھ کلمۂ نفی ملحق نہو۔ امام موصوف

ارشاد فرماتے ہین کہ اس شکل مین احتیاط چاہیے درصورتیکہ مدعی شی مدعوہ طلب کرے۔ کذا فی الذخیرۃ۔

(۱۰۳) شمس الاسلام الاوزجندی سے اون گواہون کی قبولیت کی نسبت جو فارسی مین باین الفاظ گواہی ادا کرین (ما گواہی دہیم کہ این عین مدعی ملک این مدعی ست) سوال کیا گیا۔ شیخ الاسلام نے جواب دیا کہ شہادت قبول ہو گی۔ کہا گیا سزاوار ہے کہ یہ شہادت نہ قبول ہو کیونکہ قول گواہون کا (ما گواہی دہیم) عرف مین بمعنی استقبال مستعمل ہوا ہے اور حال کے معنون مین ما گواہی می دہیم کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ کذا فی المحیط۔

(۱۰۴) فتاوی نسفی مین لکھا ہے اگر ہر گواہ کی شہادت مین یہ عبارت ذیل ہو کہ (ما گواہی میدہیم کہ فلان چیز از آن فلان ست) یہ عبارت بمنزلہ اس عبارت کے کہ ملک فلان ست نہ متصور ہو گی۔ امام ظہیر الدین مرغینانی فرماتے ہین قاضی کو زیبا ہے کہ گواہون سے دریافت کرے تمھاری اس لفظ سے ملک مراد ہے یا نہین اگر گواہ جواب دین کہ ہان تو قاضی بموجب شہادت گواہان فیصلہ کریگا۔ اور اگر وہ جواب دین کہ نہین اور وہ اوس بلد سے چلے جائین یا مر جائین تو قاضی اونکی شہادت پر ملک کا فیصلہ کریگا۔ کذا فی الذخیرۃ۔

(۱۰۵) فتاواے شمس الاسلام الاوزجندی مین لکھا ہے اگر گواہ گواہی دین کہ یہ عین اس مدعی کا حق ہے اور ملک مدعی کی بیان نہ کرین یہ شہادت قبول نہو گی۔ کہا گیا قاضی کو لائق ہے گواہون سے حق کی نسبت استفسا

کرے اگر گواہ ملک کو بیان کرین یا اوس چیز کو جو حقیت حق پر دلالت کرتی ہو اس شکل مین قاضی بموجب شہادت گواہان فیصلہ کریگا۔ شکل ذیل کا بھی یہی حکم ہو جو بیان ہوا یعنے اگر مدعی دعوی کرے کہ یہ مکان حق میرا ہے اور نہ کہے کہ ملک میری ہے یہ دعوی سنا جائیگا۔ قاضی مدعی سے پوچھیگا کہ اس دعوے سے مراد تیری ملک ہے یا وہ چیز جو دلالت کرتی ہے حقیت حق پر۔ مدعی جو بیان کریگا اوسکے موافق قاضی فیصلہ صادر کریگا۔ کذا فی المحیط۔

(۱۰۶) اگر ایک گواہ کی شہادت ادا ہونے کے بعد قاضی دوسرے گواہ سے گواہی طلب کرے اور وہ کہے مین گواہی دیتا ہون مثل اپنے ساتھی کے قاضی نہ قبول کریگا تاوقتیکہ یہ کل شہادت ادا نکرے۔ شیخ الامام شمس الائمہ ابو محمد عبد العزیز احمد الحلوائی فرماتے ہین یہ احتیاط کی گئی ہے صاحب کتاب سے کیونکہ وہ شہادت اجمالی قبول نہین کرتے ہین۔ لیکن ہمارے نزدیک اگر گواہ اول سارے واقعے کی تفصیل اور تشریح بیان کرے اور ثانی کہے مین گواہی دیتا ہون اوس واقعے کی نسبت جسکی نسبت گواہ اول نے شہادت ادا کی گواہ کا یہ کہنا کافی ہے اور مصنف فرماتے ہین کہ حکم وہی سب ہے جو اوپر بیان ہوا۔ اگر گواہ ثانی فصیح ہو اور وہ گواہ اول کی شہادت بیان کرسکتا ہو اس شکل مین اسکی اجمالی شہادت نہ قبول ہوگی اور اعجمی گواہ غیر فصیح کی شہادت قبول ہوتی ہے۔ شمس الاسلام الاوزجندی فرماتے ہین کہ اجمالی شہادت دوسرے گواہ کی قبول ہوگی بشرطیکہ بیان کرے کہ اس مدعی کا اس مدعی علیہ پر حق ہے اور اسی پر فتوی ہے۔ کذا فی الخلاصہ۔

تنقیح ۔ شمس الاسلام نے بیان کیا کہ یہ حکم اوس شکل مین ہو کہ گواہ ثانی بیان کرے

مین گواہی دیتا ہون اوس امر کی جسکی گواہ اول نے شہادت ادا کی یا کہے مین گواہی دیتا ہون مانند اوسکے جسکی گواہ اول نے گواہی دی لیکن اگر گواہ ثانی کہے کہ مین گواہی دیتا ہون شہادت اول پر یہ گواہی بالاجماع نہ قبول ہوگی۔ اور گواہی مذکور شہادت علے الشہادت مین داخل ہوجائیگی۔ اور اسکو شہادت علی الحق نہ کہین گے۔ کذا فی شرح ادب القاضی۔

(۱۰۷) اگر گواہ کی گواہی دستاویز مین تحریر ہو اور اوسکے روبرو دستاویز پڑھی جائے اور گواہ بیان کرے کہ مین گواہی دیتا ہون کہ جو چیز اس دستاویز مین لکھی ہے وہ مدعی کی مدعی علیہ کے ذمے واجب الادا ہے۔ یا کہے کہ یہ مدعیٰ بہ جو دستاویز مین پڑھا گیا ہے مدعی علیہ کے قبضے مین ناحق ہے۔ ان دونون صورتون مین قاضی مدعی علیہ کو حکم دیگا کہ شی مدعوہ مدعی کو حوالے کرے یہ شہادت صحیح ہے۔ اور شیخ الاسلام السرخسی سے منقول ہے کہ ایک شخص بربنا ے صک یعنے حسب وثیقہ مکان کا دعوی کرے اور وثیقہ پڑھا جائے اور گواہ بیان کرین کہ (ما ہمچنین گواہی میدہیم) اس مدعی کا دعوی علیہ پر حق ہے۔ اور گواہ جاہل ہون شہادت انکی بھی صحیح ہے۔ کذا فی المحیط۔

(۱۰۸) نوازل مین ہے کہ دو گواہون مین سے ایک گواہی دے صک کو دیکھکر پڑھکر بعد اسکے ایک شخص پڑھے اوس صک کو اور اوسکے ساتھ دوسرا گواہ بھی پڑھتا جائے یہ گواہی صحیح نہین ہے۔ علی بن احمد سے سوال کیا گیا کہ جو گواہ قبالہ دیکھکر مدعی بہ کے حدود بیان کرے اور بغیر اوسکے معائنے کے حدود بیان نہ کرسکے اسکی گواہی کیا قبول کیجائیگی۔ علی بن احمد نے جواب دیا کہ اگر گواہ قبالہ دیکھے اور

نظر کو منتقل کرے اور حدود یاد کرے اسکی گواہی قبول ہوگی جیسے قرآن شریف پڑھنے کے وقت مصحف سے مدد لیجاتی ہے۔ اس شکل مین گواہ کی شہادت قبول ہوگی۔ کذا فی لتاتارخانیۃ۔

(۱۰۹) مدعی دعوی کرے مدعی علیہ پر دس درم کا گواہ شہادت ادا کرین مدعی علیہ کے مقابلے مین دس دراہم کی۔ یہ شہادت قبول ہوگی۔ یہی اصح ہے۔ کذا فی المحیط۔

(۱۱۰) اگر مدعی بزبان فارسی دوازدہ دراہم کا دعوی کرے۔ گواہ شہادت ادا کرین اس مدعی علیہ پر دہ دوازدہ دراہم ہین۔ یہ گواہی بسبب جہالت قبول نہوگی۔ اسیطرح اگر مدعی دعوی کرے دہ دوازدہ درہم کا تو وہ مسموع نہوگا۔ یون ہی اگر مدعی اپنے دعوے مین تاریخ بیان کرے اور کہے یہ عین ملک میری ہے دہ دوازدہ سال سے یہ دعوی سماعت نہ کیا جائیگا۔ اسیطرح اگر گواہ شکل مذکورہ مین تاریخ بیان کرے یعنے مدعی دہ دوازدہ سال سے مالک ہے۔ گواہان مذکور کی شہادت نہ قبول ہوگی۔ کذا فی الذخیرہ۔

(۱۱۱) اگر مدعی مدعی علیہ پر شے متنازعہ کے قبضہ پانے کا دعوی کرے گواہ اس عبارت مین گواہی دین (این مدعی علیہ چنین گفت کہ این مدعی این بہ رابرمن فرستاد) یہ شہادت قبول ہوگی۔ کذا فی الخلاصہ۔

(۱۱۲) تین شخص حادثے کی نسبت گواہی دین اسکے بعد اونمین سے ایک شخص کہے استغفر اللہ مین نے جھوٹی شہادت دی تھی۔ قاضی اسکو سُنے اور یہ نہ معلوم ہو کہ تین شخصون مین سے کسنے کہا۔ اسکے بعد قاضی اونسے سوال کرے وہ جواب دین کہ ہم اپنی شہادت پر قائم ہین۔ فقہا لکھتے ہین کہ قاضی گواہان مذکورین

کی شہادت پر فیصلہ نہ کریگا بلکہ اون گواہون کو اپنے روبرو سے نکالدیگا تا یہ امر
دریافت ہو جائے کہ اون گواہون مین سے کسنے کہا تھا - مدعی دوسرے روز
او نھین تین گواہون مین سے دو گواہ حاضر کرے اور وہ گواہی دین اوس مقدمہ
کی - اس شکل مین گواہی مذکورہ قبول ہوگی - کذا فی فتاوی قاضیخان -

(۱۱۳) گواہ دعوے کے قبل کسی حادثے کی نسبت گواہی دے اور دعوی ہونے
کے بعد اوسی گواہی کا اعادہ کرے یہ شہادت قبول کیجائیگی - کذا فی المحیط -

(۱۱۴) جو شخص گواہی ادا کرے عدالت مین اور اوسی جلسے مین بیان کرے کہ
مین نے اپنی شہادت مین ترک کی وہ چیز جسکا مجھے بیان کرنا واجب تھا - یا مین نے
بڑھائی وہ چیز جسکا ملانا جائز نہین تھا - عادل نہونے کی شکل مین شہادت مذکورہ مطلقاً
قبول نہوگی - عام اس سے کہ گواہ نے عدالت مین کہا ہو یا اوسکے باہر یا مقام شبہہ یا
اوسکے غیر مین - اور گواہ عادل ہونے کی صورت مین گواہی مذکورہ مقام شبہہ کے
غیر مین قبول ہوگی - مثلاً اسکے کہ گواہ لفظ شہادت کو متروک کرے خواہ مدعی اور
مدعی علیہ کا نام نہ بیان کرے یا اون دونون کی جانب اشارہ نکرے عام اس سے
کہ وہ عدالت مین ہو یا نہو - لیکن موضع شبہہ تلبیس مین مثلاً گواہ ہزار درہم کی شہادت
ادا کرے بعد اسکے کہے کہ مین نے غلطی کی بلکہ وہی پانسو ہین یا بالعکس یہ شہادت
قبول ہوگی اگر گواہ عدالت مین کہے اور قاضی نے عام اس سے کہ شہادت فیصلہ
کیا ہو یا نہ کیا ہو دونون صورتون مین بعض مشائخ کے نزدیک یہ گواہی قبول ہوگی
اور بعض کے نزدیک نہ قبول ہوگی شمس الائمہ کا بھی یہی مذہب ہے - لیکن عدالت
سے جانے کے بعد اگر گواہ الفاظ مذکورہ کہے اوسکی گواہی نہ قبول ہوگی -

تشریح - اس مسئلے کا یہی حکم ہے - اگر بعض حدود مین غلطی واقع ہو مثلاً گواہ بیان کرے شرق کو بجاے غرب کے یا بعض نسب مین یعنے گواہ بیان کرے محمد بن عمرو کو بدلے محمد بن علی بن عمرو کے - اگر اسکا تدارک عدالت کے جانے کے قبل کرے تو اوسکی شہادت قبول ہوگی ورنہ قبول نہوگی - امام اعظم علیہ الرحمہ اور ابی یوسفؒ کے نزدیک اشکال مذکورہ مین گواہ کا قول عدالت کے باہر قبول کیا جائیگا لیکن ظاہر وہی حکم ہے جو پیشتر بیان کیا گیا - کذا فی العتابیہ والکافی والبحر الرائق -

(۱۱۵) ابن سماعہ نے ابو یوسف سے نقل کیا ہے اگر دو گواہ ایک شخص کے مقابلے مال کی نسبت شہادت ادا کرین قبل اسکے کہ قاضی انکی شہادت پر فیصلہ کرے دو شخص دوسرے گواہان مذکورین کے اوپر گواہی دین اس امر کی کہ ان گواہون نے اپنی شہادت سے رجوع کی - اگر وہ امر جسکی نسبت رجوع کی گواہی دی گئی ہی اس قسم کا ہو جسکو قاضی خود جانتا ہو اس شکل مین قاضی کو فیصلہ کرنے مین توقف کرنا چاہیے - کذا فی المحیط -

(۱۱۶) مدعی مکان کا دعوی کرے اور قاضی شہادت پیش کردہ مدعی کو باطل قرار دے من بعد مدعی ۲۰ سال کے بعد شہادت ادا کرے کہ مین نے جس مکان کا پہلے دعوی کیا تھا وہ دوسرے شخص کا ہے یہ گواہی باطل ہے - اسیطرح کوئی شخص کہے کہ یہ مکان فلان شخص کا ہے اسمین میرا حق نہین ہے اسکے بعد وہ گواہی ادا کرے کہ مکان شخص ثالث کا ہے - یہ شہادت قبول نہوگی - کذا فی الخلاصۃ -

(۱۱۷) مدعی قاضی سے بیان کرے کہ میرے پاس شہادت نہین ہو قاضی

بموجب استدعا سے مدعی مدعی علیہ سے حلف لے اسکے بعد مدعی اپنی شہادت
پیش کرے حسن بن زیاد سے روایت ہے کہ گواہی قبول ہوگی اور امام محمدؒ کے
نزدیک گواہی مذکورہ قبول نہوگی۔ اسیطرح اگر مدعی کہے کہ مین جو شہادت لایا تھا وہ
جھوٹی ہے اسکے بعد دوسری شہادت لائے بعض کے نزدیک یہ شہادت قلمبند
ہوگی اور بعض کے نزدیک قلمبند نہوگی۔ یہی اختلاف اور حکم اس مسئلہ کا بھی ہے
کہ مدعی بیان کرے اس مقدمے کے فلان فلان شخص گواہ نہین ہین بعد اسکے
اونھین شخصون کو گواہ قرار دے۔ بعض کے نزدیک شہادت گواہان مذکورین کی
قلمبند کرنا چاہیے اور بعض کے نزدیک قلمبند نہونا چاہیے۔ کذا فی المحیط۔

(۱۱۸) مدعی کہے کہ کل شہادت جو مین پیش کرونگا وہ باطل ہے۔ اگر مدعی
شہادت پیش کرے یہ گواہی بالاتفاق سُنی نہ جائیگی۔ حلوائی فرماتے ہین
کہ اس مسئلے مین مختلف روایات ابوحنیفہ علیہ الرحمہ سے واقع ہوئے ہین
اونھین سے قول شہر مثل قول حسن کے ہے۔ اور قاضی ابوعلی ارشاد فرماتے
ہین کہ ہم اس زمانے مین امام محمد کے قول پر فیصلہ کرتے ہین یعنے اس گواہی
کو قبول نہین کرتے ہین۔ قاضی امام فخرالدین فرماتے ہین کہ مفتی بہ یہ ہے
کہ شہادت مذکورہ قبول کیجائیگی۔ کذا فی العتابیہ۔

(۱۱۹) دو شخص بیان کرین کہ ہم نہین ہین فلان شخص کے گواہ اسکے
بعد یہ دونون اوسی شخص کی جانب سے گواہی دین منتقی مین لکھا ہے کہ ان
دونون کی شہادت جائز ہے۔

(۱۲۰) نوادر مین امام محمدؒ سے مذکور ہے کہ اگر ایک شخص بیان کرے کہ مین

فلان شخص کا کسی مقدمے مین گواہ نہین ہون یا کہے کہ مجھکو اس مقدمے مین علم نہین ہے اسکے بعد شہادت اداکرے تو یہ جائز متصور ہوگی۔

(۱۲۱) اگر دو شخص بیان کرین کہ ہمنے جو شہادت فلان شخص کی جانب سے فلان شخص کے مقابلے مین ادا کی وہ جھوٹی ہے۔ زان بعد وہی دونون عدالت مین حاضر ہوکر بیان کرین ہمکو اوسوقت یاد نہ تھا اب یاد آگیا یہ شہادت جائز ہے۔ کذا فی فتاوی قاضی خان۔

(۱۲۲) ایک شخص اوس غلام کا جو دوسرے شخص کے قبضے مین ہو دعوی کرے اور اس دعوے کے مدعی کے پاس گواہ موجود ہون ہنوز انکی شہادت قلمبند نہ ہوئی ہو کہ اونمین سے ایک گواہ قاضی کے روبرو مدعیٰ علیہ کے غلامون مین سے ایک کی نسبت کہے کہ یہ غلام وہ نہین ہے جسکا مدعی نے دعوی پیش کیا ہے۔ اسکے بعد اوس غلام کا اپنی ذات کی نسبت دعوی کرے اور اوسکی طرف سے گواہ مذکور گواہی دے۔ کہا گیا کہ یہ شہادت نہ قبول کی جائیگی اور کہا گیا کہ واجب ہے یہ گواہی قبول کی جائے گی۔ کذا فی المحیط۔

(۱۲۳) زید اوس غلام کا دعوی کرے جو عمرو کے قبضے مین ہو اور بیان کرے کہ مین نے اس غلام کو بمقابلہ ہزار درہم خرید کیا تجھسے اور اسکی قیمت بھی مین نے تجھے دے دی۔ مدعیٰ علیہ بیع اور قیمت وصول پانے سے انکار کرے۔ مدعی کی جانب سے دو گواہ بایع کے اقرار بیع کی نسبت شہادت ادا کرین اور بیان کرین ہم دونون غلام کو نہین پہچانتے ہین مگر بایع نے ہمسے بیان کیا تھا کہ زید میرا غلام ہے اور دوسرے دو گواہ شہادت ادا کرین کہ اس

غلام کا نام زید ہے۔ یا بائع خود اقرار کرے کہ اس غلام کا نام زید ہے۔ فقہا لکھتے ہین کہ اس شہادت سے بیع تمام نہین ہوتی ہے بایع سے حلف لیا جائیگا اگر بایع حلف ادا کریگا تو ثمن واپس کرا دیا جائیگا اور نکول کی شکل مین بیع لازم ہو جائیگی۔ اور اگر دو گواہ شہادت ادا کرین کہ بایع نے اقرار کیا تھا کہ مین نے اپنے غلام زید کو فروخت کیا اور اونھون نے وہ علامتین بھی بیان کی ہون جو غلام مین پائی جاتی ہون۔ قاضی خان لکھتے ہین کہ اس مسئلے کا حکم بھی مثل مسئلہ اول کے ہے۔ تشریح۔ اس حکم مین لونڈی بھی داخل ہے۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۱۲۴) منتقی مین لکھا ہے کہ دو گواہ شہادت ادا کرین کہ اس مکان مین ہزار گز زمین ہے اور مکان مین پانسو گز زمین ہو۔ یا وہ شہادت ادا کرین کہ مدعی کا یہ قراح[1] دس اجریہ کا ہے اور قراح پانچ اجریہ کا ہو۔ یہ گواہی باطل ہے۔ کذا فی المحیط۔

(۱۲۵) لوگ گواہی دین یہ عورت حلالہ یعنے مدعی کی نکاحی ہے اور عقد کو نہ بیان کرین۔ مختار یہ ہے کہ شہادت قبول کی جائے کذا فی خزانۃ المفتیین

(۱۲۶) مدعی دعوی کرے کہ مین نے فلان کپڑے کو محمود کے پاس رہن رکھا یا اوسنے مجھسے فلان کپڑا غصب کر لیا۔ اسکی نسبت گواہ شہادت ادا کرین اور بیان کرین کہ ہم کپڑے کو پہچانتے نہین ہین اور نہ کپڑا غاصب یا مرتہن کے قبضے مین ہے۔ یہ گواہی قبول ہوگی۔ کذا فی المضمرات۔

(۱۲۷) ایک شخص کے مقابلے مین اس مضمون کی شہادت ادا کی جائے

[1] قراح زمین جسمین آب و درخت و بنا نہ ہو اور زراعت کے لئے مہیا ہو ۔ ۱۲ منتہی الارب

کہ اسنے اقرار کیا تھا کہ دین مین میرا نام فرضی تھا اور مال مدعی کا ہے - یہ شہادت جائز ہے - کذا فی الملتقط -

چوتھا باب

اسمین بیان ہے کہ کن لوگون کی شہادت مقبول ہے اور کنکی نامقبول

اس باب مین کئی فصلین ہین -

فصل اوّل - جو لوگ شہادت ادا کرنے کے اہل نہین ہین اونکی شہادت بھی مقبول نہین ہوتی ہے -

(۱۲۸) ہمارے علما کے نزدیک شہادت گونگے اور نابینا کی مطلقاً قبول نہین ہوتی ہے - عام اس سے کہ گواہ قبل تحمل کے نابینا ہوگیا ہو یا بعد تحمل کے - نابینا کی شہادت اون امور مین بھی نہین جائز ہے جنمین بینا کی شہادت سمعی جائز ہے - ابو یوسفؒ فرماتے ہین کہ جن امورات کی نسبت شہادت سمعی جائز ہے اوسکی نسبت نابینا کی شہادت جائز ہے - اور جنمین شہادت سمعی جائز نہین اونمین نابینا کی گواہی جائز نہین - مگر شکل ذیل مین اگر گواہ تحمل کے وقت بینا ہو اور شہادت ادا کرنے کے وقت نابینا ہوگیا ہو اور اوسے مدعیٰ علیہ کا نام و نسب معلوم ہو - کذا فی فتح القدیر -

(۱۲۹) ابو یوسف رقم کرتے ہین کہ جن اشیاے مدعوہ کی نسبت وقت اداے شہادت کے اشارہ کرنے کی ضرورت نہین پڑتی ہے اونمین اوس نابینا کی گواہی جائز ہے جو وقت تحمل کے بینا تھا اور ہنگام اداے شہادت نابینا ہوگیا ہو - اور وہ اشیاے مدعوہ اس قسم کی ہون جنکی طرف اشارہ کرنے کی ضرورت

وقت اداے شہادت پڑتی ہے اوسمین نابینا کی گواہی بالاجماع نہ قبول ہو گی۔کذا فی البدائع۔

(۱۳۰) گواہ بعد شہادت ادا کرنے کے قبل فیصلہ صادر ہونے کے نابینا ہو جائے قاضی کو اس گواہی پر فیصلہ کرنا نزدیک امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے منع ہے۔کذا فی الکافی۔

(۱۳۱) نابینا گواہی ادا کرے اور اسکی شہادت نامنظور کیجاوے۔من بعد اوسکی آنکھون مین بینائی عود کر آئے اور یہ اوس حادثے کی نسبت جسکی اسنے پہلے گواہی دی تھی گواہی ادا کرے۔گواہ مذکور کی شہادت قبول ہو گی۔کذا فی الخلاصۃ۔

(۱۳۲) مجنون اور صبی کی گواہی نہ قبول ہو گی معتوہ بھی بمنزلہ مجنون شمار کیا گیا ہے۔ **تشریح** جس شخص کو کبھی جنون ہوتا ہے اور کبھی افاقہ اوسکی گواہی حالت افاقہ کی قبول ہو گی۔شمس الائمۃ الحلوائی نے مجنون ہنگامی کے دو دن قرار دینے مین اور فرماتے ہین کہ جس شخص کو دورہ جنون دو روز کامل رہے یا اس سے کم اور اسکے بعد افاقہ ہو جائے اور یہ اوسی حالت مین شہادت ادا کرے اسکی گواہی قبول ہو گی۔کذا فی المحیط۔

(۱۳۳) صرف عورتون کی شہادت نہ قبول ہو گی مگر دائی جنائی کی شہادت ولادت پر صرف نسب کی نسبت قبول ہو گی نہ میراث کی بابت۔کذا فی فتاوی قاضیخان

(۱۳۴) لڑکون کی شہادت بمقابلہ لڑکون کے کھیل کود کی نسبت جائز نہین اور نہ صرف عورتون کی شہادت اون امور کی نسبت جو تخلیے کے مقامون مین سرزد ہوتے ہین۔اگرچہ اس شہادت کی ضرورت پڑتی ہے۔کذا فی الذخیرۃ۔

(۱۳۵) کوئی قیدی بمقابلہ کسی قیدی کے شہادت ادا کرے اوس امر کی جو

قیدخانے کے قیدیون مین باہم سرزد ہوتا ہے۔ نہ قبول ہوگی یہ شہادت۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۱۳۶) بچے کے آواز دینے پر یا اوسکے کسی عضو کے حرکت کرنے پر صرف عورتون کی شہادت مقبول ہوگی اور پر جائز ہونے نماز اوس ولد کے بالاجماع اور ناجائز ہوگی وہ شہادت حق میراث مین۔ یہ قول حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کا ہے۔ ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہین کہ امور مذکورۂ بالا مین ایک عورت عادلہ کی گواہی جائز ہے۔ کذا فی المحیط۔ اور یہی مرجح ہے۔ کذا فی فتح القدیر۔

(۱۳۷) قبل تولد کے اگر لڑکا حرکت کرے اور عورتین اس امر کی شہادت دین یہ شہادت نزدیک ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے مقبول ہوگی۔ کذا فی المحیط۔

(۱۳۸) شہادت ایک مرد اور دو عورتون کی خواہ دو مردون کی قبل تولد یا وقت تولد نسبت حرکت کرنے ولد کے نامقبول ہے نزدیک جمہور کے۔ کذا فی المحیط۔

(۱۳۹) عورتون کی گواہی سرقہ مین حق قطع کی نسبت نہین جائز ہے۔ مگر حق تاوان مین انکی شہادت قبول ہوتی ہے۔ کذا فی التاتارخانیہ۔

(۱۴۰) زید کہے اگر مین شراب پیون تو میرا یہ غلام آزاد ہو جائیگا۔ ایک مرد اور دو عورتین گواہی دین کہ زید نے شراب پی۔ غلام آزاد ہو جائیگا اور زید کو حد نہ ماری جائیگی۔ اسیطرح محمود کہے اگر مین فلان شخص کے مال مین سے سرقہ کرون تو میرا غلام آزاد ہو جائیگا۔ ایک مرد اور دو عورتین سرقہ کرنے کی شہادت ادا کرین اس شکل مین غلام آزاد ہو جائیگا اور سارق کا ہاتھ نہ کاٹا جائیگا۔ کذا فی الخلاصۃ۔

(۱۴۱) مملوک کی شہادت عام اس سے کہ وہ قِن ہو یا مدبر یا مکاتب یا ام ولد نہ قبول ہوگی امام اعظم کے نزدیک اور یہی حکم ہے معتق البعض کا۔ کذا فی فتاوی قاضی خان۔

(۱۴۲) جن اشخاص کی گواہی بسبب رق یا کفر یا صبی ہونے کے نامنظور کیجائے۔ اسکے بعد یہ موانع زائل ہوجائیں اور وہ سب شہادت ادا کریں اوسی حادثے کی نسبت قبول ہوگی اونکی گواہی۔

(۱۴۳) اگر شہادت نسبت عتق یا زوجیت یا عبد کے مولیٰ کے واسطے اور مولیٰ کی عبد کے لیے نامنظور کیجائے اسکے بعد یہ اسباب زائل ہوجائیں اور یہ گواہی ادا کریں۔ نہ قبول ہوگی گواہی مذکورہ۔ اگر غلام شہادت کا تحمل کرے اپنے مولیٰ کے واسطے یا زوجہ شوہر کے لیے یا شوہر زوجہ کے واسطے۔ اور غلام بعد آزاد ہونے کے شہادت ادا کرے یا بعد افتراق ہوجانے کے زوج زوجہ کی طرف سے اور زوجہ زوج کی جانب سے گواہی ادا کرے ان اشکال مین اشخاص مذکورہ کی شہادت مقبول ہوگی۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۱۴۴) اگر غلام کافر یا صبی شہادت کا تحمل کرے اور بعد زائل ہوجانے عوارض مذکورہ کے یہ اشخاص شہادت ادا کریں۔ انکی گواہی قبول ہوگی۔ کیونکہ شہادت ادا کرنے کی حالت معتبر ہے۔ کذا فی خزانۃ المفتیین۔

(۱۴۵) اگر شوہر حالت قیام نکاح مین اپنی زوجہ کی جانب سے شہادت ادا کرے قاضی اسکی گواہی نہ قبول کریگا اور نہ نامنظور۔ اگر اسکے بعد ان دونون کے درمیان افتراق ہوجاے گا تو قاضی شہادت سابقہ پر فیصلہ صادر کریگا

ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ قاضی شہادت سابقہ پر فیصلہ نہ کریگا۔ تاوقتیکہ گواہ شہادت مذکورہ کا اعادہ نکرے۔ کذا فی المحیط۔

دوسری فصل

اسمین بیان ہے اون اشخاص کا جنکی شہادت بسبب فسق کے قبول نہین ہوتی

(۱۴۶) کل فقہا متفق ہین کہ کبیرہ کو علانیہ کرنا قبول شہادت کو مانع ہے۔ فتاوی عالمگیری۔

(۱۴۷) اگر کوئی شخص منجملہ صغائر کے اوس فعل فسق کو علانیہ کرے جو شنیع ہو اور لوگ اوسے اس فعل کے مرتکب ہونے کی وجہ سے فاسق کہتے ہون اس شخص کی بھی شہادت قبول نہوگی۔ اور اگر ایسا نہو اور اوس شخص کی صلاحیت زائدتر ہو فساد سے۔ اور صواب بڑھکر ہو خطا سے اور قلب اوسکا سلیم ہو اوسے فقہا عادل کہتے ہین۔ اسکی شہادت قبول ہوگی۔ کذا فی فتاوی قاضیخان۔

(۱۴۸) ابی یوسفؒ سے منقول ہے اگر فاسق لوگون مین ذی مروت ہو تو اسکی شہادت قبول ہوگی۔ لیکن اصح یہ ہے کہ شہادت مذکورہ قبول نہوگی کذا فی الکافی۔

(۱۴۹) جو شخص سودخوار مشہور ہو یا وہ شخص جس نے یتیم کا مال ایک بار کھایا ہو ان دونون کی گواہی قبول نہوگی۔ کذا فی المبسوط و فتح القدیر۔

(۱۵۰) جو شخص دائم الخمر ہو اور اوسکی یہ نیت ہو کہ جب شراب دستیاب ہوگی پیویگا۔ اسکی گواہی قبول نہوگی۔ شمس الائمۃ السرخسی فرماتے ہین کہ شرط یہ ہے

اسکا شراب پینا لوگون پر ظاہر ہو۔ یا وہ شخص جو حالت نشے مین نکلے اور لڑکے اوسکی مضحکہ کرین۔ اور شراب پوشیدہ پینے سے عدالت ساقط نہین ہوتی ہے۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۱۵۱) اصل مین لکھا ہے کہ شہادت اوس شخص کی نہین جائز ہے جو مدام سکر کا استعمال کرتا ہے۔ **تشریح** ۔ سکر سے بجز خمر کے تمام اشیاے منشی مراد ہین۔ کذا فی المحیط۔

(۱۵۲) جو شخص فاجرون اور شرابیون اور دلالون کی صحبت مین بیٹھتا ہو اوسکی شہادت قبول نہوگی اگرچہ وہ شراب نہ پیتا ہو۔ کذا فی المحیط۔

(۱۵۳) اوس شخص کی شہادت نہ قبول ہوگی جو مرتکب ہوتا ہو بحیثیت فسق اون کبائر کا جنپر حد متعلق ہوتی ہے۔ کذا فی الھدایہ۔

(۱۵۴) جو شخص تاخیر کرے کل فرائض مین مثل نماز و روزہ وغیرہ کے جنکے وقت معین ہین اوسکی عدالت ساقط ہو جائیگی۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۱۵۵) ہشام نے امام محمدؒ سے نقل کیا ہے جو شخص اون فرائض مین جنکے لیے وقت مقرر نہین ہے تاخیر کرے مثل زکوٰۃ یا حج کے اوسکی عدالت ساقط نہوگی اور اسی مسئلے کو محمد بن مقاتل نے اختیار کیا ہے۔ اور بعض فقہا لکھتے ہین اگر کوئی شخص بدون عذر تاخیر کرے زکوٰۃ یا حج مین اوسکی عدالت ساقط ہو جائیگی اور اسکو فقیہ ابو اللیث نے بھی اختیار کیا ہے مگر قاضی امام فخر الدین فرماتے ہین کہ فتوی اسپر ہے کہ جو شخص بلا عذر زکوٰۃ یا حج مین تاخیر کرے اوسکی عدالت ساقط ہو جاتی ہے اور یہی مسئلہ فقیہ ابو اللیث کے نزدیک مختار ہے۔ **تشریح**

ہمارے زمانے مین حج اور زکوۃ مین تاخیر کرنے سے عدالت ساقط نہین ہوتی ہے۔ کذا فی المضمرات۔

(۱۵۶) نماز جمعہ تین مرتبہ ترک کرنے سے انسان فاسق ہو جاتا ہے اسیطرح ذکر کیا گیا ہے بعض مواضع مین۔ اور شمس الائمہ کا بھی یہی مقولہ ہے۔ اور ذکر کیا گیا بعض مواضع مین کہ نماز جمعہ کا ترک کرنا عدالت کو باطل کر دیتا ہے اور عدد بیان نہین ہوا۔ شمس الائمہ حلوائی فرماتے ہین کہ اسی پر فتوی ہے۔ اور اگر اپنی رغبت سے نماز جمعہ کو بلا عذر ترک کرے تو عدالت ساقط ہو جاتی ہے۔ کذا فی فتاوی قاضی خان۔

(۱۵۷) اگر بوجہ عذر نماز جمعہ ترک کرے مثل مرض یا بسبب بُعدِ شہر یا اس تاویل سے کہ امام فاسق ہے یا وہ افعال جو فسق سے مشابہ ہین امام مین پائے جاتے ہین۔ اوسکی شہادت مقبول ہوگی۔ کذا فی الذخیرہ۔

(۱۵۸) اگر کوئی شخص نماز جماعت کو حقیر سمجھکر ترک کرے جیسے عوام مرتکب ہوتے ہین یا نماز کو از روے فسق یا مجانہ کے ترک کرے اسکی شہادت جائز نہین اور اگر نماز کو متاولا ترک کرے یعنے امام فاسق ہو اور یہ شخص اوسکی اقتدا کرنا مکروہ سمجھے اور اسوجہ سے اپنے گھر مین تنہا نماز پڑھے۔ یا امام مین وہ افعال پائے جائین جو امام کو گمراہ کرتے ہین اور اس شخص کے نزدیک امام کی اقتدا کرنی جائز نہ ہو اس شکل مین شخص مذکور کی عدالت ساقط نہین ہوتی ہے۔ کذا فی المحیط۔

(۱۵۹) دو شخص ایک شخص کے مقابلے مین گواہی دین کہ اسنے اپنی زوجہ کو حالت فراش مین تین طلاق دیے اور یہ بھی بیان کرین کہ ہم گواہی دیتے ہین اوس

شخص کے قریش ہونے سے قبل کی اور اوسنے ہمسے کہا تھا کہ تم اسکو چھپاؤ ہمنے چھپایا۔ ان گواہون کی گواہی قبول نہوگی کیونکہ اونھون نے فسق کا اپنی نسبت اقرار کیا اور فاسق کا قول معتبر نہین۔ کذا فی الواقعات الحسامیہ۔

(۱۶) ابی قاسم سے منقول ہے اگر دو شخص گواہی دین زوجہ کی طلاق یا لونڈی کے آزاد کرنے پر اور وہ بیان کرین کہ یہ واقعہ شروع سال مین واقع ہوا۔ انکی شہادت جائز ہے۔ اور گواہی ادا کرنے مین جو تاخیر واقع ہوئی ہر اوس سے کوئی نقصان انکی شہادت مین نہین آتا ہے۔ مولانا رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ گواہون کو لائق ہر کہ شہادت از خود ادا کرین اگر اونکو علم ہو کہ شوہر نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور مالک نے لونڈی کو آزاد کیا۔ اگر شوہر زوجہ کے ساتھ زوجیت کا برتاوہ اور مولی لونڈی کے ساتھ برتاوہ مالکیت کا رکھتا ہو گواہ شہادت مین تاخیر کرنے سے فاسق ہوجاتے ہین۔ اس شہادت مین دعوی شرط نہین ہے اور گواہون کو بلا طلب مدعی گواہی ادا کرنا جائز ہے۔ شیخ الاسلام جنکا لقب خواہرزادہ ہے فرماتے ہین حقوق عباد مین اگر مدعی گواہ سے گواہی طلب کرے اور وہ بدون عذر ظاہر کے شہادت ادا کرنے مین تاخیر کرے اور بعد اسکے گواہی دے اسکی شہادت قبول نہوگی۔ کذا فی الظہیریہ۔

(۱۶۱) شہادت قمار باز کی جو شطرنج وغیرہ پر شرط لگا کر کھیلے نہ قبول ہوگی۔ اور شہادت اوس شخص کی جو شطرنج کھیلے اور اوسپر شرط نہ بدے قبول ہوگی۔ اور اگر شطرنج مدام کھیلے اور اوسمین ایسا محو ہو کہ اسکی نماز بھی قضا ہو جائے۔ یا جو شخص کھیلنے مین حلف باطلہ کرتا ہو اوسکی بھی شہادت نہ قبول کیجائیگی۔ کذا فی فتاوی قاضیخان

(۱۶۲) قنیہ مین مذکور ہے جو شخص سر راہ شطرنج کھیلے اوسکی گواہی نہ قبول کیجائیگی- کذا فی العینی شرح الھدایۃ-

(۱۶۳) چوسر کھیلنے والا مردود الشہادت ہے بہر صورت کذا فی فتاویٰ عالمگیری

(۱۶۴) جو شخص کوئی کھیل کھیلتا ہو اور بسبب کھیل کے نماز یا دوسرے فرائض اپنے نہ ترک کرتا ہو- اس شکل مین دیکھین گے اگر وہ فعل لوگون مین شنیع ہو مثل مزامیر اور طنابیر کے تو اسکی گواہی نہ قبول ہوگی- اور اگر وہ فعل شنیع نہو مثل دف اور نرکل کی بانسلی کے- اسکی شہادت قبول ہوگی- اور اگر ان چیزون کو بجاکر رقص کرایا جائے تو یہ خاص کبائر مین داخل ہوجائیگا- اور اس سبب سے عدالت ساقط ہوجائیگی- کذا فی المحیط-

(۱۶۵) ابی یوسفؒ فرماتے ہین گھوڑ دوڑ مین گھوڑا دوڑانے والے کی شہادت مقبول ہے- کذا فی الملتقط-

(۱۶۶) ناچنے والے اور شعبدہ باز کی گواہی قبول نہوگی- کذا فی العینی شرح الھدایہ-

(۱۶۷) جو شخص کبوتر عادۃً اوڑاتا ہو اوسکی گواہی مقبول نہین - کذا فی فتاویٰ عالمگیریہ-

(۱۶۸) اگر زید کبوتر پالتا ہو اور اونکو عادۃً نہ اوڑاتا ہو اوسکی گواہی مقبول ہے اگر یہ شخص دوسرے کے مملوکہ کبوترون کو اپنے کبوترون مین ملا لیتا ہو اور اپنے اور غیر کے کبوترون کو دھالی مین ہنکا دیتا ہو اس نیت سے کہ اون کبوترون کو خود کھائے یا اونھین فروخت کرے- اس شکل مین گواہی اوس شخص کی

نہ قبول ہوگی۔کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۱۶۹) جو شخص لوگون کے سُنانے کے لیے گاتا ہو اور لوگ اوسکا گانا سنتے ہون اوسکی گواہی قبول نہوگی۔ اور اگر وہ شخص تفریح طبع کے لیے گاتا ہو اس شکل مین اسکی عدالت ساقط نہین ہوتی ہے اور یہی صحیح ہے کذا فی التبیین۔

(۱۷۰) جس عورت کے گانے کی آواز لوگ سنتے ہون اوسکی گواہی نہ قبول ہوگی عام اس سے کہ یہ لوگون کے سُنانے کے لیے گاتی ہو یا نہ گاتی ہو۔کذا فی شرح المکادم۔

(۱۷۱) اور نہ قبول کیجائیگی شہادت اوس عورت نوحہ گر کی جو دوسرے کی مصیبت پر روتی ہو اور اوس سے اُجرت لیتی ہو بطور پیشے کے۔کذا فی المحیط۔

(۱۷۲) جو عورت اپنی مصیبت پر روئے اوسکی گواہی جائز اور مقبول ہے کذا فی السراج الوہاج

(۱۷۳) نہ قبول ہوگی شہادت اوس مخنث کی جو افعال ردیہ کا مرتکب ہو اور لینت کرتا ہو اپنے کلام مین عمدًا۔ اور اگر اوسکے کلام مین لینت اور اعضا مین تکسر خلقی ہو اور افعال رویہ مین سے کسی فعل کی شہرت نہ رکھتا ہو۔ ایسا شخص مقبول الشہادت متصور ہوگا۔کذا فی التبیین۔

(۱۷۴) نہ قبول ہوگی شہادت اوس فاسق کی جو فسق مین بیباک ہو۔ اس شخص کو اصطلاح فقہامین داعر کہتے ہین۔کذا فی الذخیرۃ۔

(۱۷۵) جو شخص غفلت کے غلبے مین رہتا ہو اوسکی شہادت قبول نہوگی۔ کذا فی فتاوی قاضی خان۔

(۱۷۶) جو شخص کذب مین مشہور ہوا وسے عادل نہین کہتے ہین۔ اسکی گواہی قبول نہین ہوگی کسی زمانے مین اگرچہ توبہ بھی کرے۔ بخلاف اوس شخص کے جس سے کذب سہوًا ایک بار واقع ہوا ہو اور اوسنے توبہ کی ہو۔ کذا فی البدائع۔

(۱۷۷) جو شخص عادل مشہور ہو اور وہ جھوٹی گواہی دے اور اوس سے توبہ کرے اوسکی گواہی قبول ہوگی اور اسی قول پر اعتماد ہے۔ کذا فی خزانۃ المفتیین۔

(۱۷۸) فاسق کی گواہی باوجود توبہ کرنے کے نہ قبول ہوگی جب تک اس قدر زمانہ نگذرے کہ توبہ کا اثر ظاہر ہو۔ اور صحیح یہ ہے کہ یہ امر قاضی کی راے پر چھوڑا گیا ہے۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۱۷۹) غیر عادل اگر جھوٹی گواہی دے اور اوس سے توبہ کرے اس شخص کی گواہی مقبول ہے۔ کذا فی فتاوی قاضیخان۔

(۱۸۰) جس شخص پر بسبب زنا اور سرقہ اور شرب کے حد جاری کی گئی ہو من بعد وہ توبہ کرے قبول کیجائیگی گواہی اوسکی بالاجماع۔ کذا فی الہدایہ۔

(۱۸۱) جو شخص کسی کی مان پر زنا کی تہمت لگائے اور اوسپر حد جاری کیجائے باوجود توبہ کے اسکی گواہی نہ قبول ہوگی۔

(۱۸۲) اگر کسی شخص پر حد جاری ہوا اور وہ قبل ختم ہونے حد کے فرار ہو جائے بموجب ظاہر الروایۃ اوسکی گواہی نہ قبول ہوگی۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۱۸۳) اگر کافر کو قذف کی یاداش مین حد ماری جائے اور بعد یہ شرف اسلام سے مشرف ہو اسکی شہادت قبول ہوگی۔ بخلاف اوس غلام کے جسکو حد لگائی جائے اور اسکے بعد وہ آزاد کیا جائے۔ اگر حالت کفر مین حد قذف کا حکم صادر

ور حالت اسلام مین وہ جاری کیجائے اس شخص کی گواہی ہمیشہ کو باطل ہو جائیگی
ور اگر کچھ حد حالت کفر مین جاری ہو اور کچھ اسلام مین اس شخص کی گواہی مدام
باطل ہوگی یعنے بصورت توبہ کرنے کے بھی قبول نہوگی۔ کذا فی الجوہرة النیرة

(۱۸۴) شاعر ہجو کرنے والے کی گواہی مقبول نہین اور شہادت مدح کرنے والے
ی اگر اوسکی اکثر مدح سچی ہو قبول ہوگی۔ کذا فی التاتارخانیہ۔

(۱۸۵) مرد صالح کے شعر فحش گانے سے عدالت باطل نہین ہوتی ہے۔ یا جو شخص
ربیت حاصل کرنے کے لیے عربی شعر پڑھے گو فحش کیون نہون۔ کذا فی
تاوی عالمگیری۔

(۱۸۶) جو شخص اپنے اہل اور مملوک اور اولاد کو گالیان دے اسکی دو شکلین
ہین۔ اول یہ کہ اسنے احیانًا گالیان دی ہون۔ یا اُسکی گالیان دینے کی عادت ہے
شکل اول مین عدالت ساقط نہین ہوتی اور ثانی مین عدالت ساقط ہو جاتی ہے
جس شخص کی حیوان کو گالیان دینے کی عادت ہو۔ یا جو صحابہ اور تابعین
یا امام اعظمؒ اور اونکے صحابہ پر تبرا کرے۔ کذا فی الواقعات الحسامیة و
فتح القدیر و نہایہ۔

(۱۸۷) اہل ہوا کی شہادت قبول ہوگی اور خطابیہ اس حکم سے مستثنے ہین۔
یعنے انکی گواہی نہ قبول ہوگی۔ کذا فی الھدایہ

(۱۸۸) شیخ الاسلام فرماتے ہین ہمارے نزدیک اہل ہوا کی گواہی مقبول ہے۔
ہو وہ اس قسم کی ہو جس سے گواہ کا فرنہ قرار پاتا ہو اور وہ عادل ہو۔ اور وہ
اپنے قول مین شوخ چشم و بیباک نہو یہی صحیح ہے۔ کذا فی فتاوی عالمگیری

(۱۸۹) جو شخص افعال مستحقرہ کا مرتکب ہوتا ہو اوسکی گواہی قبول نہوگی۔ مثلاً راستے مین پیشاب کرنا۔ یا جو شخص بازار مین لوگون کے سامنے کھانا کھاتا ہو۔ اور جو نانبائی کی دکان پر کھاتا ہو اوسکی عدالت ساقط ہوجاتی ہے۔ کذا فی السراج الوہاج۔

(۱۹۰) مناقب مین امام اعظمؒ سے منقول ہے کہ شہادت بخیل کی مقبول نہین یا جو شخص راستے مین برہنہ صرف پایجامہ پہنے ہوئے چلتا ہو۔ یا وہ شخص جو حمام مین بغیر ازار داخل ہوتا ہو اور اس حرکت سے باز نہ آتا ہو یا جسنے مجمع مین گوز لگانا اختیار کیا ہو۔ یا مشہور بالصلاح جبکا لڑکا اوسکے مکہ شریف کے راستے مین اپنا نفقہ لینے کے لیے سد راہ ہو۔ یا مسخرہ یا وہ شخص جو بغیر بلائے شخص غیر کے ہمراہ دعوت مین جاتا ہو۔ یا کفن چور یا وہ شخص جو تصویر دار کپڑا بیچتا ہو یا بنتا ہو۔ یا وہ رئیس اور وہ شخص جو شہر یا کوچے مین ایسے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے جسکی پاداش مین دراہم دینا پڑتے ہین۔ یا وہ صراف جسکے پاس درہم جمع کیے جاتے ہین اور وہ بطیب خاطر اونکو اپنے پاس جمع کرلیتا ہے۔ لیکن صحیح تر یہ ہے کہ شہادت اہل حرفہ مثل خاکروب اور نداف اور جولاہے اور پچھنے لگانیوالے کی قبول ہوگی۔ کذا فی المحیط و بحر الرائق و سراج الوہاج۔

(۱۹۱) جس شخص کا ختنہ نہ کیا گیا ہو اوسکی گواہی جائز ہے۔ اگر اسکا ختنہ فعل لغو سمجھکر نہ کیا گیا ہو تو گواہی اوسکی قبول نہوگی۔ یا جس شخص کے خصیے نکالے گئے ہون۔ یا ولد الزنا کی زنا یا اوسکے غیر مین۔ یا قبالہ نویسان شرعی۔ یا دلالون اور بردہ فروشون کی۔ یا پرانا کپڑا نخاس مین بیچنے والونکی۔ یا خنثیٰ

مشکل کی گواہی بجز حدود اور قصاص کے۔ یا وہ حکام عادل جو بدون حق کے کوئی شے نہ لیتے ہون۔ یا صعالیکین کی شہادت درصورت اونمین صلاح غالب ہونے کے قبول ہوگی۔ اور حکام غیرعادل جو بدون حق کے لوگون سے کوئی شے لیتے ہون انکی گواہی قبول نہوگی۔ کذا فی فتح القدیر

تیسری فصل

اسمین بیان ہے اون اشخاص کا جنکی شہادت بسبب تہمت یا بسبب لزوم تناقض یا بسبب نقض قضا کے نہین قبول کی جاتی ہے-

(۱۹۲) والدین کی گواہی اپنے لڑکے یا پوتے کی جانب سے جائز نہین ہے گو اس سے درجہ اوتر جائے۔ اور نہ لڑکے کی اپنے والدین یا دادا یا نانا یا دادی یا نانی کی طرف سے گو درجہ اور چڑھ جائے۔ نہ شوہر کی اپنی زوجہ کی جانب سے گو زوجہ مملوکہ ہو۔ اور نہ گواہی زوجہ کی شوہر کیطرف سے گو شوہر مملوک ہو۔ نہ شوہر کی اپنی زوجہ مطلقہ بائنہ معتدہ کی جانب سے۔ یا وہ شخص جو بندہ کی جانب سے کسی حق کی گواہی ادا کرے اسکے بعد بندہ کے ساتھ نکاح کرے۔ کذا فی الحاوی والخلاصہ وفتاوی قاضی خان-

(۱۹۳) انا کے خاوند کی شہادت لڑکی دودہ پلائی کی طرف سے جائز ہے اور اس لڑکے کی اپنے انا کے شوہر کی جانب سے۔ یا سوتیلے بیٹے یا بھائی کی اپنی ہمشیرہ یا اپنے بھائی کی اونکی اولاد کیطرف سے۔ یا بھانجے کی اپنے ماموں کی جانب سے۔ یا ماموں کی بھانجے کی جانب سے۔ یا بھتیجے کی اپنی خالہ کی طرف سے یا بھتیجے کی اپنی پھوپی کی طرف سے۔ یا داماد کی اپنے خسر یا ساس کی

جانب سے یا خسر یا ساس کی اپنے داماد یا سمدھی یا سمدھن کیطرف سے - یا سالے کی اپنے بہنوئی یا بہنوئی کی اپنے سالے یا سالی کی طرف سے - یا دادا کی اپنے پوتے کی جانب سے بیٹے کے مقابلے مین - کذا فی فتاوی عالمگیری

(۱۹۴) ولد ملاعن اور ام ولد کے لڑکے کی جو مالک کے تصرف مین پیدا ہوا ہوا اور مالک اوس لڑکے کی ولدیت سے انکار کرے - ان لوگون کی ایک دوسرے کی جانب سے گواہی قبول نہوگی - اور نہ اولاد ولد ملاعن کی ملاعن کی جانب سے - اور نہ اوس ملاعن کی اوس ولد کی طرف سے جسکی ولدیت کا یہ انکار کرتا ہے - اور نہ شہادت مالک کی اپنے مملوک اور مدبر اور مکاتب اور ام ولد کی طرف سے - اور نہ اجیر کی اپنے اُستاد کی جانب سے - کذا فی محیط السرخسی وفتاوی قاضی خان -

تشریح - اجیر سے وہ تلمیذ خاص مراد ہے جسکا خور و نوش اُستاد سے متعلق ہو اور وہ اوسکے اہل وعیال مین داخل ہو اور کچھ اجرت معین نہو -

(۱۹۵) اور نہ وہ اجیر جو اُجرت یومیہ یا مہینے یا سالانہ پر رکھا گیا ہو - خلاف قیاس اور نہ مستاجر کی اجیر کی جانب سے اور نہ مستعیر کی معیر کی جانب سے - نہ مسعود کی جو ایک مہینے کے واسطے مکان کرایہ کو لے اور اوسمین ایک مہینا سکونت پذیر رہے - اسکے بعد خالد مکان مذکورہ کا دعوی کرے اور زید و مسعود خالد کی جانب سے گواہی ادا کرین - قاضی مدعی سے پوچھے آیا تیری اجازت سے مکان مدعوہ مہینا بھر کرایہ کو دیا گیا تھا یا بغیر اجازت - اگر مدعی جواب دے کہ میری اجازت سے مکان کرایہ کو دیا گیا تھا - اس شکل مین مستاجر کی گواہی

قبول نہو گی کیونکہ یہ اجیر کی مفید گواہی دیتا ہے جس سے اسکا حق سکونت ثابت ہوگا اور اگر مدعی بیان کرے کہ مکان مدعوہ بغیر میری اجازت کے کرایہ کو دیا گیا تھا اسکی شہادت قبول ہوگی کیونکہ یہ گواہی مدعی کے حق مین مفید نہین ہے۔ اور مسعود کے مکان مین مہینا بھر نہ رہنے کی صورت مین اوسکی گواہی قبول نہو گی۔ اگر مدعی اس امر کا دعوےٰ نہ کرے کہ مکان میری اجازت سے کرایہ کو دیا گیا تھا۔ اور دو مستاجر گواہی دین کہ کرایہ لینے کا حق اوس شخص کو ہے جس سے ہمنے مکان کرایہ لیا تھا۔ اس شکل مین اجارہ ثابت ہو جاتا ہے۔ امام اعظم فرماتے ہین کہ ان دونون کی گواہی جائز ہے عام اس سے کہ کرایہ کم ہو یا زیادہ۔ اور اگر بمقابلہ موجر دو مستاجر گواہی دین کہ کرایہ لینے کا حق غیر شخص کو تھا اس شکل مین اجارہ فسخ ہو جاتا ہے۔ یہی مذہب امام اعظمؒ کا ہے۔ ابو یوسف فرماتے ہین کہ ان دونون کی شہادت نسبت فسخ اجارہ نہین جائز ہے۔ اور اگر وہ دونون مکان مذکور مین مفت رہتے ہون تو اونکی گواہی قبول ہوگی۔ کذا فی المحیط السرخسی۔

(۱۹۶) ہندہ لونڈی کے بطن سے دو لڑکے توام پیدا ہون مولیٰ اونمین سے ایک لڑکے کو فروخت کر ڈالے اور مشتری لڑکے مذکور کو آزاد کر دے اسکے بعد لڑکا آزاد شدہ بائع کی طرف سے گواہی دے۔ یہ شہادت قبول ہو گی۔ اور اگر وہی شخص اوس لڑکے کے نسب کی نسبت جو اسکے پاس موجود ہے دعویٰ کرے تو اس شکل مین دونون لڑکون کا نسب ثابت ہو جائیگا۔ اور بیع اور آزادی اور فیصلہ باطل ہو جائیگا۔ کذا فی الکافی۔

(۱۹۷) اجیر شہری اُستاد کی جانب سے گواہی دے۔ قاضی نے اُسکو نہ رد کیا ہو

اور نہ گواہ کی تعدیل کرائی ہو حتی کہ ایک مہینا گذرنے کے بعد گواہ کی تعدیل کرائی جائے
اس شکل مین گواہی مذکورہ نہ قبول ہوگی۔ اور نہ وہ شوہر جو اپنی زوجہ کی جانب سے
گواہی دے اسکے بعد اپنی زوجہ کو قبل تعدیل کے طلاق دے۔ اور نہ وہ شخص
جو اجیر ہو گواہی دے اور اسکی شہادت پر قاضی نے فیصلہ نہ کیا ہو کہ گواہ اجیر
ہو جائے۔ یا قاضی نے اسوجہ سے کہ گواہ اجیر نہین ہے اوسکی گواہی رد نکی ہو
ازان بعد وہ اجیر ہو جائے اور مدت اجارہ ختم ہو جائے اس شہادت پر فیصلہ صادر
نہ کیا جائیگا گو گواہ وقت ادا کرنے شہادت اور فیصلہ صادر ہونے کے اجیر نہ تھا۔
اگر قاضی نے شہادت مذکور باطل قرار نہ دی ہو کہ بعد منقضی ہونے مدت اجارہ گواہ
شہادت سابقہ کا اعادہ کرے یہ گواہی قبول ہوگی۔ کذا فی فتاوی قاضیخان۔
(۱۹۸) شہادت شریک کی اپنے شریک کی جانب سے اوس امر کی نسبت جسمین
وہ دونون شریک ہین قبول نہوگی۔ اور اگر یہ اوس امر کی نسبت گواہی دے
جسمین اسکی شرکت نہین ہے تو یہ گواہی قبول ہوگی۔ یہی حکم ہے اوس اجیر کا بھی
جو منجملہ دو شریکون کے ایک کا اجیر ہو اسکی شہادت اوس شریک کی جانب سے
جسکا یہ اجیر نہین ہے جائز ہے۔ امام محمدؒ کتاب اصل مین لکھتے ہین اگر دو شخص
گواہی دین کہ ہمارے اور زید کے ہزار درہم خالد پر ہین اسکی کئی صورتین ہین۔
اولؔ یہ کہ اگر وہ دونون دلیل قائم کرین شرکت پر۔ یعنے یہ گواہی دین کہ ہمارے
اور زید یعنے شریک کے ہزار درہم خالد پر مشترک ہین اس شکل مین انکی شہادت قبول نہوگی
ثانی یہ کہ اگر وہ دونون دلیل قائم کرین نسبت قطع شرکت کے یعنے زید کی جانب
سے شہادت ادا کرین کہ اسکے پانسو درہم علیحدہ سبب سے واجب ہین اور ہمارے

خالد پر پانسو درہم دوسرے سبب سے واجب ہین۔ شہادت مذکورہ شخص ثالث کے حق مین قبول ہوگی۔

ثالث یہ کہ وہ دونون مطلق شہادت ادا کرین اس شکل مین شہادت انکی قبول نہوگی۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۱۹۹) اگر زید کے عمرو اور خالد اور محمود پر ہزار درہم قرض ہون اور انمین سے دو مدیون گواہی دین کہ دائن نے ہم دونون اور خالد کو اون ہزار درہم سے جو خالد اور ہمارے اوپر قرض تھے ابرا کر دیا۔ اگر یہ تینون شخص آپس مین ایک دوسرے کے کفیل ہون تو انکی گواہی قبول نہوگی۔ اور اگر وہ آپس مین ایک دوسرے کے کفیل نہون اور دو مدیون گواہی دین کہ دائن نے ہمکو اور شخص ثالث کو کلمۂ واحد مین بری کر دیا۔ اس شکل مین بھی گواہی قبول نہوگی۔ اور اگر گواہی دین وہ دونون کہ دائن نے ہمکو علیحدہ بری کر دیا اور شخص ثالث کو علیحدہ۔ یہ گواہی شخص ثالث کے حق مین قبول ہوگی۔ نظیر اسکی کتاب حدود مین بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے دو شخص گواہی دین کہ خالد نے ہم دونون کی ماؤن اور محمود کی مان کو زنا کی تہمت لگائی۔ اسکی دو شکلین ہین اول یہ کہ تہمت مذکورہ بکلمۂ واحد ہو۔ دوسرے یہ کہ تہمت بکلمۂ واحد نہو شکل اول مین گواہی قبول نہوگی اور ثانی مین محمود کی نسبت قبول ہوگی۔ کذا فی المحیط۔

(۲۰۰) زید اور عمرو اور بکر کے خالد پر ہزار درہم قرض ہون۔ زید اور عمرو بمقابلہ بکر گواہی دین کہ اسنے خالد مدیون کو قرضہ معاف کر دیا۔ اسکے بعد گواہی دین وہی دونون کہ بکر نے بقدر اپنے حصے کے خالد کو ابرا کیا۔ ان دونون کی گواہی قبول نہوگی۔

اسی طرح اگر زید اور عمرو اور خالد مدیون سے کچھ وصول پائین اور گواہی دین زید و عمرو کہ بکر نے اپنے حصے کے قدر خالد کو ابرا کر دیا - کذا فی فتاوی قاضیخان -

(۲۰۱) بعد موقوفی کے شہادت وکیل کی موکل کی جانب سے درصورت خصومت کرنے وکیل کے قبول نہوگی اور نہ خصومت کرنے کی شکل مین قبول ہوگی - یہی قول امام اعظمؒ کا ہے - کذا فی الذخیرۃ -

(۲۰۲) اگر ایک شخص دوسرے شخص کو اپنے کل حق کے لیے وکیل مقرر کرے اور وکیل ہزار درہم کی خصومت کرنے کے بعد وکالت سے موقوف ہوجائے اور ہزار درہم کی شہادت ادا کرے اسکی شہادت ردکیجائیگی اور اگر یہ دوسرے مال کی نسبت شہادت ادا کریگا تو وہ قبول ہوگی کذا فی الکافی

(۲۰۳) ایک شخص پیش قاضی دوسرے شخص پر دعوی کرے کہ مین نے خالد کو اپنے کل حق کا وکیل کیا تھا اس مدعی علیہ سے نزاع ہونے کے پیشتر اور نیز قبل نزاع ہونے فلان فلان شخص سے اسی اثنا مین موکل وکیل کو موقوف کرے اور یہ موکل کی جانب سے اوس حق کی گواہی دے جسکی خصومت کے واسطے یہ وکیل مقرر کیا گیا تھا - وکیل معزول کی گواہی قبول نہوگی - بخلاف اس شکل کے کہ وکیل مذکور اوس حق کی نسبت گواہی دے جو اوسکی معزولی کے بعد پیدا ہوا ہو - یا باستثنا اون اشخاص کے جو اوپر بیان ہوگئے کسی اور شخص کے مقابلے مین گواہی دے - کذا فی عنوان القضا -

(۲۰۴) زید عمرو کو اپنے کل حق کی نسبت دعوی کرنے اور اوسپر قبضہ کرنے کے لیے

لوگون سے وکیل مطلق مقرر کرے یا خاص کے حق کی نسبت شہر کے لوگون سے دعویٰ
کرنے اور قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کرے اور وکیل ایک شخص پر دعویٰ کرکے اوسپر
گواہ قائم کرے اس بنا پر قاضی وسکو مدعی علیہ قرار دے اسکے بعد وکیل وکالت سے
موقوف ہوجاوے اس وکیل کی گواہی نہ اس مدعیٰ علیہ پر جائز ہے اور نہ دوسرے
مدعیٰ علیہ کے مقابلے مین جسپر موکل کے حقوق اوس روز تک قائم رہے ہون جسروز
وکیل وکالت سے موقوف ہوا۔ کذا فی الخلاصۃ۔

(۲۰۵) وکیل جو دین کے وصول کرنے کے لیے مقرر ہوا ہوا وسکی گواہی نسبت دین
کے جائز ہے۔ کذا فی الوجیز۔

(۲۰۶) زید عمرو و بکر و خالد کو وکیل خصومت مقرر کرکے کہے تم مین سے جو شخص
اِس مقدمے مین خصومت کرے وہ اوس مقدمے مین وکیل ہے۔ اسکے بعد عمرو
و بکر گواہی دین خالد کی طرف سے خالد انکی گواہی سے مدعیٰ علیہ قرار نہ پائیگا۔ اگر زید
عمرو و بکر و خالد کو وکیل کرے علٰحدہ علٰحدہ خصومت و قبضہ کرنے کے لیے اس شکل
مین عمرو و بکر کی شہادت زید کی وکالت مذکور کی نسبت جائز ہو کذا فی فتاویٰ عالمگیری

(۲۰۷) دو شخص گواہی دین ایک شخص کے مقابلے مین کہ اسنے ہمسے اور دوسرے
شخص سے کہا تم مین سے جو شخص چاہے میری زوجہ کو طلاق دے۔ یہ شہادت
جائز ہے۔ یا وہ شخص کہے کہ میری زوجہ کا حکم تمھارے دست قدرت مین ہے
تم مین سے جو چاہے میری زوجہ کو طلاق دے یہ جائز ہے۔ اور در صورت انکار شوہر
شوہر کے اون دونون کی گواہی جائز ہوگی۔ اور اگر شوہر اقرار کرے امر کا اور دو
شخص اون تینون مین سے شخص ثالث کے مقابلے مین گواہی دین کہ اوسنے آمر کی

زوجہ کو طلاق دی قبل اسکے کہ وہ ہمارے ساتھ وکالت مین شریک ہو- یہ شہادت جائز نہین- اور اگر دو شخص تین شخصون مین سے گواہی دین کہ شخص ثالث نے آمر کی زوجہ کو طلاق دی ہمارے ساتھ وکالت مین شریک ہونے کے بعد- اس شکل مین بعض کی گواہی بمقابلہ بعض کے قبول ہوگی- کذا فی فتاوی قاضیخان-

(۲۰۸) دو وکیل بالبیع اور دو دلال گواہی دین اور بیان کرین ہمنے اس شی کو فلان شخص کے ہاتھ فروخت کیا یہ گواہی قبول نہوگی- کذا فی الذخیرہ-

(۲۰۹) دو شخص گواہی دین کہ زید نے ہمکو اپنی طرف سے فلان عورت کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم دیا تھا- یا ہمکو فلان عورت کے خلع دینے کا یا فلان غلام خرید کرنے کا حکم دیا تھا اور ہمنے امور مذکورۂ بالا کیے- اگر موکل امر اور عقد دونون سے انکار کرے یا صرف امر کا اقرار کرے یا امر اور عقد دونون کا- اسکی دو صورتین ہین-

اول یہ کہ مدعی وکیل کے ساتھ عقد کرنے کا دعوی کرے یا انکار درصورت انکار کرنے موکل کے ہر شکل مین شہادت مذکورہ قبول نہوگی- اگر آمر عقد اور امر کا اقرار کرے اور مدعیٰ علیہ فقط عقد کا اقرار کرے اس شکل مین اقرار ہی کی نسبت فیصلہ ہوگا نہ اون دونون کی گواہی پر- ہر صورت مین یعنے خلع ہو یا نکاح یا بیع-

ثانی یہ اگر مدعیٰ علیہ عقد کا انکار کرے اس شکل مین فیصلہ نہ کیا جائیگا نکاح اور بیع کا اور فیصلہ کیا جائیگا خلع مین بطلاق یا بلا مال صرف شوہر کے اقرار پر نہ اون دونون کی گواہی پر- اور اگر آمر اقرار کرے امر کا اور عقد سے انکار کرے مدعیٰ علیہ کے مقر ہونے کی شکل مین کل عقود کا فیصلہ ہوگا نہ نکاح کی نسبت امام اعظمؒ کے نزدیک- کذا فی الوجیز-

(۲۱۰) ابو یوسفؒ سے نوادر مین منقول ہے کہ اگر دو شخص گواہی دین کہ فلان
شخص نے ہمکو حکم کیا کہ اگر تم فلان شخص سے ملاقات کرو تو اوسکو وکیل کرو بیچ کرنے
پر اور ہمنے شخص مذکور سے ملاقات کی اور اوسکو وکیل بالبیع مقرر کیا۔ یا وہ دونون
مین اوس شخص نے ہمکو حکم دیا کہ اگر میری زوجہ سے ملاقات کرو تم تو اوسکا حکم
اوسکے دست قدرت مین دیدو۔ ہمنے اوس شخص کی زوجہ سے ملاقات کی اور اوسکے
شوہر نے ہمسے جو کہا تھا وہ ہمنے اوسکی زوجہ سے کہدیا۔ اور اوسنے خود طلاق دیلی
انکی گواہی جائز ہے۔ اور اگر دونون کہین کہ ہم گواہ ہین اس امر کے کہ شوہر نے ہمسے
کہا تھا کہ میری زوجہ سے کہدینا تجھکو تیرے شوہر نے اختیار دیا اور ہمنے اوس سے
کہدیا اور اوسنے اپنے آپ کو مطلقہ قرار دیا۔ ان دونون کی گواہی قبول نہوگی۔
(۲۱۱) وکیل کے بیٹون کی شہادت نسبت وکالت قبول نہوگی۔ اسیطرح وکیل کے
والدین اور اجداد واحفاد کی۔ کذا فی الخلاصہ۔
(۲۱۲) اگر وکیل کے دو بیٹے اسکے عقد کی نسبت گواہی دین اور موکل وکیل
امر و معقد کا ساتھ ہی اقرار کرین اور مدعی علیہ کو کل دعوے سے اقبال ہو۔ قاضی
کل عقود کا فیصلہ کریگا بہ سبب اوسکی تصدیق کے نہ گواہون کی شہادت کی بنا پر
اور اگر مدعی علیہ دعوی مذکورہ سے منکر ہو تو امام اعظم اور ابو یوسف کے نزدیک
گواہی قبول نہوگی اور نہ فیصلہ کیا جائیگا کسی شی کا ان عقود مین سے مگر خلع کا کیونکہ
اسمین فیصلہ کیا جاتا ہے طلاق کا بغیر مال کے بسبب اقرار شوہر کے اور وہی
موکل ہے۔ اور اگر وکیل اور مدعی علیہ اور موکل سب کل عقدون کا انکار کرین
اس شکل مین شہادت مذکورہ پر التفات نہ کیا جائیگا۔ اور اگر مدعی علیہ اقبال کرے

توکل فقہا کے نزدیک شہادت قبول ہوگی - اگر وکیل دونون امرون کا اقرار کرے اور موکل امر کا دعویٰ کرے اور عقد کی نسبت انکار کرے اور مدعیٰ علیہ اوسکا اقبال کرے - اس شکل مین کل عقود کی نسبت فیصلہ کیا جائیگا نہ نکاح کی نسبت یہ قول امام اعظمؒ کا ہے اور صاحبین کے نزدیک کل عقود کا فیصلہ ہوگا - کذا فی الذخیرۃ -

(۲۱۳) اگر زید اپنی زوجہ کا حکم خالد شخص اجنبی کے قبضے مین دیدے اور خالد زید کی زوجہ کو طلاق دے اور خالد کے دو بیٹے گواہی دین کہ شوہر نے اپنی زوجہ کا اختیار ہمارے باپ کو دے دیا تھا - اور ہمارے باپ نے زید کی زوجہ کو طلاق دیدی - عام اس سے کہ ان گواہون کا باپ زندہ ہو اور اسکا دعوے بھی کرتا ہو یا انکا باپ مرگیا ہو انکی شہادت قبول نہوگی امام اعظمؒ کے نزدیک تتشی ہے - ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ گواہون کے باپ کی غیبت بمنزلہ وفات متصور ہوگی - کذا فی المحیط

(۲۱۴) موکل کے دو بیٹے گواہی دین کہ ہمارے باپ نے عمرو کو وکیل کیا دین وصول کرنے کے واسطے - یہ شہادت نہ قبول ہوگی اگر مدیون وکالت کا انکار کرے - کذا فی الخلاصہ -

(۲۱۵) اگر زید خالد کو وکیل مقرر کرے مکان معین کے دعوے اور قبضہ کرنے کے واسطے اور موکل وس بلدے سے چلا جائے اور اوسکے دو بیٹے گواہی دین کہ ہمارے باپ نے اس شخص کو اپنے مکان کے دعوے اور قبضہ کرنے کے واسطے وکیل مقرر کیا - یہ گواہی قبول نہوگی - عام اس سے کہ مدعا علیہ وکالت

کا انکار کرے یا اقرار - یہ حکم موکل کے مدعی ہونے کی شکل مین ہے اور اگر موکل مدعیٰ علیہ ہو اور مدعی دعوی کرے مدعیٰ علیہ کے مکان کا اور مدعیٰ علیہ کے دو بیٹے گواہی دین کہ ہمارے باپ نے اس شخص کو وکیل بالخصومت مقرر کیا - اگر وکیل وکالت سے انکار کرے تو یہ گواہی قبول نہو گی اور اگر وکیل وکالت کا مدعی ہو تو بھی گواہی قبول نہو گی عام اس سے کہ مدعی اقرار کرے وکالت کا یا انکار - کیونکہ یہ شہادت مدعیٰ علیہ کے غیر پر پیش کی گئی ہے - کذا فی المحیط -

(۲۱۶) اگر دو شخص ایک شخص سے کپڑا خرید کرین اور قیمت اوسکی عام اس سے کہ ادا کی ہو یا نہ ادا کی ہو کہ شخص ثالث دعوی کرے کپڑا میرا ہی اور دونون مشتری گواہی ادا کرین کہ یہ کپڑا مدعی کا ہے یا گواہی دین اقرار بائع پر کہ یہ کپڑا مدعی کا ہے گواہی اون دونون کی قبول نہو گی - کذا فی المحیط -

(۲۱۷) دو مشتری شی مبیعہ بعقد فاسد خرید کرین اور بعد قبضہ کرنے شی مبیعہ کے گواہی دین کہ یہ مدعی کی ہے انکی گواہی قبول نہو گی - اسی طرح اگر قاضی عقد کو بسبب فاسد ہونے کے فسخ کرا دے یا مشتریان عقد کو فسخ کر دین اور عین انکے قبضے مین ہو اگر یہ دونون شی مبیعہ بایع کے حوالے کر کے گواہی دین یہ شہادت قبول ہو گی - کذا فی الخلاصہ -

(۲۱۸) ایک شخص دوسرے شخص سے لونڈی خرید کرے اور وہ دونون یعنے مشتری شی مبیعہ کا اور بائع قیمت کا قبضہ کرے پھر وہی دونون بیع کا اقالہ کرین یا مشتری شی مبیعہ بسبب پائے جانے عیب کے بدون فیصلہ کرنے قاضی کے بائع کو واپس کر دے اور بائع اسکو قبول کر لے اسکے بعد دوسرا شخص دعوی کرے کہ یہ لونڈی

میری ہے مشتری اور دوسرا شخص گواہی دے کہ یہ لونڈی مدعی کی ہے۔ انکی گواہی باطل ہے عام اس سے کہ لونڈی بعوض ثمن بائع کو مسترد نہ کی گئی ہو۔ یا مسترد کی گئی ہو۔ اگر لونڈی بحکم قاضی بسبب عیب واپس کی گئی ہو یا قبل قبضہ کرنے بغیر فیصلہ صادر ہونے قاضی کے واپس کی گئی ہو۔ یا لونڈی بسبب خیار رویت یا خیار شرط کی بنا پر واپس ہوئی ہو اسکے بعد مشتری دوسرے شخص کے ہمراہ گواہی ادا کرے یہ شہادت جائز ہے۔ اگر لونڈی بعوض ثمن مشتری کے پاس محبوس ہو اس مسئلے کا وہی حکم ہے جو اوپر بیان ہوا۔ اور اگر لونڈی مشتری کے پاس بعوض ثمن محبوس ہو اور وہ مشتری کے قبضے مین مر جائے۔ مشتری اور دوسرا شخص گواہی دے کہ لونڈی مدعی کی تھی۔ یہ شہادت باطل ہے کذا فی المحیط

(۲۱۹) ایک شخص لونڈی خرید کرے بمقابلہ غلام کے اور قبضہ کرین دونون یعنے مشتری لونڈی کا اور بائع غلام کا اسکے بعد لونڈی مین عیب ظاہر ہوا اور قاضی لونڈی واپس کرنے کا فیصلہ صادر کرے اور مشتری لونڈی کو بسبب واپس ہونے غلام کے حبس کرے از ان بعد خالد بائع کی موجودگی مین لونڈی کا دعوی کرے اور مشتری دوسرے شخص کے ہمراہ گواہی دے کہ یہ لونڈی مدعی کی ہے مشتری کی شہادت نہ قبول ہوگی۔ اور اگر مشتری لونڈی واپس ہونے کے بعد گواہی دے یہ شہادت جائز ہے۔ اور اگر غلام بائع کے قبضے مین ہلاک ہو جائے اور مشتری لونڈی مین عیب دیکھکر واپس کر دے۔ بعد فیصلہ کرنے قاضی کے یہ واپسی صحیح ہے۔ مشتری بائع سے غلام کی قیمت واپس لیگا۔ اگر محمود دعوے کرے اوسی لونڈی کا اور مشتری دوسرے شخص کے ہمراہ گواہی دے کہ یہ

لونڈی مدعی کی ہے۔ یہ شہادت مشتری کی جائز ہے۔ کذا فی فتاوٰی قاضیخان

(۲۲۰) اگر زید عمرو سے غلام خرید کرے اور بائع بیان کرے کہ شئ مبیعہ مین عیب نہین ہے۔ اسکے بعد زید اوس غلام کو بکر کے ہاتھ فروخت کرے اور غلام مین عیب نکلے اور مشتری ثانی مشتری اول پر عیب کی نسبت دعوی کرے اور بائع اول اور دوسرا شخص گواہی دے کہ یہ عیب غلام مین بائع کے پاس تھا۔ صاحب محیط رقم کرتے ہین کہ یہ شہادت قبول ہوگی۔ اور اگر بائع یہ گواہی دے کہ اس غلام مین عیب نہ تھا۔ یہ شہادت قبول نہوگی۔ کذا فی المحیط

(۲۲۱) زید غلام فروخت کرکے اوسپر مشتری کا قبضہ کرا دے پھر محمود دعوے کرے کہ اس غلام کو مین نے مشتری سے خرید کیا۔ مشتری بیع کا انکار کرے۔ اسکے بعد بائع گواہی دے مدعی کی جانب سے کہ شئ مدعوہ مدعی کی ملک ہے۔ بائع کی گواہی نسبت مشتری کے قبول نہوگی۔ کذا فی الظہیریہ۔

(۲۲۲) بائع اگر گواہی دے اپنے غیر کی جانب سے اوس چیز کی نسبت جو اسنے غیر کے ہاتھ فروخت کی ہو۔ یہ گواہی قبول نہوگی۔ اور اسیطرح مشتری کی گواہی کا بھی حکم ہے۔ کذا فی فتاوٰی قاضی خان۔

(۲۲۳) ایک شخص کے قبضے مین لونڈی ہو اور دوسرا شخص دعوی کرے کہ مین نے اس لونڈی کو خرید کیا سو دینار کو خالد سے اور خالد نے لونڈی شخص قابض سے ہزار درہم کو خرید کرکے قبضہ کیا تھا قبل میرے ہاتھ بیع ہونے کے۔ شخص قابض اور مشتری اول اس سے انکار کرے۔ بعد قابض کے دو بیٹے اس عوے کی نسبت گواہی دین۔ انکی گواہی بمقابلہ انکے باپ کے بیع پر قبول ہوگی۔ اور قاضی

فیصلہ کریگا شخص قابض کے حق مین مشتری اول پر ہزار درہم کا - اور مشتری اول کے نام مشتری ثانی کے مقابلے مین سو دینار کا فیصلہ کریگا - کذا فی فتاوی عالمگیریہ

(۲۲۴) اگر لونڈی کا قابض دعوے مدعی کا اقبال کرے اور مشتری اول اس سے منکر ہو اور قابض کے دو بیٹے گواہی دین یہ شہادت قبول نہوگی اور لونڈی مشتری ثانی کو دلائی جائیگی اور قابض لونڈی کو مشتری اول سے کچھہ نہ دلایا جائیگا - شخص قابض کو یہ حق نہین ہے کہ لونڈی کو اسلیے حبس کرے کہ مشتری اول سے ثمن وصول پائے عام اس سے کہ مشتری ثانی دعوی کرے کہ مین نے مشتری اول سے لونڈی کا قبضہ حاصل کیا اور اسکی قابض تصدیق کرے - یا مشتری ثانی دعوی نہ کرے - اور اگر مشتری ثانی دعوی کرے کہ مین نے لونڈی خریدی بعوض ہزار اور پانسو درہم کے اور دونون ثمن ایک ہی جنس کے ہون اور مشتری اول اسکا انکار کرے اور قابض مشتری ثانی کے دعوے کی تصدیق کرے - پس اگر مشتری ثانی دعوی کرے کہ مین نے مشتری اول سے لونڈی کا قبضہ حاصل کیا اور قابض اسکی تصدیق کرے اس شکل مین قابض کو اوس لونڈی کے روکنے کا حق نہین ہے - مشتری ثانی کو چاہیے کہ شخص قابض کو کچھہ ثمن نہ دے اگر مشتری ثانی مشتری اول کو ثمن دیدے تو مشتری اول کی ملک ہو جائیگی بسبب تصدیق کرنے شخص قابض اور مشتری ثانی کے - اس شکل مین قابض مشتری اول سے ثمن وصول کر سکتا ہے - اور اگر مشتری ثانی نے مشتری اول کو ثمن نہ دیا ہو تو مشتری ثانی کو قابض کے ثمن دینے کا حکم نہ دیا جائیگا - اگر مشتری ثانی اقرار کرے کہ مین نے لونڈی کا قبضہ نہین کیا تھا خلاف قیاس یہ ہے کہ قابض

لونڈی کو بمقابلہ مشتری ثانی روکے تاکہ وصول کرے اوس سے ہزار درہم۔ اگر مشتری ثانی نے لونڈی کو ہزار یا ہزار اور پانچسو کو خرید کیا ہو۔ یا مشتری ثانی نے لونڈی پانچسو درہم کو خرید کی ہو اس شکل مین قابض کو جائز ہے کہ لونڈی کو روکے تاوقتیکہ پانسو درہم وصول نہ پائے۔ اگر شخص قابض اور مشتری اول فقط شری کی تصدیق کرین اور مشتری اول قبضے کی بھی تصدیق کرے اور شخص قابض اور مشتری اول مشتری ثانی کے خرید کرنے کی نسبت انکار کرین۔ من بعد مشتری ثانی کے خرید کرنے کی نسبت قابض کے دو بیٹے گواہی ادا کرین ان دونون کی گواہی قبول ہوگی اور بیع ثانی ثابت ہو جائیگی۔ اور اگر مشتری ثانی نے قبضے کا بھی دعویٰ کیا ہے تو مشتری ثانی کو لونڈی دلائی جائیگی اور قابض کا حق حبس ساقط ہو جائیگا۔ اور اگر مشتری ثانی نے قبضے کا دعویٰ نہ کیا ہو اور دونون ثمن کی جنس مختلف ہو تو بھی یہی حکم ہے یعنے مشتری ثانی کو لونڈی دلائی جائیگی اور حق حبس قابض کو باقی نہ رہیگا۔ اور اگر دونون ثمن ایک ہی جنس کے ہون تو استحساناً قابض کو حق حبس حاصل ہوگا۔ کذا فی المحیط۔

(۲۲۵) ایک شخص دو غلام خرید کرکے اونھین آزاد کردے اسکے بعد بائع اور مشتری کے درمیان ثمن کی نسبت اختلاف واقع ہو۔ بائع بیان کرے کہ ثمن ہزار درہم ہے اور مشتری کہے ثمن پانسو درہم ہے۔ ازان بعد دونون غلام آزاد شدہ گواہی دین کہ ثمن ہزار درہم تھا انکی گواہی قبول نہوگی۔ اسیطرح اگر بیع فاسد واقع ہوئی ہو اور غلامون کے قبضہ کرنے کے وقت کی قیمت کی نسبت اختلاف ہو اور دو غلام بعد آزاد ہونے کے اپنی اوس قیمت کی نسبت جو انکے قبضہ کرنے کے دن

شہادت ادا کرین - یہ گواہی قبول نہوگی - کذا فی فتاوی عالمگیری ہے -

(۲۲۶) اگر بائع اور مشتری کے درمیان ثمن کا اختلاف نہو - بلکہ مشتری یہ دعوی کرے کہ مین نے ثمن ادا کر دیا اور بائع اسکا انکار کرے اور دونون غلام آزاد شدہ گواہی دین مشتری کی جانب سے یا بائع کیطرف سے کہ بائع نے مشتری کو ثمن کا ابرا کر دیا - یہ گواہی قبول ہوگی - کذا فی فتاوی قاضیخان -

(۲۲۷) نوادر مین ابن سماعہ نے ابو یوسفؒ سے نقل کیا ہے کہ زید دو غلام خرید کرکے اوسکا قبضہ کرے اور بعدہ اونھین آزاد کرے - غلامون مین بعد خریدنے کے عیب نکلے - مشتری اوس نقصان کو جو عیب کی وجہ سے ہوا ہی ثمن مین سے واپس لینا چاہے - بائع عیب کا انکار کرے اور وہی دونون غلام آزاد شدہ گواہی دین کہ ہم مین یہ عیب بائع کے پاس تھا - یہ شہادت قبول نہوگی - اسیطرح اگر دونون غلام گواہی دین زید کی جانب سے مشتری کے مقابلے مین کہ ہم دونون کا نصف فلان شخص کا ہے - شہادت انکی باطل ہے - کذا فی فتاوی عالمگیری ہے -

(۲۲۸) دو غلام گواہی دین کہ مشتری نے ہر ایک ہم مین کا نصف قبل اپنی آزادی کے خالد کو ہبہ کر دیا - انکی گواہی قبول نہوگی - کذا فی المحیط -

(۲۲۹) زید کی وہ ام ولد جسکو زید نے آزاد کیا تھا یا زید مر گیا اور محمود دعوی کرے کہ لونڈی درمیان میرے اور متوفی کے مشترک ہے - ام ولد اور خالد وہندہ گواہی دین - انکی گواہی قبول نہوگی - کذا فی المحیط -

(۲۳۰) بکر اپنے محمود غلام کو فروخت کرکے اوسپر مشتری کا قبضہ بھی کرا دے

اور غلام دعوی کرے کہ مجھے مشتری نے آزاد کر دیا۔ اور مشتری اسکا انکار کرے۔ اور اسکی بائع گواہی دے۔ یہ شہادت قبول نہوگی۔ کذا فی فتاوی قاضی خان

(۲۳۱) دو شخص گواہی دین کہ ہمارے باپ نے اس لونڈی کو اس شخص کے ہاتھہ فروخت کیا۔ یا بیان کرین کہ ہمارے باپ نے اس غلام کو خالد کے ہاتھہ فروخت کیا اور خالد نے اوسے آزاد کر دیا۔ اگر گواہون کے باپ نے اشکال مذکورہ کا دعوی کیا ہو تو یہ شہادت قبول نہوگی۔ لیکن غلام آزاد ہو جائیگا اور ولا موقوف رہیگی۔ اگر گواہون کا باپ انکار کرے اور لونڈی آزاد ہونے کا دعوی کرے اور مشتری مثل بائع انکار کرے اور گواہون کا باپ غائب ہو اس شکل مین گواہی مذکورہ قبول ہوگی۔ کذا فی المحیط۔

(۲۳۲) زید کی لونڈی ہو اور اوسکے دو بیٹے حر مسلم گواہی دین کہ مولی نے لونڈی کو بمقابلہ ہزار درہم آزاد کر دیا اور مولی بھی اسکا دعوی کرے۔ اس شکل مین مولی کے اقرار کی وجہ سے آزادی واقع ہو جائیگی۔ اور اگر مولی انکار کرے اور لونڈی آزاد ہونے کا دعوی کرے اسکی جانب سے اسکے دو بیٹے گواہی دین۔ یہ شہادت قبول نہوگی۔ اور اگر لونڈی آزاد ہونے سے انکار کرے اور اسکے دو بیٹے آزادی کی نسبت گواہی دین۔ انکی گواہی قبول ہوگی۔ اگر مولے کے دو بیٹے گواہی دین کہ مولی نے لونڈی کو آزاد کر دیا اور مولی اسکا دعوی کرے۔ یہ شہادت قبول نہوگی۔ اور اگر مولی انکار کرے اور اسکے دو بیٹے گواہی دین یہ شہادت قبول ہوگی۔ اور اگر بجائے لونڈی کے غلام ہو اور مولی کے دو بیٹے گواہی دین اور غلام و مولی دونون منکر ہون تو یہ شہادت امام اعظم کے نزدیک مقبول نہوگی۔ اور

صاحبین کے نزدیک مقبول ہوگی۔ کذا فی الذخیرۃ۔

(۲۳۳) ابن سماعہ امام محمدؒ سے نقل کرتے ہین کہ زید عمرو سے غلام مسمیٰ بخالد خرید کرکے آزاد کردے خالد آزاد شدہ حامد کو خرید کرکے آزاد کردے اور حامد بعد آزاد ہونے کے محمود کو خرید کرکے آزاد کردے حامد مرجائے اور زید و خالد موالے زندہ رہین زان بعد ایک شخص گواہ پیش کرے کہ متوفی میرا غلام تھا اور مدعی کی ترکہ لینے کی نیت ہو اسکے بعد زید کے دو بیٹے گواہی دین کہ مولیٰ اوسط یعنے خالد نے متوفی کو مسعود سے خرید کیا تھا اور خالد اوسکا مالک ہوا اور اسنے اوسکو آزاد کردیا۔ گواہان مذکورین کی شہادت جائز ہے۔ اور اگر مولیٰ اوسط بھی مرجائے اور بجز مولیٰ اعلےٰ کے اپنا دوسرا وارث نہ چھوڑے اسکے بعد مولیٰ اعلے کے دو بیٹے واقعۂ مذکور الصدر کی گواہی اداکرین یہ شہادت قبول نہوگی۔ اگر مولیٰ اوسط کے انتقال کے بعد مولیٰ اسفل بھی مرجائے اور اپنا بجز ایک دختر اور مولیٰ اعلےٰ کے دوسرا وارث نہ چھوڑے اور ایک شخص دعویٰ کرے کہ مولیٰ اسفل میرا غلام تھا اور اسپر گواہ پیش کرے زان بعد دختر دعویٰ کرے کہ مولیٰ اسفل حر تھا مولیٰ اوسط نے اوسے آزاد کردیا تھا اور وہی اوسکا مالک تھا۔ مولیٰ اعلےٰ اسکا انکار کرے مولیٰ اعلےٰ کے دو بیٹے گواہی دین کہ مولےٰ اوسط نے مولےٰ اسفل کو خرید کیا تھا فلان شخص سے اور مولیٰ اوسط اوسکا مالک ہوگیا تھا پھر مولیٰ اوسط نے اوسے آزاد کردیا اِس شکل مین اِن دونون کی شہادت جائز ہے۔ مولیٰ اسفل حر قرار دیا جائیگا اور اوسکی میراث دختر اور مولیٰ اعلیٰ کو نصف نصف ملے گی۔ اور شخص ثالث کی شہادت نہ قبول کیجائیگی۔ کذا فی المحیط۔

(۲۳۴) نوادر مین ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے نقل کیا ہے کہ دو شخص گواہی دین کہ اس شخص نے اس مکان کو خالد کے ہاتھ بمقابلہ ہزار درہم فروخت کیا اگر یہ ضامن ہوئے ہون مشتری کے نقصان کے۔ امام محمدؒ فرماتے ہین کہ ضمانت یا تو اصل بیع کی نسبت ہوگی یا نہوگی۔ شکل اول مین گواہون کی شہادت جائز نہین اور ثانی مین قبول ہوگی۔ کذا فی الذخیرۃ۔

(۲۳۵) دو شخص گواہی دین مسعود پر کہ اسنے اس مکان کو محمود کے ہاتھ فروخت کیا باین شرط کہ ہم دونون ثمن کے کفیل ہوئے ہین۔ امام محمدؒ فرماتے ہین کہ اگر یہ دونون ضامن ہوئے ہون اصل بیع کے تو انکی گواہی قبول نہوگی۔ کیونکہ بیع تمام ہوتی ہے اون دونون کے ضامن ہونے سے۔ پس گویا ان دونون نے خود فروخت کیا ہے۔ اگر وہ دونون ضامن نہوئے ہون اصل بیع کے۔ اس شکل مین انکی گواہی قبول کیجاویگی۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۲۳۶) زید ہندہ کو خرید کرے اور دو شخص مشتری کی جانب سے کفیل ہون اور یہ شہادت ادا کرین کہ بائع نے ثمن وصول کر لیا۔ انکی گواہی قبول نہوگی اسی طرح دو شخص گواہی دین کہ بائع نے مشتری کو ثمن سے ابرا کر دیا۔ کذا فی فتاوی قاضی خان۔

(۲۳۷) ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے نقل کیا ہے کہ زید منجانب عمرو اوس چیز کا ضامن ہوا ہو جو عمرو نے بکر کے ہاتھ فروخت کی ہو۔ عمرو بیان کرے کہ مین نے وہ چیز بکر کے ہاتھ بمقابلہ ہزار درہم فروخت کی۔ ضامن اسکا انکار کرے اور اسکے دو بیٹے گواہی دین کہ عمرو نے شی مبیعہ بمقابلہ ہزار درہم فروخت کی۔ یہ گواہی جائز ہے۔ اسیطرح

اگر ضامن انکار کرے اور اوسکے دو بیٹے گواہی دین کہ عمرو نے ہمارے باپ کو حکم کیا کہ تو میری جانب سے ضامن ہوجا اور یہ اوسکی طرف سے ضامن ہوگیا اوس چیز کا جو عمرو نے فروخت کی ہزار درہم کو۔ امام محمدؒ فرماتے ہین کہ ان دونون کی شہادت جائز ہے اور ضامن سے ہزار درہم دلائے جائینگے اور ضامن دراہم مذکورہ عمرو سے وصول کرنے کا مستحق ہوگا۔ کذا فی المحیط۔

(۲۲۸) دو شفیعون کی شہادت جائز نہین جس شکل مین یہ دونون شفعہ کے طالب ہون اور بائع بیع سے منکر ہو۔ اگر یہ شفعہ سے دست بردار ہون توانکی شہادت مشتری کے حق مین جائز ہے۔ اور اگر مشتری خرید کرنے سے انکار کرے اور بائع دعوی کرے اور اسکی جانب سے دو شفیع گواہی دین یہ شہادت بھی مقبول نہوگی۔ اور اگر سوا ان دونون کے شخص ثالث شفعہ طلب کرے تو گواہان مذکورین اوس مکان کو بائع کے اقرار کی بناپر خرید کرسکتے ہین۔ اس مسئلے مین شہادت شفیع کی ولد اور والد کی بمنزلہ شہادت شفیع متصور ہوگی۔ چنانچہ اگر شفیع کے دو لڑکے گواہی دین کہ شفیع نے حق شفعہ سے دست برداری کی۔ یہ شہادت جائز ہے۔ اور مولی اور اوسکے لڑکے اور والد کی گواہی بیع کی نسبت غلام اور مکاتب کیجانب سے جائز نہین جس صورت مین غلام اور مکاتب شفعہ طلب کرے اور گواہان مذکورین کی گواہی بمقابلہ غلام اور مکاتب کے جائز ہے اگر ان دونون نے حق شفعہ سے دست برداری کی ہو۔ کذا فی الحاوی۔

(۲۲۹) اصل مین لکھا ہے اگر بائع گواہ کی جانب سے گواہی ادا کرین کہ شفیع نے مشتری سے شفعہ طلب کی اور مشتری نے اوسکا انکار کیا اور مکان مشتری کے

قبضے مین ہو۔ یہ گواہی قبول نہوگی۔ کذا فی فتاوی قاضیخان۔

(۲۴۰) نوادر مین ابن سماعہ نے امام محمد سے نقل کیا ہے کہ زید اپنا مکان فروخت کرے لیکن اوسکا قبضہ مشتری کو نہ کرایا ہو کہ شفیع شفعہ کا دعوی کرے اور بائع کے دو بیٹے گواہی دین کہ مشتری نے مکان شفیع کو بوجہ شفعہ سپرد کر دیا اور مشتری نے اوسکو شفیع سے بعوض ثمن خرید کیا۔ یہ گواہی قبول نہوگی۔ اسیطرح اگر دو شخص گواہی دین کہ شفیع نے شفعہ مکان تسلیم کر دیا۔ یہ شہادت قبول نہوگی۔ اگر باپ اوسکا دعوے کرے جسکی بیٹون نے گواہی دی ہے۔ اگر باپ انکار کرے اوس امر کا جسکی بیٹون نے گواہی دی ہے تو یہ شہادت قبول ہوگی۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۲۴۱) اگر مشتری نے مکان کا قبضہ کر لیا ہو زان بعد بائع کے دو بیٹے گواہی دین کہ مشتری نے مکان حق شفعہ کیوجہ سے شفیع کو سپرد کر دیا۔ یہ شہادت قبول ہوگی عام اس سے کہ بائع دعوی کرے اوس امر کا جسکی اون دونون نے گواہی دی یا انکار کرے۔ کذا فی المحیط۔

(۲۴۲) ابن سماعہ سے روایت ہے کہ بائع کے دو بیٹے گواہی دین کہ شفیع نے حق شفعہ سپرد کر دیا۔ یہ شہادت جائز ہے۔ اور اگر بائع خود گواہی دے کہ شفیع نے اپنا حق شفعہ تسلیم کر دیا یہ گواہی جائز نہین ہے۔ کذا فی فتاوی قاضیخان

(۲۴۳) خالد مکان فروخت کرے اور اسکے غلام ماذون مدیون کو مکان مبیعہ کی شفعہ پہونچتی ہو اسکے بعد مولے کے دو بیٹے گواہی دین کہ غلام نے مشتری کو شفعہ تسلیم کر دیا۔ یہ گواہی قبول نہوگی۔ اسیطرح غلام ماذون مدیون مکان کو فروخت کرے اور مولی اوسکا شفیع ہو مولی کے دو بیٹے گواہی دین غلام کے مقابلے پر کہ اسنے

مکان مولی کو سپرد کردیا بسبب شفعہ کے۔ یہ گواہی نہ قبول ہوگی۔ کذا فی الحاوی۔

(۲۴۴) اگر مولی اپنا مکان فروخت کرے اور اسکا مکاتب مکان مبیعہ کا شفیع ہو مولی کے دو بیٹے گواہی دین کہ مکاتب نے حق شفعہ مشتری کو تسلیم کردیا ان دونون کی گواہی باطل ہے۔ اور قبول کیجائیگی یہ شہادت جب اس مسئلے کی یون تاویل کیجائے کہ مکان بائع کے قبضے مین تھا بعد قبضۂ مشتری کے۔ اب کسی قسم کی تہمت نہین رہتی ہے۔ اور اگر بائع مکاتب ہو اور مولی اوسکا شفیع ہو مکان کا۔ اور بائع کے قبضے مین مکان ہو۔ مولی کے دو بیٹے گواہی دین کہ اسنے مشتری کو حق شفعہ تسلیم کردیا۔ یہ شہادت جائز ہے۔ کذا فی المبسوط۔

(۲۴۵) مکان کے دو شفیع ہون اور دو گواہ شہادت ادا کرین کہ انمین سے ایک شفیع نے حق شفعہ تسلیم کردیا ہمین یہ نہین معلوم ہے کہ ان دونون مین سے کسنے اپنا حق شفعہ تسلیم کردیا۔ یہ شہادت باطل ہے۔ اور اگر شفیع تین ہون اور دو شفیع گواہی دین تیسرے شفیع کے مقابلے مین کہ اسنے شفعہ تسلیم کردیا اور اسکے ساتھ یہ بھی بیان کرین کہ ہمنے حق شفعہ تسلیم کردیا۔ اس صورت مین انکی شہادت جائز ہے اور اگر دونون کہین کہ ہم اپنا اپنا حق شفعہ طلب کرتے ہین۔ اس شکل مین انکی شہادت جائز نہوگی۔ اسیطرح اگر وہ دونون بیان کرین کہ ہمنے حق شفعہ شفیع ثالث کے ہمراہ تسلیم کردیا۔ ان دونون مین سے ایک کے بیٹے یا باپ یا مکاتب یا زوجہ کو حق شفعہ ہو۔ انکی شہادت باطل ہے۔ کذا فی الحاوی۔

(۲۴۶) ایک وارث اقرار کرے دین کا۔ اسکے بعد منفرد اور دوسرا شخص اس امر کی گواہی دین کہ متوفی پر دین تھا۔ یہ شہادت قبول ہوگی۔ کذا فی خزانۃ المفتیین۔

(۲۴۷) امام محمد فرماتے ہین کہ شہادت وصی کی ابن کے لیے ہو یا اوسکے غیر کے واسطے دونون صورتون مین باطل ہے عام اس سے کہ ورثا صغار ہون یا کبار۔ کذا فی المحیط۔

(۲۴۸) ایک وارث متوفی پر گواہی دے اسکی شہادت ہر صورت مین قبول ہوگی اگر ایک وارث دوسرے وارث کی جانب سے گواہی اداکرے اسکی دو شکلین ہین۔ اول یہ کہ مشہود لہ صغیر ہو۔ دویم یہ کہ مشہود لہ بالغ ہو۔ شکل اول مین بالاتفاق شہادت جائز نہین۔ ثانی مین امام اعظم کے نزدیک گواہی قبول نہوگی اور صاحبین کے نزدیک قبول کیجائیگی۔ اور اگر وارث گواہی دے وارث کبیر کیجانب سے شخص اجنبی کے مقابلے مین ظاہر الروایت مین گواہی قبول ہوگی۔ اور اگر وارث وارث کبیر اور صغیر کیجانب سے ساتھہ ہی گواہی دے۔ یہ شہادت جائز نہین کذا فی فتاوی عالمگیرے۔

(۲۴۹) اگر دو وصی گواہی دین متوفی کے اقرار پر مکان معین کی نسبت وارث بالغ کی جانب سے۔ یہ گواہی قبول ہوگی۔ کذا فی الخلاصہ۔

(۲۵۰) اگر وصی موقوف ہوجائے زان بعد گواہی اداکرے متوفی یا یتیم کی طرف سے یہ شہادت قبول نہوگی گو وصی نے مخاصمت نہ کی ہو کذا فی شرح ادب القاضی مصنفہ صدرالشہید۔

(۲۵۱) اگر وصی بعد مرنے موصی کے وصیت کو منظور یا نامنظور کرے اور وصی قاضی کے روبرو گواہی اداکرے۔ قاضی وصی سے پوچھیگا کہ تونے وصایا کو منظور کیا یا نامنظور۔ اگر وصی جواب دے نہین اس شکل مین وصی کی گواہی

قبول ہوگی اگر وصی کہے کہ مین نے وصیت قبول کی اس صورت مین شہادت باطل ہوجائیگی - اور اگر وصی سکوت کرے اور کچھ بیان نہ کرے اس شکل مین قاضی وصی کی شہادت پر تامل کریگا - کذا فی المحیط -

(۲۵۲) دو مدیون جنپر متوفی کا دین ہو گواہی اداکرین وصایا یا وصیت یا وراثت پر اگر جانب مقابل منکر ہو تو انکی گواہی قبول نہوگی - اور اگر جانب مقابل اسکا اقبال کرے تو شہادت قبول ہوگی عام اس سے کہ موت ظاہر ہویا نہو - اور دو قرضخواہ جنکا متوفی پر دین ہو گواہی اداکرین وراثت یا وصایا یا وصیت کی اور موت معلوم نہو یہ گواہی قبول نہوگی - اگر موت معلوم ہو اور مشہود لہ اسکا دعوے نہ کرے اس شکل مین بھی ان دونون کی شہادت قبول نہوگی - اور در صورت دعوی کرنے مشہود لہ کے گواہی مذکور قبول کیجاویگی استحساناً - اور اگر دو وارث گواہی دین موصیٰ الیہ کی جانب سے اور موت ظاہر نہو یہ شہادت قبول نہ کی جائیگی عام اس سے کہ مشہود لہ اسکا طالب ہو یا منکر - اگر موت ظاہر ہو اور مشہود لہ طالب ہو یہ شہادت قبول ہوگی - اگر موصیٰ الیہما گواہی اداکرین دوسرے وصی کی اپنے ساتھ اسکی دو شکلین ہین - اول یہ کہ موت ظاہر نہو دوسرے یہ کہ موت ظاہر ہو اور مشہود لہ اوسکا طالب ہو - شکل اول مین گواہی قبول نہوگی اور ثانی مین قبول ہوگی استحساناً - اگر موصیٰ لہما گواہی اداکرین موصیٰ الیہ کی جانب سے اسکی بھی دو شکلین ہین - اول یہ کہ موت ظاہر ہو اور مشہود لہ اوسکو طلب کرتا ہو - دوسرے یہ کہ موت ظاہر نہو - شکل اول مین گواہی قبول ہوگی اور ثانی مین نامقبول - کذا فی فتاوی عالمگیری -

۲۵۲) نوادر مین ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے نقل کیا ہے کہ دو شخص گواہی د
دین کہ متوفی نے ہمارے باپ کو وصی کیا۔ متوفی کے ورثا اسکا اقرار کرین یا
نکار اسکی دو شکلین ہین۔ اول یہ کہ گواہون کا باپ وصایا کا مدعی ہو۔ ثانی یہ
اورکا باپ منکر ہو۔ شکل اول مین گواہی قبول نہوگی اور ثانی مین قبول ہوگی۔
ذا فی المحیط۔

۲۵۴) دو شخص گواہی دین کہ متوفی نے زید کو وصی کیا اور اس شہادت پہ فیصلہ
یا جائے۔ زان بعد دو قرضخواہ یا دو وارث یا دو موصیٰ لہ وصایا کی گواہی دین
الد کی جانب سے اور خالد اسکا مدعی ہو۔ یہ شہادت قبول نہوگی۔ کذا فی الکافی

۲۵۵) دو شخص گواہی دین قبل فیصلہ صادر ہونے کے کہ متوفی نے پہلی
صیت سے رجوع کرکے دوسرے شخص یعنے محمود کو وصیت کی۔ یہ شہادت
ول نہوگی بشرطیکہ محمود اسکا مدعی ہو۔ کذا فی المحیط۔

۲۵۶) خالد مرے اور تین غلام جنکی قیمت مساوی ہو چھوڑے۔ دو شخص
اہی دین کہ متوفی نے اسی عمرو غلام کی خالد کو وصیت کی تھی۔ غلام کا خالد کے
ن مین فیصلہ صادر کیا جائے پھر دو وارث گواہی دین کہ متوفی نے بکر غلام کی
مود کو وصیت کی تھی وارثون کی گواہی قبول نہوگی اگر دونون وارث قبل
یصلہ صادر ہونے کے گواہی دین ثانی کی جانب سے یہ گواہی قبول ہوگی اور
لام محمود کا قرار پائیگا۔ اگر دونون وارث بیان کرین کہ موصی نے وصیت اول
سے رجوع کی تھی۔ اس صورت مین وصی اول کو کچھ نہ دلایا جائیگا۔ اور اگر
دونون وارث وصیت اولی سے رجوع کرنے کی کیفیت نہ بیان کرین تو پھر ایک کو

غلام نصف نصف دلایا جائیگا - اگر دو شخص ثانی کی جانب سے دوسرے غلام کی نسبت گواہی دین اگر اونھون نے یہ گواہی ثانی کے واسطے بعد فیصلہ ہونے کے دی ہو اور رجوع کی کیفیت بھی بیان کی ہو انکی گواہی رجوع کی نسبت قبول نہوگی اور وصیت ثانی کی بابت قبول ہوگی - اور اگر رجوع کی کیفیت بیان نہ کرین تو گواہی رجوع کی نسبت قبول نہوگی اور غلام دونون وصیون کو نصف نصف دلایا جائیگا - اور اگر وہی دونون وارث اوس غلام کے عتق کی نسبت گواہی دین بحیثیت وصیت جسکا فیصلہ شخص اول کے حق مین ہوچکا ہے - یا متوفی کے ثلث مال کا فیصلہ اول کے حق مین ہوچکا ہو تو اونکی شہادت نامنظور کیجائیگی عام اس سے کہ گواہی اس غلام کے آزاد ہونے کی نسبت ادا کی گئی ہو یا دوسرے غلام کے - اور عام اس سے کہ رجوع کی کیفیت بیان کی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو - کذا فی الکافی - **تشریح** - غلام آزاد ہوجائیگا اور اوسپر سعی کرنا واجب ہے - کذا فی المحیط -

(۲۵۷) دو شخص گواہی دین وصیت بالثلث کی وصی اول کے واسطے - پہر دو وارث وصیت بالثلث کی دوسرے وصی کی جانب سے بعد فیصلہ صادر ہونے وصی اول کے حق مین شہادت ادا کرین اور اونھون نے رجوع کی کیفیت نہ بیان کی ہو یہ شہادت قبول ہوگی - اور اگر گواہان مذکورین رجوع کی کیفیت بیان کرین تو انکی شہادت صرف وصیت پر قبول ہوگی اور رجوع کی بابت نامنظور ہوگی - قاضی کی قسمت و تسلیم مثل فیصلہ قاضی متصور ہوگی گو رجوع کا بیان نہوا ہو اگر قاضی نے متوفی کا مال موصیٰ لہ اور ورثا کو تقسیم کردیا ہو اسکے بعد دو گواہ گواہی دین قاضی اس گواہی کو مردود کریگا - کذا فی فتاوی عالمگیری -

(۲۵۸) اگر وارث اقرار کرے کہ متوفی نے اپنے ثلث مال کی وصیت کی تھی یا اس غلام کی زید کے حق مین اور زید کے نام فیصلہ ہوا اسکے بعد یہی وارث دوسرے شخص کے ہمراہ گواہی دے کہ متوفی نے اپنے ثلث مال کی وصیت کی۔ یا اس غلام یا دوسرے غلام کی یہ شہادت قبول نہوگی۔ اسیطرح وارث اقرار کرے ایک شخص کے دین کا متوفی پر اور اس اقرار کی بنا پر دائن کے نام فیصلہ کیا جائے اسکے بعد وارث دوسرے شخص کے ہمراہ گواہی دے کہ متوفی خالد کا قرضدار ہے اور ترکہ دونون قرضخواہون کے درمیان کفایت نہ کرتا ہو۔ یہ شہادت قبول نہوگی اگر شخص اول کے حق مین دو شخصون کی گواہی پر فیصلہ ہوا ہو جسمین وارث مذکور شریک نہو اس شکل مین شہادت دین کی نسبت ورثا سے ثانی کے حق مین قبول ہوگی۔ اور دائن اول و ثانی خصم قرار دیے جائینگے۔ اور جس شکل مین شہادت ثانی کے واسطے قبل فیصلہ صادر ہونے کے اول کے نام ادا کیجاوے یہ گواہی ہر صورت مین قبول ہوگی باستثنا اس شکل کے اگر وارث ثلث یا غلام یا دین کا اول کے واسطے اقرار کرے اور شخص مقرلہ کو شی مقرہ بموجب اقرار وارث کے سپرد کیجائے۔ اسکے بعد وارث ثانی کے لیے امور مذکورہ کی گواہی دے۔ اسیطرح وارث کی گواہی دائن ثانی کے حق مین قبول نہوگی اگر قاضی نے دائن اول کو اسکا قرضہ متوفی کے مال مین سے دلا دیا ہو۔ کذا فی الکافی۔

(۲۵۹) وارث شخص اجنبی کے ہمراہ گواہی دے وصیت بالثلث کی خالد کی جانب سے من بعد وارث گواہی دے وصیت بالثلث کی محمود کی جانب سے قاضی ان دونون کی شہادت قبول کریگا عام اس سے کہ وارث نے گواہی دی ہو

ثانی کی جانب سے اول کے نام فیصلہ ہونے کے قبل یا اوسکے بعد۔ کذا فی فتاوی عالمگیری سے۔

(۲۶۰) دو شخص گواہی دین کہ متوفی نے بکر کو اپنے ثلث مال کی وصیت کی اسکے بعد دو وارث گواہی دین کہ متوفی نے اس وصیت سے رجوع کی یا متوفی نے اپنے ثلث مال کی اپنے فلان وارث کو وصیت کی۔ اوران دونون گواہون اور تمام ورثا نے اسکو موصی کے بعد انتقال جائز رکھا۔ وارثون کی شہادت جائز ہے ثلث مال کی نسبت یہی حکم ہے نزدیک ابو یوسف کے دوسرے قول کے بموجب اور امام محمدؒ کے نزدیک گواہی مذکورہ صرف رجوع کی نسبت جائز ہے کذا فی المحیط۔

(۲۶۱) امام محمدؒ سے منقول ہے کہ ایک شخص انتقال کرے اور اپنے بھائی کو وارث اور متروکہ کا مستحق چھوڑے۔ خالد دعوی کرے کہ مین متوفی کا بیٹا ہون اور اسپر گواہ پیش کرے جو گواہی دین کہ مدعی متوفی کا بیٹا ہے اور ہم بجز مدعی کے دوسرے وارث کو نہین جانتے ہین۔ اس شہادت کی بناپر قاضی مدعی کے نام متروکۂ متوفی کا فیصلہ کرے۔ اسکے بعد مدعی اقرار کرے کہ میرے باپ نے ان دونون گواہون کو وصیت کی اپنے ثلث مال کی۔ یا اوسنے گواہون کے دین کا اقرار کیا تھا۔ امام محمدؒ فرماتے ہین کہ ان گواہونکی شہادت باطل نہوگی کیونکہ مدعی نے بعد فیصلہ ہونے کے اون گواہون کے لیے اقرار کیا۔ اگر مدعی بعد ادا ہونے شہادت کے اور فیصلہ صادر ہونے کے قبل اقرار مذکور کرے تو گواہون کی گواہی باطل ہو جائیگی۔ کذا فی الحاوی۔

(۲۶۲) خالد مرے اور او سنے کسی شہر کی محلے کے فقیرون کو وصیت کی ہو متوفی سکے ورثا وصیت کا انکار کرین اہل محلہ مین سے دو شخص جنکی اولاد محتاج ہو وصیت کی نسبت گواہی دین۔ امام محمد فرماتے ہین یہ گواہی قبول ہوگی کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۲۶۳) زید محلے کے فقیرون پر وقف کرے اور دو فقیر محلہ کے گواہی دین یہ جائز ہے۔ کذا فی خزانۃ المفتیین۔

(۲۶۴) امام فخر الدین فرماتے ہین فتوی اسپر ہے کہ شہادت اوس شخص کی جسکی اولاد جوار موصی مین محتاج ہو اور وہ خود مالدار ہو قبول نہوگی۔ کذا فی التاتارخانیہ۔

(۲۶۵) دو شخص گواہی دین کہ متوفی نے اپنے ثلث مال کی اپنے اہل بیت کے فقیرون کے واسطے وصیت کی۔ یہ گواہ فقیر اور متوفی کے اہل بیت مین سے ہون خواہ اونکے لڑکے فقیر متوفی کے اہل بیت مین سے ہون۔ یہ شہادت قبول نہوگی۔ اور اگر گواہ اور اونکی اولاد دونون غنی ہون تو شہادت مذکورہ قبول ہوگی۔ کذا فی المحیط۔

(۲۶۶) ایک شخص قریہ کے مکتب اور اوسکے معلم پر وقف کرے۔ اور شی وقف شدہ کو خالد غصب کرلے۔ بعض اہل قریہ اس امر کی گواہی دین کہ اسکو فلان بن فلان نے فلان مکتب پر وقف کیا ہے۔ عام اس سے کہ اونکی اولاد اوس مکتب مین شریک ہو یا نہو دونون شکلون مین گواہی قبول ہوگی اور یہی اصح ہے۔ اور حکم مذکورہ بالا ان تین مسائل مفصلہ ذیل کے لیے بھی ہے۔

مسجد کی بعض اہل محلہ اوسکی کسی شی کی نسبت گواہی دین - یا مدرسے کے فقہا گواہی دین کہ فلان شی اس مدرسے پر وقف ہے - یا لوگ گواہی دین کہ یہ مصحف اس مسجد پر وقف ہے - کذا فی الخلاصہ -

(۲۶۷) متوفی کسیقدر اپنے مال کی وصیت کرے محلے کی مسجد پر اور ورثا اسکا انکار کرین - کچھ لوگ مسجد کے وقف کی نسبت شہادت ادا کرین - یہ گواہی جائز ہے اسپر فیصلہ ہوگا - یا بعض اہل مسجد گواہی دین وقف کی جامع مسجد پر یا واقف کچھ مال مسافرین پر وقف کرے اور دو مسافر گواہی دین یہ شہادت قبول ہوگی - کذا فی فتاوی قاضیخان -

(۲۶۸) بعض اہل قریہ بمقابلہ بعض اہل قریہ کے شہادت ادا کرین زیادتی خراج کی نسبت تو یہ گواہی درصورتیکہ گواہ کے لیے خراج معین ہو نہ قبول ہوگی اور معین نہ ہونے کی صورت مین قبول ہوگی - کذا فی فتاوی عالمگیری -

(۲۶۹) فتاوائے نسفی مین لکھا ہے کہ اہل قریہ یا کوچۂ غیر نافذہ کے باشندے گواہی دین قطعۂ زمین کی نسبت کہ یہ زمین ہمارے قریہ کی ہے یا زمین ہمارے کوچۂ غیر نافذہ کی ہے ان دونون صورتون مین گواہی قبول نہوگی - اور اگر کوچہ غیر نافذہ ہو اور گواہ اپنی ذات کی نسبت دعوی کرے اس شکل مین بھی گواہی قبول نہوگی - اور درصورت بیان کرنے گواہ کے کہ مین کوئی شی نہ لونگا یہ شہادت قبول ہوگی - کذا فی الوجیز للکردری -

(۲۷۰) امام محمد فرماتے ہین خالد اور محمود کے قبضے مین زید کا مال امانتاً ہو اور زید اوس مال کا دعوی کرے اور دو مودع گواہی دین - یہ شہادت جائز ہے

اگر مدعی سوا ان دونون کے دوسرے گواہ پیش کرے اسکے بعد مودعان گواہی دین مدعی کے اس اقرار پر کہ یہ عین مودع کی ہے یہ گواہی قبول نہوگی - عام اس سے کہ شی امانتی موجود ہو یا ہلاک ہوگئی ہو- اگر اون دونون نے شی امانت امانت رکھنے والے کو واپس کردی ہو اور سن بعد مدعی کے اس اقرار پر کہ شی مذکورہ مودع کی ملک ہے گواہی دین یہ شہادت قبول ہوگی - کذا فی فتاوی عالمگیریہ-

(۲۷۱) منتقی مین لکھا ہے کہ مودع گواہی دے کہ مین نے جس چیز کو امانت رکھا تھا وہ غلام تھا- اسکی گواہی جائز ہے- یون ہی عاریت کا بھی حکم ہے- اگر مودع گواہی دے کہ میرے پاس جو چیز امانۃً یا ودیعۃً رکھی گئی تھی مین نے اوسکو اس مدعی کے ہاتھ فروخت کیا- یہ گواہی جائز نہین ہے - کذا فی فتاوی عالمگیریہ-

(۲۷۲) اگر غلام دو شخصون کے قبضے مین ودیعۃً ہو- اور یہ دونون گواہی دین کہ مولی نے اس غلام کو مکاتب بنایا- یا مدبر یا آزاد کردیا اور غلام اسکا مدعی ہو یہ شہادت قبول ہوگی - اور اس مسئلے سے مسئلہ بیع مشابہ نہوگا کیونکہ عتق ملک مولے سے خارج ہوکر آزاد ہو جاتا ہے - کذا فی المحیط-

(۲۷۳) زید و عمرو کے قبضے مین شی مرہونہ دو شخصون کی ملک ہو- اسکے بعد ایک شخص رہن کا دعوی کرے اور اوسکی جانب سے دو مرتہن گواہی دین انکی شہادت جائز ہے- اور اگر دو راہن دوسرے کی طرف سے رہن کی گواہی دین اور مرتہن اسکا انکار کرین اس شکل مین اونکی گواہی قبول نہوگی مگر اونسے مدعی کو رہن کی قیمت کا تاوان دلا ئینگے- اگر لونڈی دو مرتہنون کے پاس رہن ہو

اور وہ انکے قبضے مین ہلاک ہو جائے۔ عام اس سے کہ اوسکی قیمت زر رہن کے برابر ہو یا اوس سے کم یا زیادہ۔ اور مدعی کی جانب سے دونون مرتہن گواہی دین انکی گواہی بمقابلہ دونون راہنون کے قبول نہوگی۔ اور انسے مدعی کو شئے مرہونہ کی قیمت کا تاوان دلایا جائیگا۔ کیونکہ یہ دونون بالذات غصب کرنے کا اقرار کرتے ہین۔ کذا فی فتاوی قاضیخان۔

(۲۷۴) دو شخص مدعی کے اس اقرار پر گواہی دین کہ شئے مرہونہ راہن کی مالک یہ شہادت نہ قبول ہوگی عام اس سے کہ شئے مرہونہ موجود ہو یا ہلاک ہوگئی ہو۔ مگر جس شکل مین وہ دونون گواہی دین شئے مرہونہ کے واپس ہونے کے بعد بمقابلہ راہن۔ کذا فی الوجیز۔

(۲۷۵) اگر دونون غاصب مدعی کی جانب سے گواہی دین ملک کی یہ شہادت قبول نہوگی۔ اور مغصوب منہ کے واپس کرنے کے بعد یہ گواہی قبول ہوگی کذا فی الخلاصۃ۔

(۲۷۶) اگر دونون غاصب اپنے قبضے مین سے شئے مغصوبہ ہلاک ہونے کے بعد گواہی دین۔ یہ شہادت قبول نہوگی عام اس سے کہ قاضی نے قیمت کا فیصلہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اور نیز غاصبون نے مغصوب منہ کی قیمت ادا کی ہو یا نکی ہو۔ کذا فی المحیط۔

(۲۷۷) دو مدیون گواہی دین کہ مستقرض مدعی کی ملک ہے۔ یہ گواہی نہ قبول ہوگی کسی صورت مین۔ نہ قبل ادا کے اور نہ بعد اوسکے۔ اور یہی حکم ہے جس شکل مین عین واپس کیا گیا ہو یا اوسکا مثل۔ اور حکم مذکورہ بالا اوس شکل مین

مین بھی ہے کہ وہ مدیون گواہی دین نسبت اوس دین کے جو اونپر قرض ہو کہ
یہ دین مدعی کی ملک ہے۔ گو اونہون نے دین ادا بھی کر دیا ہو۔ کذا فی محلاو صحیح

(۲۷۸) نوادر مین ابن سماعہ نے امام محمد سے نقل کیا ہے عبد ماذون کی نسبت
جو تجارت کرنے کی وجہ سے قرضدار ہو گیا ہو۔ دو قرضخواہ غلام کی جانب سے
گواہی دین کہ مولیٰ نے اسے آزاد کر دیا اور مولیٰ اس سے انکار کرے۔ اس
شکل مین آزادی کا حکم دیا جائیگا۔ لیکن گواہون کو اختیار رہے اگر چاہین مولیٰ
سے غلام کی قیمت کا تاوان لین اپنا دین ادا ہونے کے واسطے۔ یا غلام سے
قرضخواہ کے دین کی ادائی کے واسطے سعی کرائین۔ درصورت اختیار کرنے
تضمین کے گواہی قبول نہو گی۔ اور جس شکل مین گواہ مولیٰ کو قیمت غلام ادا کرین
اور غلام سے اپنے دین کا مطالبہ کرین تو انکی گواہی قبول ہو گی۔ کذا فی
فتاویٰ عالمگیری۔

(۲۷۹) قرضخواہون کی گواہی اپنے مدیون کی جانب سے اوس چیز کی نسبت
جو اوسکے دین کی جنس سے ہو قبول ہو گی۔ اور اگر قرضخواہ بعد انتقال مدیون
مال کی نسبت گواہی دین انکی شہادت قبول نہو گی۔ کذا فی فتاویٰ قاضیخان

(۲۸۰) دو قاسمون کی شہادت اپنے تقسیم کرنے کی نسبت امام اعظم کے نزدیک
جائز ہے اور ابو یوسف کا یہی قول دوسرا ہے۔ ھکذا فی المحیط۔

(۲۸۱) اگر دو قاسم زمین کا اندازہ کر کے اوسکی قیمت لگا کر قاضی کے روبرو
پیش کرین اور ورثا حاضر ہو کر تحریر اور قسمت کا اقرار کرین۔ اس شکل مین قاضی
اونکے درمیان قرعہ پھینکے گا۔ من بعد دونون قاسم قسمت کی نسبت گواہی دین

یہ شہادت بلا خلاف جائز ہے - کذا فی الذخیرہ -

(۲۸۲) اگر زید اپنا بھائی چھوڑ کر مرجائے اور اوسکا مال دو شخصون پر قرض ہو دو گواہ ایک لڑکے کی جانب سے گواہی دین کہ یہ متوفی کا بیٹا ہے اور ہمین یہ معلوم نہین ہے کہ بجز اسکے متوفی کا دوسرا وارث ہے یہ شہادت جائز ہے - اور قاضی اسی پر فیصلہ کریگا - کذا فی المحیط -

(۲۸۳) زید مرجائے اور اوسکے خالد اور بکر پر ہزار درہم قرض ہون - خالد و بکر گواہی دین محمود کی جانب سے کہ یہ متوفی کا بیٹا ہے - اور سوا اسکے کوئی شخص متوفی کا وارث نہین ہے - اور دوسرے دو گواہ حامد کی جانب سے گواہی دین کہ یہ متوفی کا بیٹا ہے اور یہی اوسکا وارث ہے - اور بجز اسکے دوسرا وارث نہین ہے اس شکل مین قاضی دونون مدیون کی شہادت پر فیصلہ کریگا - اگر بھائی کے گواہ نے پہلے شہادت ادا کی ہو اور اونکی گواہی پر قاضی نے فیصلہ بھی کیا ہو زان بعد دو مدیون حامد کی جانب سے گواہی دین کہ یہ متوفی کا بیٹا ہے - یہ گواہی قبول ہوگی - اسیطرح اگر اون دونون نے قرضہ ادا کردیا ہو متوفی کے بھائی کو قاضی کے حکم یا بغیر حکم سے - زان بعد وہ دونون شخص گواہی دین ابن کی جانب سے یہ شہادت قبول ہوگی - کذا فی فتاوی قاضیخان -

(۲۸۴) زید مرجائے اور اسکا خالد قرضدار ہو اور متوفی کا بھائی محمود خالد مدیون کو قرضے سے بری کردے یا قرضہ ہبہ کردے زان بعد مدیون دوسرے شخص کے ہمراہ مسعود کی جانب سے گواہی دے کہ یہ بیٹا زید متوفی کا ہے یہ گواہی قبول ہوگی کیونکہ مدیون کو اسمین نفع نہین ہے بلکہ ضرر ہے یعنے دین

عود کر آتا ہے اور ہبہ مسترد ہو جاتا ہے۔ کذا فی الکافی۔

(۲۸۵) نوادر میں ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے نقل کیا ہے کہ بکر ہندہ سے بمقابلہ ہزار درہم نکاح کرے پھر بکر دوسرے شخص کے ہمراہ گواہی ادا کرے کہ ہندہ لونڈی ہے خالد کی اور خالد اسکا مدعی ہو قاضی ہندہ کے شوہر کی گواہی قبول نکریگا عام اس سے کہ مدعی بیان کرے کہ میں نے ہندہ کو نکاح کرنے کا حکم دیا تھا یا بیان کرے کہ میں نے ہندہ کو نکاح کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ اور عام اس سے کہ بکر نے ہندہ کے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اور زوجہ کا مہر ادا کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اگر مدعی بیان کرے کہ میں نے ہندہ کو نکاح کرنے اور مہر وصول کرنے کا حکم دیا تھا اس مسئلے کی دو شکلیں ہیں۔ اول یہ کہ بکر نے ہندہ کو مہر نہ دیا ہو۔ دوم یہ کہ بکر نے مہر دیا ہو شکل اول میں گواہی قبول نہو گی ثانی میں قبول ہو گی۔ ہم تار قم کرتے ہیں یہ حکم اس شکل میں ہے اگر ہندہ نے مہر مثل یا اوس سے زیادہ پر نکاح کیا ہو۔ اور درصورتیکہ ہندہ نے مہر مثل سے اسقدر کم پر نکاح کیا ہو جس سے یہ خیال کیا جائے کہ ہندہ نے بد دیانتی کی ہندہ کا فعل مولیٰ کے حکم سے مخالف ہو گا اور نکاح صحیح نہو گا۔ مناسب ہے یہ گواہی قبول نہ کیجائے۔ یہ قول صاحبینؒ کا ہے نہ امام اعظمؒ کا۔ کیونکہ امام اعظمؒ کے نزدیک وکیل بالنکاح مالک ہوتا ہے نکاح کرنے کا جس مقدار مہر پر چاہے۔ نزدیک ابی یوسفؒ اور امام محمدؒ کے وکالت مفید ہوتی ہے مہر مثل کی نسبت۔ کذا فی فتاوی عالمگیری

(۲۸۶) زید ہندہ کے ساتھ نکاح کرے بعد ازاں وہ دوسرے شخص کے ہمراہ گواہی ادا کرے کہ زوجہ نے اقرار کیا کہ وہ فلاں شخص کی لونڈی ہے اور مقرلہ اوس لونڈی کا دعوی کرے شوہر کی گواہی قبول نہو گی۔ مگر جس شکل میں شوہر نے

اپنی زوجہ کو مہر ادا کر دیا ہو اور مدعی بیان کرے کہ مین نے لونڈی کو نکاح اور مہر وصول کرنے کا حکم دیا تھا۔ کذا فی فتاوی قاضیخان۔

(۲۸۷) دو شخص گواہی دین مہر کی اپنی ہمشیرہ کی جانب سے بسبب نکاح کر دینے اپنی ہمشیر کا اور بیان کرین ہمنے نکاح کر دیا اپنی بہن کا ہزار درہم پر شوہر نکاح سے انکار کرے یا شوہر کہے مہر پانسو درہم ہے انکی شہادت قبول نہوگی۔ اگر شوہر مہر اور نکاح کا اقرار کرے اور برات اور ادا کا دعوی کرے زوجہ کے دو بھائی شوہر کیجانب سے گواہی دین۔ یہ شہادت قبول ہوگی۔ کذا فی المحیط۔

(۲۸۸) زید اپنی دختر مسماۃ ہندہ کا نکاح خالد کے ساتھ اپنے دو بیٹون کی شہادت سے کرے وہ دونون یعنے زوجہ کے بھائی درصورت انکار کرنے شوہر کے نکاح سے گواہی ادا کرین اور زوجہ کا باپ دعوی کرے کہ مین نے اپنی دختر ہندہ کا نکاح خالد کے ساتھ کر دیا۔ یہ گواہی قبول نہوگی امام محمد کے نزدیک۔ اور قبول ہوگی اگر عورت کبیرہ ہو۔ کذا فی الکافی۔

(۲۸۹) دو عورتون کی جانب سے ایک مرد اور دو عورتین شوہر کے مقابلے مین گواہی دین کہ شوہر نے اپنی عورتون سے کہا کہ تم طالق ہو۔ یہ شہادت گواہون کی جائز نہین طلاق کی نسبت اور نہ اسکے غیر پر۔ کذا فی فتاوی قاضیخان۔

(۲۹۰) امام محمدؒ جامع صغیر مین لکھتے ہین دو شخص گواہی دین کہ ہمارے باپ نے ہماری مان کو طلاق دی اگر باپ گواہان کا دعوی مذکورہ کرے تو شہادت کی کچھ حاجت نہین۔ اگر باپ دعوے سے منکر ہو اور گواہون کی مان مدعی ہو اس شکل مین گواہون کی شہادت قبول نہوگی۔ اور درصورت انکار کرنے

مان کے شہادت مذکورہ قبول ہوگی - فتاوی مین مولانا شمس الدین الاوزجندی لکھتے ہین اگر مان طلاق کا دعوی کرے ان دونون کی شہادت قبول ہوگی - اور یہی اصح ہی مولانا کے اور ہمارے نزدیک ہمو جامع صغیر مین بیان ہوا اصح ہے کذا فی المحیط -

(۲۹۱) زید ہندہ سے نکاح کرے اور قبل دخول کے اوسے طلاق دے اور پہر اوسی عورت کے ساتھ نکاح کرے - شوہر کے دو بیٹے گواہی دین کہ ہندہ کو نکاح اولی مین تین بار طلاق دیگئی مین بعد زید نے ہندہ کے ساتھ دوبارہ نکاح کیا بغیر اس امر کے کہ ہندہ دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرتی - اگر باپ دعوی کرے اور اسکی عورت تصدیق کرے فرقت ثابت ہوجائیگی اور تمام مہر ساقط ہوجائیگا بسبب اون دونون کے تصدیق کرنے کے - اور اگر ہندہ انکار کرے تو اون دونون کی شہادت قبول نہوگی باپ کے انکار کرنے کی شکل مین اون دونون کی شہادت قبول ہوگی عام اس سے کہ عورت دعوی کرے یا انکار - کذا فی الذخیرہ -

(۲۹۲) اگر زید اور خالد گواہی دین کہ ہمارے باپ محمود کی بی بی ہندہ مرتد ہوگئی اسلام سے اور ہندہ اسکا انکار کرے - اگر زید و خالد کی مان بقید حیات محمود کے نکاح مین موجود ہو تو گواہی قبول نہوگی عام اس سے کہ محمود اسکا دعوی کرے یا انکار - اگر زید اور خالد کی مان مرگئی ہو اور محمود اسکا مدعی ہو یہ شہادت نہ قبول ہوگی - اور اگر محمود دعوے سے منکر ہو تو گواہی مذکورہ قبول ہوگی - کذا فی المحیط -

(۲۹۳) اگر زید و عمرو گواہی دین کہ ہمارے باپ یعنے خالد نے ہماری مان مسماۃ زینب کو خلع دیا اوسکے مہر پر ان دونون شکلون مین یعنے زید خلع کا مدعی ہو یا

منکر اور زینب اوسکی مدعی ہو۔ زید وعمرو کی گواہی قبول نہوگی۔ ہان اگر زینب دعوے مذکورہ کا انکار کرے تو اون دونون کی گواہی قبول ہوگی۔ کذا فی فتاوی عالمگیری

(۲۹۴) عمرو وبکر گواہی دین کہ ہمارے باپ مسعود نے اپنی زوجہ کریمہ کو خلع دی اور مسعود نے اسکا دعوی کیا ہو یا اسکا انکار۔ شکل اول مین گواہی قبول نہوگی اور ثانی مین قبول ہوگی۔ کذا فی الذخیرۃ۔

(۲۹۵) نوادر مین ابن سماعہ نے ابو یوسفؒ سے اور ابی یوسف نے ابی حنیفہ سے نقل کیا ہے کہ زید اپنے غلام بکر سے کہے تو درصورت داخل ہونے حامد ومحمود کے مکان مین یا اون دونون کے کپڑا چھونے کے آزاد ہوجائیگا۔ اسکے بعد غلام یعنے بکر حامد ومحمود کے مکان مین داخل ہو یا بکر اون دونون کا کپڑا چھوئے اور زید وعمرو اسپر گواہی ادا کرین یہ شہادت جائز ہے بخلاف اس شکل کے کہ زید اپنے غلام بکر سے کہے کہ اگر حامد ومحمود تجھسے کلام کرین یا وہ دونون تیرا کپڑا چھوئین تو تو آزاد ہوجائیگا۔ من بعد دو شخص گواہی دین کہ اون دونون نے بکر سے کلام کیا یا بکر کا کپڑا چھوا۔ نہ قبول ہوگی یہ شہادت کذا فی المحیط۔

(۲۹۶) اگر خالد وعمرو گواہی ادا کرین کہ زید نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو مسعود اور حامد سے کلام کرے تو تو طالقہ ہے دو شخص گواہی دین کہ زوجہ نے کلام کیا اون دونون سے یہ شہادت قبول نہوگی۔ کذا فی فتاوی قاضیخان۔

(۲۹۷) مولی اپنے غلام سے کہے کہ تجھسے اگر فلان شخص کلام کرے تو تو حر قرار پائیگا۔ فلان شخص دعوی کرے کہ مین نے غلام سے کلام کیا اور اسپر مدعی کے

دو بیٹے گواہی دین - یہ شہادت نہ قبول ہوگی امام اعظمؒ اور ابو یوسفؒ کے نزدیک کذا فی المحیط -

(۲۹۸) دو شخص گواہی دین محمود پر کہ اسنے کہا اگر مین تم دونون کے باپ سے کلام کرون تو غلام میرا حُر ہوجائیگا اور اوسنے ہم دونون کے باپ سے کلام کیا - قاضی خان لکھتے ہین عام اس سے کہ باپ غائب ہو یا حاضر لیکن باپ اقرار کرے اوسکا جسکی نسبت گواہون نے گواہی ادا کی یا انکار شکل اول مین گواہی باطل قرار پائے گی اور ثانیہ مین جائز - اسی طرح یمین علی الضرب کا بھی حکم ہے - کذا فی فتاوی قاضیخان -

(۲۹۹) زید - عمرو بکر سے کہے اگر تم اس مکان مین داخل ہو تو غلام میرا آزاد ہوجائیگا - عمرو و بکر مرجائین اور اونکے دو بیٹے شہادت ادا کرین کہ عمرو بکر مکان مین داخل ہوئے تھے - یہ شہادت قبول نہ ہوگی نزدیک امام اعظمؒ اور ابو یوسفؒ کے اگر گواہون کے باپ زندہ ہون اور دعوے کا انکار کرین اور اونکے دو بیٹے اپنے باپون کے مکان مین داخل ہونے کی شہادت ادا کرین یہ شہادت بلا اختلاف قبول ہوگی - یہی حکم ہے ہر شی کی نسبت جسکی ابن گواہی دے اور اوس سے اپنے باپ کا فعل ثابت کرے - مثل نکاح یا طلاق یا بیع کے بجز ان اشکال کے بیٹے کی شہادت جائز نہین عام اس سے کہ باپ زندہ ہو اور دعوی کرتا ہو یا مرگیا ہو - صاحبین کے نزدیک اگر باپ زندہ ہو اور دعوے مذکور کا انکار کرے تو اونکی شہادت قبول ہوگی - کذا فی الذخیرہ -

(۳۰۰) عیون مین لکھا ہے زید قسم کھائے اگر مین بکر و عمرو کو مارون تو میری بی بی

مطلقہ قرار پائیگی۔ عمرو بکر گواہی ادا کرین کہ زید نے اپنی زوجہ کو تین طلاق دیے اور شرط مذکورہ بیان نہ کرین یہ گواہی قبول ہوگی۔ اور اگر شرط مذکورہ بیان کرین تو گواہی نہ قبول ہوگی۔ کذا فی التاتارخانیہ۔

(۳۰۱) خالد و محمود گواہی دین کہ مولی نے کہا اگر مین تم دونون کو مارون تو یہ غلام میرا آزاد ہو جائیگا۔ دوسرے دو شخص گواہی دین کہ مولی نے خالد و محمود کو مارا۔ اس شکل مین خالد و محمود کی شہادت قبول نہوگی۔ صرف مار ثابت ہوگی نہ حریت کیونکہ حریت کی نسبت خالد و محمود نے گواہی دی ہے۔ اور انکی گواہی نسبت حریت جائز نہین اور دوسرے گواہون نے حریت کی نسبت کچھ بیان نہین کیا۔ اسیطرح اگر مشہود علیہ اون دونون شخصون کے مارنے کا اقرار کرے اور یمین کا انکار کرے۔ کذا فی فتاوی قاضیخان۔

(۳۰۲) مولی اشخاص موجودہ مین سے کہے اگر ایک شخص میرے مکان مین داخل ہو تو میرا غلام آزاد ہو جائیگا۔ منجملہ اونکے تین یا چار شخص گواہی دین کہ ہم لوگ مکان مین داخل ہوئے انکی شہادت قبول نہوگی۔ امام شافعیؒ فرماتے ہین اگر وہ لوگ کہین کہ ہم داخل ہوئے اور ہمارے ساتھ زید بھی داخل ہوا یہ گواہی قبول ہوگی۔ اگر اشخاص موجودہ دو ہون اور وہ گواہی دین کہ ہم مکان مین داخل ہوئے اس شکل مین گواہی جائز نہوگی۔ یا ایک شخص کہے کہ مین اور زید مکان مین داخل ہوا اس صورت مین گواہی مذکورہ جائز نہوگی کیونکہ گواہ مفرد ہے۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۳۰۳) زید و عمرو۔ محمود پر گواہی دین کہ اسنے کہا اگر مین جسم تمہارا چھوؤن

تو میری زوجہ مطلقہ ہو جائیگی یا غلام میرا آزاد ہو جائیگا اور اوسنے ہمارا جسم چھوا۔ یہ گواہی قبول ہوگی۔ اور اگر دو شخص گواہی دین کہ زید نے کہا اگر مین تم دونون کا کپڑا چھوؤن تو زوجہ میری مطلقہ ہو جائیگی یا غلام آزاد ہو جائیگا اور زید نے ایسا کیا یہ گواہی قبول ہوگی۔ **تشریح** ۔ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر گواہ ان مسائل مین گواہی ادا کرنا چاہین تو اونکو مناسب ہے کہ طلاق اور عتاق کی مطلقاً گواہی دین اور سبب کو بیان نکرین۔ کذا فی الذخیرہ۔ اسیطرح اگر وصیت نامے پر زید کی گواہی لکھی ہو اور اسکے واسطے بھی وصیت کی گئی ہو۔ فقیہ ابو بکر بلخی فرماتے ہین کہ زید کو سزاوار ہے کہ کہے مین گواہی دیتا ہون کل اوس مضمون کی جو اس وصیت نامے مین تحریر ہے مگر اسکی اور اپنا ہاتھ اوس عبارت پر رکھے جو اوسکی نسبت لکھی گئی ہے اس شکل مین شہادت قبول ہوگی۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۲۰۴) ابی قاسم سے منقول ہے کہ زوجہ دعوی کرے شوہر کے ورثا کے مقابلہ مین مہر کا اور ورثا اوسکے نکاح سے انکار کرین۔ دو شخص نسبت نکاح گواہی دین اور منجملہ اونکے ایک شخص وہ ہو جسنے عورت کا نکاح اپنی ولایت سے کر دیا ہو اگر یہ گواہ بیان نہ کرے کہ مین نے اپنی ولایت سے عورت کا نکاح کر دیا اس شکل مین شہادت جائز ہے۔ کذا فی فتاوی قاضی خان۔

(۲۰۵) ایک شخص دو شخصون سے کہے اگر تم رمضان کا چاند دیکھوگے تو میرا غلام آزاد ہو جائیگا۔ وہی دونون شخص گواہی دین کہ ہمنے رمضان کا چاند دیکھا۔ ابی یوسف فرماتے ہین کہ ہم غلام کو انکی شہادت کے بموجب آزاد نکرینگے اور روزہ رکھنے کا حکم دین گے۔ کذا فی الذخیرہ۔

(۳۰۶) سلطان کہے اگر مجھکو فلان فلان شخص اس مکان مین داخل ہوتے ہوئے دیکھین تو بکر میرا غلام آزاد ہو جائیگا - اور وہی دونون شخص گواہی دین اور بیان کرین ہمنے دیکھا کہ مولیٰ مکان مین داخل ہوا یہ گواہی قبول نہوگی تاوقتیکہ دوسرے دو شخص گواہان مذکورین کی رویت پر گواہی ادا نکرین - کذا فی فتاوی عالمگیری

(۳۰۷) تین شخص ایک شخص کو عمداً قتل کرین - اسکے بعد وہ کل گواہی ادا کرین کہ کہ ورثا نے ہمکو قصاص معاف کر دیا - یہ گواہی نہین جائز ہے - اور اگر اون تین شخصون مین سے دو شخص شہادت ادا کرین کہ ہمکو اور اس شخص کو ورثا نے قصاص عفو کر دیا - یہ گواہی شخص ثالث کے حق مین قبول ہوگی - یہی قول ابو یوسف کا ہے - کذا فی الخلاصہ -

(۳۰۸) حسن ابن زیاد سے منقول ہے کہ جو شخص حلف کرے کہ اگر مین کبھی کوئی شے قرض دون تو میرے غلام آزاد ہو جائینگے - محمود و عمرو گواہی دین کہ ہمکو زید نے قرض دیا یہ گواہی قبول نہوگی اور اگر وہ دونون یہ گواہی ادا کرین کہ ہمنے زید سے قرض طلب کیا تھا اور اوسنے ہمین قرض نہین دیا یہ گواہی قبول ہوگی کذا فی المحیط - تشریح - نوازل مین ہے کہ اس شکل مین مدعی کے نام فیصلہ کیا جائیگا اور عتق کا فیصلہ نہوگا - کذا فی فتاوی قاضیخان -

(۳۰۹) اگر ایک شخص حلف کرے کہ مین ان دو شخصون کا مکان نہ منہدم کرونگا اور نہ انکا قبضہ اوٹھاؤنگا ازان بعد وہی دونون شخص گواہی دین کہ حلف کرنے والے نے ہمارا مکان منہدم کر دیا یا ہمارا قبضہ اوٹھا دیا یہ گواہی قبول نہوگی - کذا فی فتاوی قاضیخان -

(۳۱۰) زید اوس مکان کا جو بکر کے قبضے مین ہو دعوی کرے اور دو گواہ مدعی کی جانب سے گواہی دین اوس مکان کی اور بیان کرین ہمکو مدعی نے باجرت مکان مدعوہ کی تعمیر کرنے کے لیے مقرر کیا تھا یہ گواہی قبول ہو گی- اور اگر وہ دونون بیان کرین کہ ہمین مدعی نے اوس مکان کے منہدم کرنیکے واسطے بغیر مزدوری لیا تھا اور ہمنے اوس مکان کو منہدم کر ڈالا- ان گواہون کی گواہی نسبت ملک مدعی کے قبول نہو گی اور انسے بنا کی قیمت کا تاوان مدعیٰ علیہ کو دلایا جائے گا- کذا فی فتاوی قاضیخان-

(۳۱۱) زید کے قبضے مین بکری ہو اور اوس سے خالد آکر کہے کہ بکری کو ذبح کر دو زید اوس بکری کو ذبح کر دے اسکے بعد بکر دعوی کرے کہ شخص قابض نے بکری مجھسے غصب کر لی تھی اور اسکی نسبت دو گواہ پیش کرے ایک اونمین سے ذابح ہو اس شکل مین ذابح کی شہادت قبول نہو گی - کذا فی المحیط-

(۳۱۲) گواہ پیر ہو جو چل نہ سکتا ہو اور اوسکا سوار ہوکر ادائے شہادت کے واسطے حاضر ہونا ممکن ہو اور اوسکے پاس نہ دابہ ہو اور نہ دابہ کرایہ لینے کی قدرت رکھتا ہو اور مدعی اوسکے پاس دابہ بھیجے اور یہ اوسپر سوار ہو کر عدالت مین حاضر ہو اسکی شہادت قبول ہو گی اور اگر ایسا نہو اور گواہ چلنے کی قدرت رکھتا ہو یا اوسکے پاس دابہ موجود ہو باانیہمہ مدعی اوسکے پاس دابہ روانہ کرے اور گواہ اوسپر سوار ہو کر عدالت مین حاضر ہو- نزدیک ابو یوسفؒ کے اسکی شہادت قبول نہو گی- اگر گواہ مدعی کا کھانا کھائے اسوجہ سے گواہی اوسکی نامنظور نہو گی- فقیہ ابو اللیث فرماتے ہین کہ سواری کی نسبت بھی یہی حکم ہے جو طعام کی نسبت بیان ہوا- اگر مدعی نے

گواہون کے واسطے خاصتہً طعام نہ طیار کرایا ہو بلکہ اوسکے یہان طعام طیار رہو اور یہ طعام کو گواہون کے واسطے پیشکش کرے اور وہ اوسکو نوش کرین اس شکل مین گواہی نامنظور نہوگی۔ کذا فی فتاوی قاضیخان۔

(۳۱۳) اگر مدعی نے گواہون کے واسطے کھانا مہیا کیا ہو اور اوسکو گواہ کھائین انکی گواہی قبول نہوگی۔ تشریح۔ حکم مذکور اس شکل مین ہے اگر مدعی نے اداے شہادت کے واسطے کھانا مہیا کیا ہو۔ اور اگر ایسا نہو اور آدمی جمع ہون گواہی دینے کے واسطے اور مدعی اونکے لئے کھانا مہیا کرے یا گواہون کے پاس سواری بھیجے اور گواہ شہر سے سوار ہو کر نکلین اور مدعی کا کھانا کھائین اس مسئلے مین فقہا کا اختلاف ہے۔ ابو یوسفؒ فرماتے ہین کہ سواری بھیجنے کی صورت مین گواہون کی شہادت قبول نہوگی اور کھانا کھانے کی شکل مین قبول ہوگی۔ امام محمدؒ فرماتے ہین دونون شکلون مین گواہی قبول نہوگی اور ابو یوسفؒ کے قول پر فتوی ہے کیونکہ عادت یونہین واقع ہوئی ہے خصوصاً نکاح مین صاحب محفل شکر لٹاتے ہین اور شربت قند مہمانون کو پلاتے ہین اور پرچہ کو درہم تقسیم کرتے ہین۔ یعنے جو لوگ ڈھویا یا دوسری رسمین کرتے ہین اونھین بطور انعام کچھ دیتے ہین۔ اگر یہ فعل مانع شہادت ہوتے تو کبھی ایسا نہ کیا جاتا کذا فی فتاوی قاضی خان۔

(۳۱۴) جو شخص خصومت کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو اور نہ اپنا دعوی بخوبی بیان کر سکتا ہو قاضی کو سزاوار ہے کہ دو شخصون کو حکم کرے کہ تم اوسکو دعوی اور خصومت کرنے کی تعلیم کرو اسکے بعد وہی دونون گواہی دین اوس دعوے پر

یہ گواہی جائز ہے بشرطیکہ وہ عادل ہون۔ قاضی کا تعلیم کرانا قبیح نہین بلکہ جائز ہے اوس شخص کے واسطے جو خصومت کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو اور اچھی طرح دعوے کو بیان نہ کرسکتا ہو خصوصًا ابی یوسف کے نزدیک۔ کذا فی الظہیریہ۔

(۳۱۵) خلاصے مین لکھا ہے شہادت لشکر کی امیر کے واسطے قبول نہوگی اگر وہ قابل احصا ہو اور اگر قابل احصا نہو تو گواہی قبول ہوگی۔ تتمہ سیحہ۔ کتاب صیرفی مین تعریف احصا کی یون لکھی ہے کہ سَو یا اس سے کم کی جماعت کو احصا کہتے ہین اور اس سے زیادہ کو غیر احصا۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۳۱۶) امام محمد نے زیادات مین لکھا ہے اگر سریہ دار الاسلام کی جانب ہمراہ قیدیون کے مراجعت کرے اور قیدی بیان کرین کہ ہم مسلمان ہین یا ذمی ہمکو اہل سریہ نے دار الاسلام مین گرفتار کیا۔ اور سریہ بیان کرین کہ ہمنے اونکو دار الحرب مین گرفتار کیا قیدیون کا قول قبول کیا جائیگا یعنے وہ رہا کردیئے جائینگے۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۳۱۷) اگر سریہ اپنے دعوے پر گواہ پیش کرے اسکی دو شکلین ہین اول یہ کہ گواہ تجار ہون۔ دوسرے یہ کہ گواہ بھی سریہ مین سے ہون۔ اول مین گواہی قبول ہوگی ثانی مین نامقبول۔ اگر لشکر مین شکل مذکورہ بالا پائی جائے اور بعض لشکری دعوی مذکور پر گواہی دین انکی شہادت جائز ہے کیونکہ یہ قوم ہے جو محصا ہوتی ہے۔ کذا فی فتاوی قاضی خان۔

پانچوان باب

(اسمین شہادت علی الحدود کا بیان ہے) یعنے اسمین شہادت زنا و دیگر حدود کا بیان ہے

(۳۱۸) حدود کا بیان کرنا لازمی ہے - کذا فی الخلاصہ-

(۳۱۹) اگر گواہی خود زمین پر ادا کی جائے تو اوسکے حدود کا بیان کرنا لازم نہین ہے - کذا فی الذخیرۃ-

(۳۲۰) اگر گواہ زمین کی تین حدین بیان کرین انکی شہادت قبول ہوگی - کذا فی المحیط-

(۳۲۱) اگر زمین مشہور نہو اور گواہ تین حدین بیان کرین اور کہین ہم چوتھی حد کو نہین جانتے ہین ان گواہون کی شہادت استحسانا جائز ہے اور انکی گواہی پر بحق مدعی فیصلہ ہوگا - اور تیسری حد محاذی حد اول کے قرار دی جائے گی - کذا فی فتاوی قاضیخان-

(۳۲۲) مدعی زمین مثلثہ کا دعوی کرے اور اوسکی دو حدین بیان کرے اور گواہ بھی دو حدین بیان کرین اس شکل مین شہادت اور دعوی صحیح متصور نہوگا - کذا فی المحیط

(۳۲۳) مدعی حدود اربعہ بیان کرے لیکن حدون مین سے ایک حد مجہول رہ جائے یہ مضر نہین اور ترک بھی اس حکم مین داخل ہے - اور اگر گواہ حدون مین سے ایک حد غلط بیان کرے تو اسکی شہادت قبول نہوگی - ھکذا فے اداب القاضی شمس الائمہ حلوائی فرماتے ہین بعض کے نزدیک شہادت مذکورہ قبول نہوگی اور بعض کے نزدیک قبول ہوگی - اور فتوی اسپر ہے جو صدر الشہید سے منقول ہوا یعنے شہادت قبول نہوگی - کذا فی الخلاصہ-

تشریح - گواہ کی غلطی اوسکے اقرار سے ثابت ہوتی ہے یعنے گواہ کہے کہ

مین نے اس حد کے بیان کرنے مین غلطی کی۔ لیکن اگر مدعی علیہ دعوی کرے کہ گواہ نے حدود کے بیان کرنے مین غلطی کی یا اوسکے بعض مین یہ دعوی سماعت نہوگا اور نہ اسپر گواہ لیے جائینگے۔ شیخ امام شمس الائمۃ السرخسی و شیخ امام اوزجندی اسی پر فتوی دیتے تھے۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۳۲۴) اگر مدعی علیہ دعوی کرے مدعی کے اس اقرار کا کہ گواہ نے حد کے بیان کرنے مین غلطی کی اس شکل مین مدعی کا دعوی نہ سماعت کیا جائیگا۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۳۲۵) شمس الائمہ سرخسی سے منقول ہے کہ گواہ بعض حد مین خطا کرے پھر اوسکا تدارک کرے اور شہادت کا اعادہ کرے اور حد کو صحیح بیان کرے یہ شہادت درصورت امکان توفیق کے قبول ہوگی عام اس سے کہ گواہ نے اوسی مجلس مین تدارک کیا ہو یا دوسری مجلس مین۔ توفیق کی یہ شکل ہے کہ بیان کرے کہ صاحب حد فلان شخص تھا اوسنے اپنا مکان فلان شخص کے ہاتھ فروخت کر ڈالا اور مجکو اسکا علم نہین ہے یا گواہ بیان کرے کہ صاحب حد وہی شخص ہے جسکا نام مین نے بیان کیا مگر اوس شخص نے اپنا نام بدل دیا مجکو اسکا علم نہ تھا۔ اسیطرح توفیق کی بہت شکلین ہین جنکے بیان کرنے مین طوالت ہوتی ہے۔ لہذا مین نے اونسے درگذر کرکے اس شکل پر اکتفا کی۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۳۲۶) اگر گواہ بمقابلہ ایک شخص کے گواہی دین اور حدود بیان کرین اور کہین حدود کو حقیقۃً ہم جانتے ہین۔ مشہود بہ کسی قریے مین ہو مدعی علیہ قاضی سے یہ استدعا کرے کہ گواہ اوس قریے مین جسمین مشہود بہ واقع ہے روانہ کیئے جائین

تا وہ معائنہ کرکے جو حدی بیان کرین۔ قاضی مدعی علیہ کی اس درخواست کو قبول نہ کریگا یہی صحیح ہے۔ کذا فی الذخیرہ۔

(۳۲۷) گواہ گواہی دین مکان کی نسبت زید کی جانب سے اور بیان کرین ہمین حدود کے نام معلوم نہین ہین لیکن ہم مکان متنازعہ پر جاکر اوسکے حدود دبتا سکتے ہین۔ قاضی انکی گواہی درصورت عادل ہونے کے قبول کریگا اور انکو مدعی اور مدعی علیہ اور اپنے دو امینون کے ہمراہ روانہ کریگا تا یہ امینون کے روبرو حدود مکان متنازعہ کی شناخت کرین۔ اگر گواہ امینون کے روبرو مکان کی شناخت کرین اور بیان کرین یہ حدود اوسی مکان کے ہین جسکی ہمنے مدعی کی جانب سے گواہی دی ہے اسکے بعد دونون امین بمعیت فریقین قاضی کے پاس واپس ہوکر بیان کرین کہ گواہ مکان متنازعہ سے واقف ہین اور انہون نے کل حدود کی شناخت کی اس شکل مین قاضی مکان مدعوہ کا مدعی کے حق مین فیصلہ کریگا۔ یہی حکم قریے اور دکان اور تمام ضیاعات کا ہے۔ کذا فی الفصول العمادیہ

(۳۲۸) دو شخص گواہی دین کہ جو مکان اس بلدے مین فلان محلے مین فلان بن فلان کے مکان سے ملاصق ہے اور عمرو مدعی علیہ کے قبضے مین ہے مدعی کا ہے لاکن ہم اوسکے حدود نہین جانتے ہین۔ اور مدعی قاضی سے عرض کرے کہ مین دوسرے گواہ لاتا ہون جو مکان کے حدود جانتے ہین۔ اور بموجب درخواست خود گواہ پیش کرے جو شہادت ادا کرین کہ مکان کی فلان فلان حد ہے۔ اس مسئلے کی نسبت نسخ مین اختلاف ہے۔ بعض مین منقول ہے کہ قاضی اس شہادت کو قبول کرکے مدعی کے حق مین فیصلہ کرے گا

اور بعض مین لکھا ہے کہ یہ شہادت قبول نہوگی اور قاضی اس شہادت پر مدعی کے
حق مین فیصلہ صادر نہ کریگا۔ یہی حکم ہے قریٰ اور ضیاعات اور دکاکین اور
تمام عقار کا۔ کذا فی الظہیریہ ۔ کشی ہیہ ۔ ظہیرالدین مرغینانی لکھتے ہین کہ
اس مسئلے مین اتفاق ہے۔ آ بعد روایات یہ ہے کہ شہادت قبول ہوگی کیونکہ
اکثر تحمل شہادت ہوتا ہے کہ بایع بیع کی نسبت گواہ بناتا ہے شہر مین اور اراضی
یا باغ اطراف شہر مین ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ گواہون کو شی مبیعہ کا علم نہین ہوتا مگر
لیکن وہ بیع ہونے کے وقت جو حدود بیان ہوتے ہین سنتے ہین۔ اور اونھین
حدود کی گواہی ادا کرتے ہین۔ اگرچہ اونکو حدود کا حقیقۃً علم نہین ہوتا ہے۔ یہی
اصح ہے۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔
(۳۲۹) اگر مدعی نے دو گواہ پیش نکرے جو شہادت ادا کرین کہ مکان مدعی بہا
کے یہ حدود ہین۔ اور مدعی قاضی سے درخواست کرے کہ عدالت مکان مدعی بہا
پر اپنے دو امین روانہ فرمائے تا وہ محلے والون کے نام اور اوس مکان کے
حدود دریافت کرین۔ قاضی اس درخواست کو قبول کریگا۔ اگر امین موقع پر جاکر
اہل محلہ کے نام اور مکان کے حدود دریافت کرکے قاضی کے روبرو بیان
کرین قاضی مدعی کے حق مین مکان مدعوہ کا فیصلہ کریگا مکان مشہور نہونے
کی صورت مین۔ اور اگر مکان کسی شخص کے نام سے مشہور و معروف ہو مثل مکان
عمرو بن حارث کے کوفے مین۔ یا مکان زبیر کے بصرے مین اور دو گواہ اوس
مکان کی کسی شخص کی جانب سے گواہی دین اور حدود بیان نکرین۔ یہ گواہی
قبول نہوگی امام اعظمؒ کے نزدیک اور بقول صاحبین قبول ہوگی۔ ضیعہ اگر مشہور ہو

تو اوسمین بھی یہی اختلاف ہے - کذا فی فتاوی قاضیخان -

(۳۴۰) گواہ بیان کرین کہ ہم گواہی اداکرتے ہین کہ وہ مکان جو شہر مین فلان محلے مین فلان مسجد سے ملصق ہے اس مدعی کا ہے اور اسیکا حق ہے - لیکن ہمین اہل محلہ کے نام معلوم نہین ہین - اگر مدعی درخواست کرے کہ دوسرے دو گواہ لاتا ہون جو حدود کی نسبت گواہی دینگے قاضی مدعی کے اس قول پر التفات نکریگا کذا فی الفصول العمادیہ -

(۳۴۱) گواہون کو حدود معلوم نہون مگر بہ ثقات سے حدود دریافت کرکے حاکم کے روبرو بیان کرین یہ گواہی قبول ہوگی - کذا فی فتاوی عالمگیری -

(۳۴۲) گواہ گواہی اداکرین مدعی علیہ کے اوس اقرار کی نسبت جو اوس نے مکان کی نسبت کیا ہو اور اپنے علم سے حدود بیان کرین اور یہ نہ کہین کہ مدعی علیہ نے حدود کی نسبت بھی اقرار کیا - یہ شہادت قبول ہوگی - کذا فی الوجیز -

(۳۴۳) اگر گواہ بیان کرے کہ ایک حد اس مکان کی ملصق ہے ارض میان دیہی سے اس شکل مین علم حاصل نہوگا کیونکہ میان دیہی مین جہالت فاحشہ پائی جاتی ہے - جس اراضی کا مالک غائب یا مرگیا ہو اور اوسکا کوئی وارث نہو اوسکو میان دیہی کہتے ہین - اسیطرح وہ اراضی جسکو مالکون نے اہل قریہ پر بطور خراج چھوڑدیا ہو یا وہ اراضی جسکو چارپائے چرانے کے واسطے چھوڑدیا ہو اور اوسمین تقسیم نہوئی ہو - کذا فی المحیط - تشریح - مختار یہ ہے اگر گواہ شخص قابض کا نام اور نسب بیان کرے تو کافی ہے - کذا فی الخلاصہ -

(۳۴۴) اگر گواہ بیان کرے کہ ایک حد مکان کی ملصق ہے زمین وقف سے

اس صورت مین مصرف کا بیان کرنا لازمی ہے - اسیطرح اگر گواہ بیان کرے
کہ ایک حداد سکی ملی ہوئی ہے زید کے ورثا کی زمین سے جو ہنوز تقسیم نہین ہوئی
ہے - کہا گیا یہ شہادت قبول ہوگی - اصح یہ ہے کہ یہ شہادت - قبول کی جائے - اور
اگر گواہ بیان کرے کہ ایک حد ملی ہوئی ہے اراضی مملکت سے اور امیر مملکت کا
نام و نسب بیان کرے - گو امیر دو ہوان تو بھی یہی حکم ہے کہ گواہی قبول نہوگی
کذا فی الخلاصہ -

(۳۳۵) عمرو بکر گواہی دین فلان کے مقابلے مین کہ اسنے دیوار زید کی گرادی - اگر
یہ دیوار کے حدود اور طول و عرض بیان کرین اور قیمت نہ بیان کرین انکی شہادت
جائز ہے - قاضی خان لکھتے ہین گواہون کو لازم ہے کہ یہ بیان کرین دیوار پتھر کی
تھی یا اینٹ کی - اور دیوار کا موضع بھی بیان کرنا ضروری ہو - کذا فی فتاوی
عالمگیریہ -

(۳۳۶) مبسوط مین لکھا ہے کہ محمود کے مکان کا دروازہ حامد کے مکان مین ہو
اور محمود اس دروازے سے آمد و رفت شروع کرے اور حامد آمد و رفت کو
مانع ہو - محمود اس امر کا دعوی کرے کہ میرے آنے جانے کا راستہ حامد کے مکان سے
ہے - محمود اگر اپنے دعوے پر گواہ پیش کرے تو دروازہ کھول دیا جائیگا اور اوسکو
حق رہگذر حاصل ہو جائیگا لیکن زمین کا مالک نہ قرار پائیگا - اگر حامد مدعی کے دعوے
سے منکر ہو اور مدعی گواہ پیش نہ کرے اس شکل مین قول حامد کا مع الیمین قبول
ہوگا - کذا فی فتاوی عالمگیریہ -

(۳۳۷) اگر مدعی گواہ پیش کرے اور وہ گواہی دین کہ مدعی کل راستے کا مالک ہے

اور اوسکے حدود اور عرض وطول نہ بیان کرین یہ شہادت بھی قبول کیجاویگی۔
عرض زمین کا بقدر دروازے کے اور طول اوسکا حد کے دروازے تک
مدعی کو دلایا جائیگا۔ کذا فی فتاویٰ عالمگیریہ۔

(۳۳۸) خالد کوچے مین ایک جدید دروازہ نصب کرے اہل کوچہ اوسکو مانع
ہون اس صورت مین بھی حکم مذکورۂ بالا دیا جائیگا۔ اسیطرح پرنالے اور نہر کا حکم ہے
اگر تنازع کے وقت نہر سے پانی جاری ہو اس صورت مین قول صاحب دار کا
قبول کیا جائیگا۔ اور اگر نزاع کے وقت نہر سے پانی جاری نہو اور گواہ گواہی دین
کہ مدعیٰ علیہ کی زمین پر سے پانی جاری تھا یہ شہادت قبول ہوگی۔ کذا فی
فتاویٰ عالمگیریہ۔

(۳۳۹) اگر گواہ گواہی دین کہ مدعی کے پرنالے کا پانی مدعیٰ علیہ کے مکان مین
گرتا ہے اس شکل مین گواہی قبول ہوگی اگر وقت نزاع پرنالے سے پانی جاری نہ
اور مدعیٰ علیہ اس سے منکر ہو اور مدعی اپنے دعوے پر گواہ پیش نکرے اس
صورت مین صاحب دار کا قول مع الیمین قبول ہوگا۔ تشریح۔ اگر گواہ بیان
کرین کہ برسات یا وضو یا اور کسی چیز کا پانی تو مدعی کا اوتناہی حق ثابت ہوگا اور
اگر یہ بیان نہ کرین اس صورت مین مالک مکان کا قول مع الیمین قبول ہوگا
متاخرین نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ اگر قدیم سے پرنالے کا نشیب مدعیٰ علیہ کے
مکان کی جانب ہو تو مدعی کو پانی بہانے کا حق دیا جائیگا۔ کذا فی المبسوط
والظہیریۃ۔

(۳۴۰) گواہ زمین کی ملکیت کی نسبت گواہی دین اور اوسکے حدود بیان کرین

اور کہین کہ زمین مدعوہ مین تخم پانچ مکائیل بونے کی گنجایش ہے - مدعی نے بھی
اسی کا دعویٰ کیا ہو گواہون نے حدود تو صحیح بیان کیے ہون لیکن مقدار مین
غلطی کی ہو اور یہ ظاہر ہو کہ زمین مین تین مکیال بونے کی گنجایش ہے - شمس الاسلام
ابی حسن سغدی سے منقول ہے کہ دعوے اور شہادت دونون باطل نہونگے
اور انکے بعض مشائخ ہمعصر فرماتے ہین کہ دعوے اور شہادت دونون باطل
ہوجائینگے - کہا گیا مناسب ہو کہ اس مسئلے کی یون تعبیر کیجائے کہ گواہ زمین مدعا بہا پر
گواہی دین اور اوسکی جانب اشارہ کرین یہ گواہی قبول ہوگی - اور اگر گواہ
اوس زمین پر گواہی نہ دین تو اس سے اوس زمین کی ملکیت جسمین پانچ مکائیل
تخم بونے کی وسعت ہو ثابت نہوگی - اور کہا گیا ہر حال مین شہادت قبول نہوگی
اور یہی اظہر ہے - کذا فی فصول العمادیہ

چھٹا باب

(اسمین نکاح کی شہادت کا بیان ہے)

(۳۴۱) شرائط نکاح مین سے شہادت ہے - تمام علما فرماتے ہین کہ وہی شہادت
جواز نکاح کے لیئے شرط ہے - ھکذا فی البدایع -

(۳۴۲) گواہان نکاح مین چار امور کا پایا جانا شرط ہے - حریت - عقل - بلوغ
اسلام -

(۳۴۳) نکاح نہین منعقد ہوتا ہے غلامون کی حضوری مین عام اس سے کہ وہ
قن ہون یا مکاتب یا مدبر - اور نہ مجنون کی حضوری مین اور نہ کافرونکی حاضری
مین مسلمانون کے نکاح مین - ھکذا فی البحر الرائق -

(۳۴۴) نکاح صحیح ہوتا ہے فاسقون اور دو نابیناؤن کی شہادت سے کذا فی فتاوی قاضیخان - اور اسیطرح اون دو شخصون کی گواہی سے جنھین حد قذف لگائی گئی ہو اگرچہ اونھون نے توبہ نہ کی ہو - اور اسیطرح اون دو شخصونکی گواہی سے جنھین زنا کی وجہ سے حد ماری گئی ہو - کذا فی الخلاصۃ -

(۳۴۵) عقد نکاح منعقد ہوتا ہے بحضوری اوس شخص کے جسکی گواہی قبول نہین کی جاتی ہے مثل اسکے کہ زید نکاح کرے عورت کے ساتھ اوسکے بیٹے کی گواہی سے جیسا نکاح کرے اپنے بیٹے کی گواہی سے جو اوس عورت کے بطن سے پیدا نہوا ہو یا اوس عورت کے لڑکے کی گواہی سے جو اسکے نطفے سے پیدا نہوا ہو ھکذا فی البدایع - تشریح اصل ہمین یہ ہے کہ جو شخص صلاحیت رکھتا ہے کہ بالذات ولی ہو نکاح مین وہ صلاحیت رکھتا ہے کہ نکاح مین گواہ بنے اور جو شخص اسکی صلاحیت نہین رکھتا ہے وہ گواہ نہین ہو سکتا ہے - کذا فی الخلاصۃ

(۳۴۶) نکاح مین عدد گواہ مشروط ہے - پس نکاح ایک گواہ کی گواہی سے منعقد نہوگا - کذا فی البدائع -

(۳۴۷) نکاح مین گواہون کا مرد ہی ہونا شرط نہین ہے حتی کہ عقد نکاح منعقد ہوتا ہے ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی سے - کذا فی الھدایہ - تشریح نکاح صرف عورتونکی گواہی سے منعقد نہین ہوتا ہے - اسیطرح خنثونکی گواہی سے جبکہ اونکے ہمراہ مرد نہو - کذا فی فتاوی قاضی خان -

(۳۴۸) شرط نکاح کی یہ ہے کہ گواہ شوہر و زوجہ کا کلام ساتھ ہی سُنین - کذا فی فتح القدیر -

(۳۴۹) فقہانے نسبت اون دو بہرون کے جو نہین سنتے ہین اختلاف کیا ہے صحیح یہ ہے کہ اونکی گواہی سے نکاح نہین منعقد ہوتا ہے۔

(۳۵۰) نکاح منعقد ہوتا ہے دو گونگون کی گواہی سے اگر وہ سنتے ہون۔ کذا فی الخلاصہ۔

(۳۵۱) اگر وہ دونون گواہ اون دونون مین سے ایک کا کلام سنین نہ دوسرے کا یا اون دونون مین سے ایک سُننے کلام اونمین سے ایک کا اور دوسرا گواہ دوسرے کا کلام سنے یہ نکاح جائز نہوگا۔ کذا فی البدائع۔

(۳۵۲) اگر نکاح دو شخصون کے روبرو منعقد کیا جائے ایک اونمین سے سمیع ہو دوسرا بہرا تو نکاح جائز نہین ہے مگر جبکہ سمیع یا دوسرا شخص بہرے کے کان مین کہدے اسطرحسے گویا کہ اوس بہرے اور سمیع کا سُننا ایک ہی مجلس مین ہو۔ کذا فی فتاوی قاضی خان۔

(۳۵۳) دو گواہون مین سے ایک عورت کا کلام سنے عام اس سے کہ وہ ایجاب ہو یا قبول اور دوسرا گواہ مرد کا کلام سنے پھر عقد کا اعادہ کیا جائے جسنے عقد اول مین مرد کا کلام سنا تھا اب عقد ثانی مین عورت کا کلام سنے اور وہ شخص جسنے عقد اول مین عورت کا کلام سُنا تھا عقد ثانی مین مرد کا کلام سنے اگر دونون عقد مجلس مین مختلف ہون تو نہین جائز ہے نکاح بالاتفاق۔ اور اگر ایک ہی مجلس مین ہون دونون عقد تو اکثر علما کے نزدیک نکاح جائز ہے اور بعض کے نزدیک مثل ابی سہل کے جائز نہین۔ اور زندویسی کہتے ہین کہ ابی سہل کا قول اسمین معتبر نہین۔ کذا فی الذخیرۃ۔

(۳۵۴) اگر دونون گواہ عاقدین کا کلام سنین اور اوسکے معنے نہ سمجھین تو بعض کے نزدیک نکاح صحیح ہوگا اور ظاہر خلاف اس کے واقع ہوا ہے - اور امام محمد رحمہ سے روایت ہے جسوقت نکاح کیا جائے روبرو دو گواہون ترکیون اور ہندیونکے اگر وہ گواہ بیان کر سکتے ہون اوس مضمون کو جو اونھون نے سُنا ہو تو نکاح جائز ہے وگرنہ نکاح جائز نہو گا - کذا فی فتاوی قاضی خان -

(۳۵۵) گواہون کا عقد کو سمجھنا شرط ہو یا نہین - علما کا اختلاف ہے - فتاوے مین مذکور ہے کہ صرف سمع شرط ہے اور سمجھنا شرط نہین - اگر نکاح ہو روبرو دو اعجمیون کے تو جائز ہے اور بعض کے نزدیک اوسکا سمجھنا بھی شرط ہے کذا فی سراج الوہاج - تشریح - یہی صحیح ہے - کذا فی الجوہرۃ النیرۃ

(۳۵۶) اگر نکاح اون دو شخصون کے روبرو کیا جائے جو نشے کی حالت مین ہون اور وہ نکاح کو جانتے ہون اور نکاح کا واقعہ بعد اُترنے نشے کے یاد نہ رہے نکاح صحیح ہوگا - کذا فی خزانۃ المفتیین -

(۳۵۷) فتاوی ابو اللیث مین مذکور ہے کہ ایک شخص لوگون سے بیان کرے کہ تم گواہ رہو کہ مین نے اس عورت کے ساتھ جو اس مکان مین ہے نکاح کیا ہے اور عورت نے کہا کہ مین نے قبول کیا - اس قبول کو بھی گواہون نے سُنا ہو لیکن عورت کو بچشم خود نہ دیکھا ہو اگر اوس مکان مین ایک ہی عورت ہو تو نکاح جائز ہے - اور اگر اوس مکان مین اور عورتین بھی ہون تو نکاح جائز نہوگا

(۳۵۸) اگر زید اپنی بیٹی کا نکاح خالد کے ساتھ کرے اور وہ ایک حجرے مین ہو اور لوگ دوسرے حجرے مین ہون اور اوس کلام کو سنین اور عاقدین کو

نہ دیکھین اگراوس حجرے اوراس حجرے کے درمیان روشندان یا دروازہ یا کھڑکی ہو کہ اوسمین سے لڑکی کا باپ ان گواہون کو دکھائی دیتا ہو اس صورت مین گواہان مذکورین کی گواہی قبول ہوگی اور اگر ایسا نہو تو گواہی جائز نہوگی۔ کذا فی الذخیرہ

(۳۵۹) بکر لوگون کو خالد کے پاس بھیجے اسلئے کہ یہ اوسکی نسبت خالد کی بیٹی کے ساتھ مقرر کردین اور خالد بیان کرے کہ مین نے اپنی بیٹی کا نکاح بکر کے ساتھ کردیا۔ اور اونمین سے ایک ایک شخص بکر کی جانب سے نکاح قبول کرے یہ نکاح صحیح قرار نہ پائیگا اور بعض کے نزدیک نکاح صحیح ہوگا اسی پر فتویٰ ہے۔ کذا فی محیط السرخسی

(۳۶۰) محمود ہندہ کے ساتھ خدا اور رسول کی شہادت سے نکاح کرے یہ نکاح جائز نہین۔ کذا فی التجنیس۔

(۳۶۱) ہندہ بکر کو وکیل کرے کہ وہ اپنا نکاح میرے ساتھ کرلے اور وکیل روبرو گواہون کے کہے کہ مین نے فلانی عورت کے ساتھ نکاح کرلیا اور گواہ اوس عورت کو نہ پہچانتے ہون یہ نکاح جائز نہین تاوقتیکہ اوس عورت اور اوسکے باپ دادا کا نام بیان نہ کیا جائے کیونکہ عورت غائب ہے اور غائب کی شناخت اوسکے اور اوسکے باپ دادا کے نام بیان کرنے سے ہوتی ہے۔ کذا فی محیط السرخسی

تشریح۔ قاضی امام رکن الاسلام علی السغدی اولاً شرط کرتے تھے دادا کے نام بیان کرنے کو مگر بعد اوس سے رجوع کی اور فتویٰ قول اول پر ہے۔ کذا فی المضمرات۔

(۳۶۲) اگر عورت منقبہ کے روبرو گواہ ہون اور گواہ اوسکو نہ پہچانتے ہون تو نکاح جائز ہے اور یہی صحیح ہے اور احتیاط یہ ہے کہ عورت کے منہ سے

نقاب اوٹھائی جائے تا گواہ اوس عورت کی شناخت کرلین۔ یا عورت کا اور اوسکے باپ دادا کا نام بیان کیا جائے۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۳۶۳) اگر گواہ اوس عورت کو پہچانتے ہون اور عورت غائب ہو اور شوہر اوس عورت کا نام بیان کرے اور گواہ یقین کرے کہ اسنے جس عورت کا نام بیان کیا ہے یہ وہی عورت ہے جسکو ہم پہچانتے ہین نکاح جائز ہو جائیگا۔ کذا فی محیط السرخسی۔

(۳۶۴) سلطان حامد سے کہے تو اپنا نکاح میری لڑکی صغیرہ کے ساتھ کرلے پس وہ ایک شخص کے روبرو نکاح کرلے اور سلطان لڑکی کا باپ بھی حاضر ہو یہ نکاح جائز ہے اور اگر اوسکا باپ حاضر نہو تو نکاح جائز نہو گا۔ کذا فی الکنز۔

(۳۶۵) علما فرماتے ہین کوئی شخص لڑکی باکرہ بالغہ کا نکاح اوسکے حکم اور اوسکی حضوری مین کرلے اور اوس لڑکی کا باپ اور دوسرا شخص اوس جلسے مین حاضر ہو تو یہ نکاح صحیح ہوا اور اگر وہ عورت حاضر نہو تو نکاح صحیح نہو گا۔ کذا فی محیط السرخسی۔

(۳۶۶) اگر بکر محمود کو وکیل کرے اپنے غلام کا نکاح کر دینے کے لیئے اور وکیل اوس غلام کا نکاح کسی عورت کے ساتھ روبرو ایک مرد اور دو عورتون کے کردے اور غلام حاضر ہو تو نکاح جائز نہین۔ کذا فی التبیین۔

(۳۶۷) اگر مولی غلام کو نکاح کرنے کی اجازت دے اور وہ مولی اور ایک شخص کے روبرو نکاح کرے صواب یہ ہے کہ یہ نکاح ہمارے اصحاب کے نزدیک جائز ہے۔ کذا فی التجنیس۔

(۳۶۸) اگر مولی اپنے غلام بالغ کا نکاح کسی عورت کے ساتھ کردے بحضوری ایک مرد کے اور غلام بھی حاضر ہو تو نکاح صحیح ہے- اگر غلام حاضر نہو تو نکاح جائز نہو گا- اور یہی حکم لونڈی کی نسبت بھی دیا جائیگا- مرغینانی فرماتے ہین کہ نکاح جائز نہو گا- کذا فی التبیین-

(۳۶۹) ہندہ زید کو وکیل کرے کہ میرا نکاح کسی شخص کے ساتھ کردے اور زید ہندہ کا نکاح دو عورتون کے روبرو کردے اور موکلہ بھی حاضر ہو- امام نجم الدین فرماتے ہین کہ نکاح جائز ہو گا- کذا فی الذخیرہ-

(۳۷۰) نکاح کی یہ بھی شرط ہے کہ گواہ ایجاب و قبول کے وقت حاضر ہون نہ وقت اجازت کے- یہانتک کہ اگر نکاح اجازت پر موقوف ہو اور گواہ وقت اجازت حاضر نہون تو نکاح جائز نہو گا- کذا فی البدایع-

(۳۷۱) شرائط نکاح مین سے ایجاب و قبول کا مجلس واحد مین ہونا شرط ہے تشریح- اگر ایک مجلس مین عاقدین حاضر ہون اور ایک کی جانب سے ایجاب عمل مین آئے بعدہ مجلس قبل قبول برخاست ہو جائے تو نکاح منعقد نہو گا- اور ایسا ہی اگر عاقدین مین سے ایک حاضر نہو تو بھی نکاح منعقد نہو گا- مثلاً زینب گواہون کے روبرو بیان کرے کہ مین نے اپنا نکاح عمرو کے ساتھ کر لیا- یا مرد بیان کرے کہ مین نے اپنا نکاح فلان عورت غیر حاضرہ کے ساتھ کر لیا- اور اسکی خبر اوس مرد یا عورت غائبہ کو پہونچے اور وہ قبول کرلے یہ نکاح جائز نہو گا مگر جبکہ انھین گواہون کے روبرو قبول ہو- یہ قول امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کا ہے- اور اگر مرد کسی شخص کو عورت کے پاس بھیجے یا تحریر بھیجے اور وہ عورت نکاح کو روبرو دو گواہون

کے قبول کرے اور وہ گواہ مرسل کا کلام یا قرارت تحریر کو سنین تو نکاح جائز ہوگا بسبب متحد ہونے مجلس کے من حیث المعنی - اور اگر گواہون نے مرسل کے کلام یا قرارت تحریر کو نہ سنا تو نکاح نزدیک امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے جائز نہوگا - کذا فی البدایع -

(۳۷۲) اگر عورت کو تحریر وصول ہوا اور وہ پڑہی جائے اور اوس مجلس مین عورت نکاح کو قبول نکرے بلکہ دوسری مجلس مین گواہون کے روبرو قبول کرے - اگر گواہون نے اوسکے کلام اور اوس تحریر کو سنا ہو تو نکاح جائز ہوگا - کذا فی الخلاصہ

(۳۷۳) اگر عورت لوگون کے روبرو بیان کرے کہ فلان شخص نے پیغام نکاح میرے پاس بھیجا ہے تم لوگ گواہ رہو کہ مین نے اپنا نکاح اوسکے ساتھہ کرلیا یہ نکاح صحیح ہوگا - کذا فی الذخیرہ -

ساتوان باب

(اسمین شہادت وصیت کا بیان ہے)

(۳۷۴) دو وصی گواہی دین کہ میت نے بکر کو ہم دونون کے ساتھہ وصی کیا اسکی دو شکلین ہین اول یہ کہ بکر اس وصیت سے انکار کرے - دوسرے یہ کہ بکر وصیت کا اقرار کرے - شکل اول مین شہادت باطل قرار پائیگی - ثانی مین جائز - کذا فی الہدایہ - اسی طرح اگر دو لڑکے بکر کے گواہی دین کہ میت نے بکر کو وصیت کی اور بکر اسکا انکار کرے - کذا فی الہدایہ -

(۳۷۵) دو وصی گواہی دین وارث صغیر کے حق مین کسی شی میت کے مال کی یا اوسکے غیر کی - یہ گواہی قبول نہوگی - کذا فی الہدایہ

(۳۷۶) اگر وارث عاقل و بالغ میت کے مال کی بنسبت گواہی دین تو یہ جائز نہوگی

اور درصورت مال میت کے جائز قرار پائیگی۔ کذا فی الھدایہ

(۳۷۷) اگر دو شخص گواہی دین زید و عمرو کی جانب سے کہ انکے میت پر ہزار درہم قرض ہین۔ اور مشہود لہما گواہی دین اون دونون گواہون کی جانب سے مثل اس گواہی کے یہ شہادت جائز ہے۔ اور اگر ہر فریق گواہی دے دوسرے فریق کی جانب سے کہ میت نے اسکو ہزار درہم کی وصیت کی۔ یہ گواہی جائز نہین ہے کذا فی الھدایہ۔

(۳۷۸) اگر دو شخص گواہی دین کہ میت نے خالد و محمود کو اپنی لونڈی کی وصیت کی اور مشہود لہما گواہی دین کہ میت نے وصیت کی اون دونون گواہون کو اس غلام کی یہ گواہی بالاتفاق جائز ہی۔ کذا فی الھدایہ۔

(۳۷۹) اگر دو شخص گواہی دین کہ میت نے بکر و خالد کو اپنے ثلث مال کی وصیت کی۔ اور بکر و خالد گواہی دین کہ میت نے اپنے ثلث مال کی گواہان مذکورین کو وصیت کی یہ گواہی باطل ہے۔ اور اسیطرح سے اگر دونون اشخاص اول گواہی دین کہ میت نے ان دونون شخصون کو غلام کی وصیت کی اور وہ دونون شخص گواہی دین کہ میت نے اون دونون اشخاص اولین کو اپنے ثلث مال کی وصیت کی۔ یہ گواہی باطل ہے۔

(۳۸۰) اگر گواہی دین دو لڑکے کہ ہمارے باپ نے بکر کو وصیت کی اور بکر اسکا مدعی ہو تو گواہی انکی بموجب قیاس قبول نہوگی اور استحساناً قبول ہوگی اور اگر بکر وصیت سے انکار کرے اور باقی ورثا دعویٰ نہ کرین تو گواہی حسب قیاس و استحسان قبول ہوگی۔ اور اگر باقی ورثا دعویٰ کرین اور بکر وصیت سے

انکار کرے اس شکل مین گواہی قبول نہو گی۔

(۳۸۱) اگر گواہی دین وہ دو شخص جنکا دین میت پر ہو کہ میت نے محمود کو وصیت کی اور اوسنے وصیت قبول بھی کی۔ محمود وصیت کا دعویٰ کرتا ہو بموجب قیاس یہ گواہی قبول نہو گی۔ اور حسب استحسان قبول کی جائیگی درصورتیکہ وصی اسکا دعویٰ کرے۔ اور اگر وصی اسکا مدعی نہو اور صرف ورثا جو موصی کے نطفے سے نہون دعویٰ کرتے ہون تو قیاس و استحسان کے بموجب قبول نہو گی۔

(۳۸۲) اور اسیطرح سے اگر دو گواہ جن پر میت کا دین ہو گواہی دین کہ میت نے فلان شخص کو وصیت کی اور فلان شخص اسکا مدعی ہو۔ پس اس مسئلے کا حکم حسب قیاس و استحسان دیا جائیگا۔ اور اگر وصی اسکا مدعی نہو اور ورثا دعویٰ کرتے ہون یہ گواہی حسب قیاس و استحسان قبول نکی جائیگی۔ اور اگر ورثا انکار کرتے ہون اور مدعی نہ ہون اسکے یہ گواہی ازروے قیاس و استحسان قبول نہ کیجائیگی کذا فی فتاویٰ عالمگیری۔

(۱۸۳) دو وصیون مین سے ایک وصی کے دو لڑکے گواہی دین کہ بکر نے ہمارے باپ اور محمود کو ساتھ ہی وصیت کی۔ اگر گواہون کا باپ مدعی ہو تو یہ گواہی اونکے باپ اور شخص اجنبی کے حق مین قبول نہو گی۔ اور اگر گواہون کا باپ مدعی نہو اور ورثا مدعی ہون تو گواہی قبول ہو گی۔

(۳۸۴) دو شخص گواہی دین کہ میت نے محمود کو وصیت کی من بعد اوس سے رجوع کرکے خالد کو وصیت کی۔ یہ گواہی قبول ہو گی۔

(۳۸۵) دو شخص گواہی دین کہ میت نے زید کو وصیت کی پھر وصی کے دو بیٹے

گواہی دین کہ موصی نے ہمارے باپ کو وصیت سے معزول کرکے حامد کو وصیت کی۔ یہ گواہی قبول ہوگی۔

(۳۸۶) اگر دو شخص گواہی دین کہ فلان شخص نے اسکو اپنے کل ترکے کا بعد اپنی وفات کے وکیل کیا اور اسکو اپنا وصی مقرر کیا۔ اگر وصی بیان کرے کہ موصی نے مجکو وصی کیا یہ اور موصی دونون حکم مین برابر مین اور یہ وصی قرار پائیگا۔ کذا فی فتاوی عالمگیریے۔

(۳۸۷) اگر دو گواہون مین سے ایک گواہی دے کہ زید نے عمرو کو وصی کیا پنجشنبے کے دن۔ اور دوسرا گواہی دے اوسنے جمعے کے دن وصی کیا۔ یہ گواہی قبول ہوگی۔ کذا فی المحیط۔

(۳۸۸) اگر موصی لہ معلوم ہو اور موصی بہ مجہول ہو اور گواہ گواہی دین کہ موصی نے اقرار کیا کہ مین نے اوس موصی لہ کو وصیت کی۔ یہ گواہی قبول ہوگی اور موصی کے ورثا کو بیان کرنے کی ضرورت ہوگی۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۳۸۹) اگر دو شخص گواہی دین کہ میت نے خالد کو دینار کی وصیت کی اور دوسرے دو شخصون کو دراہم کی یا دو شخصون کو غلام کی وصیت کی اور دوسرے دو شخصون کو دراہم کی یہ گواہی قبول ہوگی۔ کذا فی فتاوی عالمگری۔

آٹھوان باب

(اسمین نسب اور توریث کی شہادت کا بیان ہے)

(۳۹۰) ایک شخص دعوی کرے کہ مین فلان متوفی کا وارث ہون اور اسپر گواہ پیش کرے جو گواہی دین کہ مدعی فلان متوفی کا وارث ہے اور بجز اسکے

متوفی کا دوسرا وارث نہین ہے - قاضی گواہان مذکورین سے سبب وراثت کو استفسار کریگا اور قبل اسکے فیصلہ صادر نہ کریگا - اگر گواہان قبل سوال قاضی مرجائین یا اوس بلدے سے چلے جائین دونون صورتون مین بحق مدعی کسی شی کا فیصلہ صادر نہوگا کذا فی فتاوی قاضی خان -

(۳۹۱) دو شخص گواہی ادا کرین کہ مدعی متوفی کا پوتا ہے یا بھائی یا دادا یا دادی یا مولیٰ یہ شہادت بغیر بیان کرنے سبب کے نامنظور کیجائیگی - شکل اول مین گواہ بیان کرین کہ مدعی متوفی کا وارث ہے - اور شکل ثانی مین بیان کرین کہ مدعی متوفی کا عینی بھائی ہے یا علاتی یا اخیافی اور اوسکا یہ وارث ہے - اور شکل ثالث مین بیان کرین کہ مدعی متوفی کے باپ کا باپ ہے یا بیان کرین کہ مدعی متوفی کی والدہ کا باپ ہے اور دادی کی شکل مین یون بیان کرین کہ مدعیہ متوفی کی ماں کی ماں ہے یا مدعیہ متوفی کے باپ کی ماں ہے اور مولیٰ کی شکل مین بیان کرین کہ متوفی کو اسنے آزاد کیا تھا - ہر شکل مین گواہ کو یہ بیان کرنا سزاوار ہے کہ مدعی متوفی کا وارث ہے علاوہ اسکے متوفی کے دوسرے وارث کو ہم نہین جانتے ہین - کذا فی الکافی -

(۳۹۲) گواہ گواہی دین کہ مدعی متوفی کا چچا ہے یا اوسکے چچا کا فرزند ہے بجز اسکے اونھین یہ نہین جائز ہے کہ متوفی اور وارث کے سلسلۂ قرابت کو یہانتک بیان کرین کہ وہ دونون ایک مورث کی جانب منتہی ہون - مثلاً وہ کہین کہ مدعی متوفی کا چچا ہے یا متوفی کے چچا کا بیٹا ہے باپ کی جانب سے یا ماں کیطرف سے یا باپ اور ماں دونون کی جانب سے - اور مدعی متوفی کا وارث ہے - کذا فی خزانۃ الفتاوی -

(۳۹۳) اگر گواہ بیان کریں کہ مدعی متوفی کا بیٹا ہے یا مدعیہ متوفی کی دختر ہے یا ماں یا باپ ہر ایک شکل میں گواہوں کو یہ بیان کرنا کہ اشخاص مذکورہ بالا متوفی کے وارث ہیں لازمی نہیں ہے۔ کذا فی الکافی۔ تشریح۔ اسی پر فتویٰ ہے کذا فی الخلاصہ۔

(۳۹۴) متوفی کا نام بیان کرنا مشروط نہیں حتیٰ کہ اگر گواہ گواہی دیں کہ مدعی متوفی کا دادا ہے یعنے باپ کا باپ اور متوفی کا نام بیان نہ کریں یہ گواہی قبول ہوگی۔ کذا فی الوجیز۔

(۳۹۵) دو گواہ گواہی دیں کہ میت نے فلاں شخص کو آزاد کیا تھا اور یہ وہ عصبہ ہے جو بسبب آزاد کرنے کے ہوتا ہے ان گواہوں کی گواہی تاوقتیکہ یہ سبب عصوبت بیان نہ کریں قبول نہوگی۔ اسیطرح اگر مدعی آزاد کنندہ کا باپ یا بھائی ہو یا وہ اشخاص جو انکے مشابہ ہوتے ہیں یعنے محارم انمیں سے کسی کی گواہی قبول نہوگی۔ کذا فی المحیط

(۳۹۶) اگر گواہ گواہی دیں ایک شخص کی وراثت کی اور وراثت کے سبب کو بھی بیان کریں اور اس سے کچھ زیادہ نہ بیان کریں یہ شہادت قبول ہوگی لیکن قاضی مدعی کو مال فی الحال حوالے نہ کریگا۔ بلکہ اوسکو ایسے زمانہ کافی تک رکھ چھوڑیگا تا اوس اثنا میں درصورت موجود ہونے متوفی کے دوسرے وارث کے جو مدعی سے رشتے میں مقدم ہو یا موخر ظاہر ہو جائے۔ کذا فی الذخیرہ۔

(۳۹۷) گواہ گواہی دیں ایک شخص کی وراثت کی اور وراثت کے سبب کو بیان بھی کریں اور کہیں ہم نہیں جانتے ہیں کہ متوفی کا دوسرا وارث بھی ہے یہ شہادت قبول ہوگی اور قاضی مدعی کو فی الحال مال حوالے کریگا۔ کذا فی المحیط۔

(۳۹۸) اگر گواہ گواہی دین کہ متوفی کا اس زمین پر وارث نہین ہے۔ امام اعظمؒ کے نزدیک یہ گواہی قبول ہوگی اور صاحبین اسکے خلاف ہین۔ ھکذا فی الوجیز

(۳۹۹) گواہ گواہی دین محمود کی وراثت پر اور وراثت کے سبب کو بیان کرین اور محمود ان شخصون مین سے ہو جو تمام مال کے مستحق ہوتے ہین اور دوسرا شخص انکو محروم نہین کرسکتا ہے مثل فرزند اور دختر اور باپ کے۔ اور اگر گواہ بیان کرین بجز محمود کے متوفی کے دوسرے وارث کو نہین جانتے ہین قاضی مدعی کو متوفی کا کل متروکہ بغیر گذرنے زمانے کے حوالے کریگا۔ کذا فی المحیط

(۴۰۰) دو شخص گواہی دین کہ زید متوفی کا بیٹا ہے اور بجز اسکے کچھ بیان نکرین اس شکل مین قاضی مدعی کو فی الفور متروکہ متوفی کا حوالے نہ کریگا بلکہ اسقدر زمانہ گذرنے کا انتظار کریگا جسمین قاضی کی یہ رائے ہو اگر متوفی کا دوسرا وارث بھی ہے تو وہ ظاہر ہو جائیگا۔ کذا فی الوجیز۔

(۴۰۱) دو شخص گواہی دین کہ مدعی متوفیہ کا شوہر ہے یا گواہی دین کہ مدعیہ متوفی کی زوجہ ہے اور ہم بجز مدعی کے متوفی کے دوسرے وارث کو نہین جانتے ہین قاضی شوہر کو نصف اور زوجہ کو ربع مال متوفی کا حوالے کریگا۔ اور اگر دو شخص گواہی دین کہ مدعی متوفیہ کا شوہر یا مدعیہ متوفی کی زوجہ ہے اور اس سے کچھ زیادہ بیان نکرین فقہا کا اسپر اجماع ہے کہ بغیر گذرنے زمانے کے مدعی کو دو حصون سے زیادہ نہ دلایا جائیگا۔ اگر زمانہ گذر جائے اور متوفی کا دوسرا وارث پیدا نہو امام محمدؒ فرماتے ہین کہ قاضی مدعی کو دو حصون سے زیادہ دلائیگا۔ اگر مدعی شوہر ہو۔ تو قاضی اوسے نصف متروکہ دلائیگا اور اگر مدعیہ زوجہ ہو تو قاضی اوسے

ربع مال دلائیگا۔ ابو یوسفؒ فرماتے ہین مدعی کو دو حصون سے کم دلایا جائیگا۔ اور اگر مدعی شوہر ہو تو ربع متروکہ اگر مدعیہ زوجہ ہو تو اوسے ثمن متروکہ دلایا جائیگا۔ طحاوی نے اپنی کتاب مختصر مین امام اعظمؒ کے قول کو ابی یوسف کے قول کے ساتھ بیان کیا ہے اور خصاف نے امام اعظمؒ کے قول کو امام محمدؒ کے قول کے ساتھ ذکر کیا ہے کذا فی المحیط۔

(۴۰۲) دو شخص زید کیجانب سے گواہی دین کہ یہ متوفی کا عینی بھائی ہے اور اوسکا وارث ہے۔ ہم بجز اسکے متوفی کے دوسرے وارث کو نہین جانتے ہین۔ قاضی اسپر فیصلہ صادر کرے اسکے بعد دو شخص گواہی دین کہ خالد متوفی کا بیٹا ہے یہ گواہی قبول نہوگی اور بھائی کے گواہون سے ابن کو اوس متروکے کا تاوان جو بھائی نے پایا ہے دلایا جائیگا۔ اور اگر دوسرے دو شخص گواہی دین کہ محمود متوفی کا عینی بھائی ہے اور اوسکا وارث ہے اور ہم بجز اسکے اور اول کے دوسرے وارث کو نہین جانتے ہین یہ شہادت قبول ہوگی اور مدعی ثانی اول کے ساتھ شریک ہوگا میراث مین۔ مدعی اول کے گواہون پر تاوان عائد نہوگا۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۴۰۳) دو گواہ گواہی دین کہ مسعود متوفی کا عینی بھائی ہے۔ بجز اسکے ہم متوفی کے دوسرے وارث کو نہین جانتے ہین اور اسپر فیصلہ کیا جاے بعد ازان دوسرے دو شخص گواہی دین کہ محمود متوفی کا بیٹا ہے۔ فیصلہ اول جو نسبت وراثت صادر ہوا ہے منسوخ ہو جائیگا اگر متروکہ اوسکے قبضے مین جسکے نام فیصلہ ہوا ہے موجود ہو تو اوسے وہ متروکہ لڑکے کو حوالے کرنا ہوگا۔ اور متروکہ ہلاک

ہو جانے کی شکل مین لڑکے کو اختیار ہے۔ اگر چاہے بھائی سے تاوان لے
یا اوسکے گواہون سے۔ اگر بھائی لڑکے کو تاوان ادا کرے تو کسی شخص سے وہ
واپس نہین لے سکتا ہے اور اگر گواہ تاوان ادا کرین تو یہ زر تاوان بھائی سے
واپس لینے کے مستحق ہین۔ کذا فی المحیط۔

(۴۰۴) دو شخص خالد کی جانب سے گواہی دین کہ یہ متوفی کا دادا ہے اور
قاضی اسپر فیصلہ صادر کرے زان بعد بکر دعویٰ کرے کہ مین متوفی کا باپ ہون
اور گواہ پیش کرے۔ قاضی اسکے حق مین میراث کا فیصلہ کریگا اور یہی شخص احق
ہے میراث مین اور جد اوس شخص کا باپ قرار دیا جائیگا جو ابوت کا دعویٰ کرتا ہے
اگر اب قاضی سے درخواست کرے یہ شخص جسنے گواہ پیش کیئے ہین کہ مین متوفی
کا دادا ہون میرا باپ نہین ہے مدعی کو حکم دیا جائے کہ اپنے گواہون کا اظہار
مکرر قلمبند کرائے۔ قاضی اس درخواست کو قبول نکریگا۔ کذا فی المحیط۔

(۴۰۵) دو شخص گواہی دین کہ فلان بلدے کے قاضی نے فیصلہ کیا کہ زید
متوفی کا وارث ہے اور بجز اسکے متوفی کا دوسرا وارث نہین ہے۔ قاضی نے
صرف میراث کا فیصلہ صادر کیا ہو نہ نسب کا اسکے بعد دوسرا شخص نسب پر گواہ
پیش کرے اور مدعی ثانی اول کو محروم کر دے یا اوسکا مشارک ہو جائے شہادت
ثانی کی قبول ہوگی اور مدعی اول محروم ہو جائیگا یا شریک۔ شکل اوسکی یہ ہے
کہ مدعی اول گواہ پیش کرے کہ مین متوفی کا بیٹا ہون اور دوسرا شخص گواہ پیش کرے
کہ مین بیٹا ہون۔ متوفی کا ترکہ پانے کے دونون مدعی مستحق قرار پائینگے اگر
مدعی اول بیان کرے کہ مین متوفی کا دادا ہون اور ثانی گواہ پیش کرے کہ مین

متوفی کا باپ ہون اس شکل مین متروکہ مدعی ثانی کو ملیگا- اگر اول بیان کرے اور اپنے دعوے کو ثابت کرے کہ مین میت کا باپ ہون اور ثانی گواہ پیش کرے کہ مین میت کا بیٹا ہون تو مدعی ثانی کو متروکے کے پانچ سدس اور مدعی اول کو ایک سدس ملیگا- اور مدعی اول کے گواہ جو نسبت ابوت پیش ہوئے ہین اونکی شہادت نامنظور ہوگی بعد فیصلہ صادر ہونے مدعی ثانی کے نام- مگر جس شکل مین مدعی اول گواہ پیش کرے کہ قاضی نے فیصلہ صادر کیا کہ مین متوفی کا باپ ہون یہ شہادت اولی وافضل ہوگی اور مدعی ثانی کا نسب باطل ہوجائیگا- اور اگر مدعی اول گواہ پیش کرے مدعی ثانی کے حق مین فیصلہ ہونے کے قبل اس شکل مین اول وثانی میراث مین مشترک قرار دیئے جائینگے- اگر اون دونون مین سے ایک مدعی کا انتقال ہوجائے تو دوسرا مدعی متوفی کا والد قرار پائیگا اور رولا مین بھی حکم مذکورۂ بالا دیا جائیگا- اگر مدعی اول معتوہ یا صغیر ہو جو بیان کی قدرت نرکھتا ہو در صورت مرد ہونے کے قاضی اوسکو بیٹا قرار دے گا اگر شخص ثانی گواہ اس مضمون کے پیش کرے کہ مین متوفی کا باپ ہون قاضی ثانی کو متروکہ سدس دلائیگا- اور اگر ثانی گواہ پیش کرے کہ مین متوفی کا بھائی ہون تو یہ مدعی اول کی موجودگی مین محروم قرار پائیگا- اگر مدعی اول عورت ہو اور قاضی نے اوسے متوفی کی دختر قرار دیکر کل متروکۂ متوفی کا بحیثیت فرضیت اور رد کے دلایا ہو اسکے بعد دوسرا شخص دعوی کرے کہ مین متوفی کا بھائی ہون اس شکل مین مدعی ثانی کو نصف متروکہ دلایا جائیگا- اگر مدعی ثانی دعوی کرے کہ مین مدعی کا بیٹا ہون تو اوسے متوفی کے متروکے مین سے دو ثلث دلائے جائینگے- کذا فی الکافی-

(۴۰۶) زید گواہ پیش کرے کہ مین خالد متوفی کا چچا اور وارث ہون اور گواہ بیان کرین ہم متوفی کے وارث کو بجز مدعی کے نہین جانتے ہین - اسکے بعد بکر گواہ پیش کرے کہ مین متوفی کا بھائی اور وارث ہون اور گواہ بیان کرین کہ ہم بجز مدعی کے متوفی کے دوسرے وارث کو نہین جانتے ہین - زان بعد عمرو گواہ پیش کرے متوفی کے بیٹے ہونے پر اور گواہ بیان کرین کہ عمرو خالد کا بیٹا ہے اور بجز اسکے ہمین متوفی کے دوسرے وارث کا علم نہین ہے - اور یہ کل مدعیان ساتھ ہی گواہ پیش کرین - ان کی نسبت میراث کا فیصلہ صادر کیا جائیگا - کذا فی المحیط -

(۴۰۷) خالد انتقال کرے اور بکر گواہ پیش کرے کہ مین فلان بن فلان کا بیٹا ہون اور متوفی فلان بن فلان کا بیٹا ہے یہانتک کہ منتہی ہون دونون سلسلے ایک مورث کی جانب قبیلۂ واحدہ سے اور مدعی متوفی کا عصبہ اور وارث ہو اور گواہ بیان کرین ہمکو بجز مدعی کے متوفی کے دوسرے وارث کا علم نہین ہے اور مدعی کے حق مین میراث کا فیصلہ کیا جائے بعد اسکے دوسرا شخص گواہ پیش کرے کہ مین متوفی کا عصبہ ہون اور یہ مثل مدعی اول کے یون ثابت کرے کہ مین فلان بن فلان بن فلان کا بیٹا ہون اور متوفی فلان بن فلان کا بیٹا ہے اور سلسلہ قرابت دونون کا ایک مورث کی جانب منتہی ہو - ثانی کی شہادت پیش کردہ قبول ہوگی - اگر دونون سلسلے نسب کے ایک ہی مورث کی جانب منتہی ہوتے ہون اور قبیلہ بھی ایک ہی ہو - یا دونون سلسلے نسب کے دو قبیلے سے ہون مثلاً اول عربی ہونے کا دعوی کرے ثانی عجمی ہونے کا شہادت ثانی کی قبول نہوگی - اگر ثانی ثابت کرے نسب اپنا اور یہ نسبت اول کے بعید ہو - مثلاً ثانی ثابت کرے کہ مین متوفی کے چچا کے بیٹے کا بیٹا ہون

قاضی ثانی کی شہادت پر التفات نکریگا۔ گو دونون کے سلسلۂ قرابت ایک ہی مورث اعلیٰ کی جانب منتہی ہوتے ہون اور قبیلہ بھی ایک ہو یا دو ہون۔ اور اگر مدعی ثانی نسب ثابت کرے جو مدعی اول سے فوق ہو۔ مثلاً مدعی ثانی دعوی کرے کہ مین متوفی کا بیٹا ہون اور وہ میرا باپ تھا اور بجز میرے اوسکا کوئی وارث نہین ہے۔ اسکی دو شکلین ہین اوّل یہ کہ والد نسبت نسب کے دعوی کرے اوسی قبیلے مین سے جس قبیلے کا چچا کے بیٹے نے دعوی کیا تھا۔ والد کی شہادت قبول ہوگی اور فیصلۂ اولے جو صادر ہوا ہے وہ صرف میراث کی نسبت باطل ہو جائیگا نہ نسب کی بابت کیونکہ فیصلۂ نسب اپنی حالت پر برقرار رہیگا۔ اگر باپ مر جائے تو مدعی اول اوسکا وارث ہو جائیگا بشرطیکہ اوسکا وارث قریب موجود نہو۔ ثانی باپ دوسرے قبیلے مین سے نسب کا دعوی کرے تو یہ شہادت قبول ہوگی اور فیصلۂ اولی جو نسب ور میراث کی نسبت صادر ہوا ہے منسوخ ہو جائیگا۔

(۴۰۸) اگر زید اوس مکان کا جو عمرو کے قبضے مین ہو دعوی کرے کہ مکان مذکور بطور ترکۂ پدری میرا ہے اور اس دعوے پر گواہ پیش کرے جو گواہی دین کہ مکان متنازعہ وقت وفات تک مدعی کے باپ کا تھا اور اوسنے مکان مذکور اپنا متروکہ چھوڑا۔ ہمین بجز مدعی کے متوفی کے دوسرے وارث کا علم نہین ہے۔ یا گواہی دین کہ مکان متنازعہ روز وفات تک مدعی کے باپ کا تھا۔ قاضی دونون شکلون مین بحق مدعی مکان متنازعہ کا فیصلہ کریگا اگرچہ گواہون نے یہ بیان نہ کیا ہو کہ متوفی نے یہ مکان مدعی کے واسطے متروکہ چھوڑا۔ کذا فی فتاوی عالمگیریہ

(۴۰۹) اگر گواہ گواہی دین کہ مکان متنازعہ مدعی کے باپ کے قبضے مین آن تخ

تک تھا اور اوسنے مکان مذکورہ ترکہ چھوڑا- ہمکو بجز مدعی کے متوفی کے دوسرے وارث کا علم نہین ہے- یا گواہی دین کہ مکان متنازعہ مدعی کے باپ کے قبضے مین روز وفات تک تھا قاضی دونون شہادتین قبول کرکے بحق مدعی مکان کا فیصلہ صادر کریگا- یہ ظاہر الروایت اور اصح ہے- کذا فی الذخیرہ-

(۴۱۰) گواہ گواہی دین کہ زید کا باپ مرگیا اور وہ اس مکان مین سکونت پذیر تھا یہ گواہی قبول ہوگی- کذا فی المحیط-

(۴۱۱) اگر گواہ گواہی دین کہ زید کا باپ اس مکان مین مرگیا- یا گواہی دین کہ زید کا باپ اس مکان مین رہتا تھا اور اسی مکان مین مرگیا دونون صورتون مین شہادت مذکورہ قبول ہوگی- اسیطرح اگر گواہ شہادت اداکرین کہ زید کا باپ اس مکان مین داخل ہوا اور مرگیا- کذا فی فتاوی قاضی خان-

(۴۱۲) اگر گواہ گواہی دین کہ باپ خالد کا جب مرا تو یہ قمیص یا انگشتری پہنے ہوئے تھا- یہ شہادت قبول ہوگی- انگشتری کے مسئلے کو امام محمدؒ نے عام بیان کیا ہے ابوالہیثم نے قضات ثلاثہ سے نقل کیا ہے- اگر گواہ گواہی دین کہ متوفی کی چھونگلیا یا اوسکے برابر کی اونگلی مین انگشتری روز وفات تھی- یہ شہادت قبول ہوگی- اور اگر گواہ شہادت اداکرین کہ انگشتری کلمے کی اونگلی یا بیچ کی اونگلی یا انگوٹھے مین تھی یہ گواہی قبول نہوگی- لیکن صحیح یہ ہے کہ مسئلہ عام رکھا جائے جیساکہ امام محمدؒ نے اسکو بیان کیا ہے- کذا فی الذخیرہ-

(۴۱۳) اگر گواہ گواہی دین کہ زید یہ کپڑا پہنے ہوئے مرگیا- یہ شہادت قبول ہوگی- کذا فی المحیط-

(۴۱۴) اگر گواہ گواہی دین کہ زید کا باپ مرگیا اور وہ اس دابہ پر سوار تھا۔ ورثا کے نام فیصلہ کیا جائیگا۔کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۴۱۵) اگر گواہ گواہی دین زید کا باپ مرگیا اور وہی اس بساط پر کھڑا تھا یا آرام کرتا تھا ورثا کے حق مین فیصلہ نہوگا۔کذا فی الذخیرہ۔ **تشریح**۔ اس قسم کے جسقدر مسائل ہین اون سب مین قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ گواہ فعل پر موت کو مقدم بیان کرین اسکی دو قسمین ہین۔ اول یہ کہ گواہ گواہی دین اوس فعل کی جو دلیل ہو قبضے کی۔ یا گواہی دین اوس فعل کی جو قبضے کی دلیل نہین ہے۔ نقلیات مین جو چیز قبضے کی دلیل ہے وہ فعل ہے جسکا ثبوت بغیر نقل متصور نہین ہوتا ہے مثل لبس یا حمل کے۔ یا وہ فعل جو عادۃً نقل کے لیے حاصل ہوتا ہے مثل سواری کے چارپایون مین۔ اور غیر نقلیات مین قبضے کی دلیل وہ فعل ہے جو مالکون سے اکثر ظہور پاتا ہے مثل سکونت کے مکان مین یہ فعل کی قسم مین سے ہے۔ اگر گواہ پیش کیئے جائین اس امر پر کہ ہنگام موت مورث سے وہی فعل عین صادر ہوا۔ اس شکل مین شی مدعوہ کا بحق مدعی فیصلہ کیا جائیگا۔ اور نقلیات مین جو چیز قبضے کی دلیل نہین ہے وہی فعل ہے جو بدون نقل کے صادر ہوتا ہے اور اس سے اکثر نقل نہین پائی جاتی ہے جیسا جلسہ کرنا فرش پر۔ اور غیر نقلیات مین جو چیز قبضے کی دلیل نہین ہے وہی فعل ہے جو غیر مالکون سے صادر ہوتا ہے جیسے نشست اور آرام کرنا مکان مین۔ اگر شہادت پیش کیجائے کہ افعال مذکورہ اوسکی وفات کے وقت عین مین پائے گئے۔ قاضی عین کا بحق مدعی فیصلہ نہ کریگا۔کذا فی المحیط۔

(۴۱۶) گواہ گواہی دین کہ مکان ہمارے باپ کی ملک ہے۔ یا ہمارا باپ اس مکان مین رہتا تھا اور وہ مالک تھا مکان کا اگر یہ میراثاً تقسیم کرین آپس مین اور بیان کرین ہمارا باپ مرگیا اور مکان ہمارے واسطے متروکہ چھوڑا اس شکل مین شہادت قبول کی جائیگی۔ اور اونکے نام فیصلہ کیا جائیگا۔ اگر وہ میراثاً آپس مین تقسیم نہ کرین تو گواہی قبول نہوگی نزدیک امام اعظمؒ و امام محمدؒ اور ابو یوسفؒ کے دوسرے قول کے مطابق اگر گواہ گواہی دین مدعیٰ علیہ کے اقرار پر کسی شی کی نسبت یہ اقرار مدعیٰ علیہ کا اقرار ملک مدعی تصور کیا جائیگا اور فیصلہ کیا جائیگا کہ مدعیٰ علیہ نے جس چیز کا اقرار کیا ہے اوسے مدعی کو سپرد کرے۔ کذا فی فتاویٰ قاضیخان۔

(۴۱۷) اگر گواہ گواہی دین کہ مکان متنازعہ مدعی کے باپ کا ہے اور میراث کو مدعی کی جانب منسوب نہ کرین۔ قاضی اس شہادت کو نزدیک امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کے قبول نکریگا اور ابو یوسف کا بھی پہلے یہی قول تھا۔ کذا فی المحیط۔

(۴۱۸) اگر گواہ گواہی دین کہ مکان متنازعہ مدعی کے باپ کا ہے اور وہ اس مکان مین مرگیا۔ اس مسئلے مین بھی اختلاف ہے۔ کذا فی الفصول العمادیہ۔

(۴۱۹) اگر گواہ گواہی دین کہ یہ مکان مدعی کے باپ کا ہے اور یہ بیان نکرین کہ وہ اسی مکان مین مرگیا اور اوسنے اس مکان کو مدعی کے واسطے متروکہ چھوڑا بعض فقہا لکھتے ہین کہ اس مسئلے مین بھی اختلاف ہے۔ اور بعض کے نزدیک یہ شہادت قبول نہوگی بالاجماع اسکو فضلیؒ نے اختیار کیا ہے۔ اور یہی اصح ہے کذا فی الخلاصہ۔

(۴۲۰) فصول العمادیہ مین لکھا ہے کہ زید مرجائے اور اوسکا وارث گواہ پیش کرے

مکان کی نسبت کہ یہ مکان اوسکے باپ کا ہے اور اوسنے شخص قابض کو مکان مذکورہ عاریۃً دیا تھا یا کرائے پر یا ودیعت رکھا تھا مدعی کو مکان مدعوہ دلا یا جائیگا اور گواہون کو اس امر کے بیان کرنے کی تکلیف نہ دیجائیگی کہ مدعی کا باپ مرگیا اور اوسنے مکان مدعوہ کو مدعی کے واسطے متروکہ چھوڑا۔ کذا فی الکافی۔

(۴۲۱) اگر دو شخص گواہی دین کہ فلان شخص مرگیا اور اوسنے یہ مکان اپنے فرزند کے لیئے متروکہ چھوڑا اور ہم متوفی کے دوسرے وارث کو نہین جانتے ہین اور یہ بھی بیان نہ کرین کہ فلان شخص متوفی ہے یہ شہادت باطل ہے۔ کذا فی المحیط۔ تشریح یہ حکم اوس شکل مین ہے اگر مدعی کا نسب متوفی کے ساتھ مشہور ہو اور اگر اوسکا نسب مشہور نہو اور دو شخص گواہی دین کہ مدعی ابن فلان ابن فلان متوفی کا ہے اور فلان متوفی نے یہ مکان مدعی کے لیئے میراث چھوڑی اور یہ متوفی کا نام بیان نکرین۔ منتقی مین مذکور ہے کہ ہم اون دونونکی شہادت نسب کی نسبت جائز رکھین گے اور میراث کی بابت باطل کرین گے۔ کذا فی المحیط۔

(۴۲۲) اگر گواہ گواہی دین ایک مکان کی نسبت جو عمرو کے قبضے مین ہو کہ یہ مکان مدعی کے دادا کا ہے اور گواہ مدعی کے دادا کا نام بیان کرین اور مدعی نے یہ دعوی کیا ہو کہ یہ میرے باپ کا ہے۔ اور اگر گواہ گواہی دین کہ یہ مکان اس مدعی کے دادا کا تھا اور وہ مرگیا مکان کو پدر مدعی کے واسطے اپنا متروکہ چھوڑا اس بعد مدعی کا باپ مرگیا اور مکان کو اس مدعی کے واسطے میراث چھوڑا۔ یہ شہادت قبول ہوگی اور مکان کا فیصلہ مدعی کے نام کیا جائیگا۔ اور اگر گواہ نہ جانتے ہون کہ دادا باپ کے پیشتر مرگیا اس شکل مین مکان کا فیصلہ بحق مدعی کیا جائیگا بالاجماع اور اگر وہ

جانتے ہون تو بھی یہی حکم ہے امام اعظمؒ اور امام محمدؒ اور ابو یوسفؒ کے نزدیک زان بعد ابو یوسفؒ نے اس قول سے رجوع کی ہے اور ہمارے بعض مشائخ فرماتے ہین کہ اس مسئلے مین شہادت قبول نہوگی بلا خلاف اور اگر گواہ گواہی دین شخص قابض کے اقرار کی نسبت کہ یہ مکان اس مدعی کے دادا کا تھا اور میراث کو بیان نکرین اس صورت مین قاضی مدعی کے نام فیصلہ کریگا۔ اگر متوفی کا دوسرا وارث نہو۔ کذا فی الذخیرہ۔

(۴۲۳) اگر گواہ گواہی دین کہ یہ مکان اس مدعی کے دادا کا ہے اور نہ بیان کرین کہ مکان مدعی کے دادا کا تھا اگر گواہ میراث کو بیان کرین تو شہادت قبول ہوگی اور مدعی کے نام فیصلہ کیا جائیگا اور اگر گواہ میراث کو نہ بیان کرین امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کے قول کے موافق نہ قبول ہوگی یہ گواہی۔ اس مسئلے مین اختلاف ہے بعض مشائخ کہتے ہین کہ گواہی قبول ہوگی اور بعض کے نزدیک قبول نہوگی اور مکان کا مدعی کے نام فیصلہ نہوگا۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۴۲۴) کتاب اقضیہ مین ہے کہ ایک مکان دوسرے شخص کے قبضے مین ہو اور مدعی دعوی کرے کہ میرے باپ نے مکان شخص قابض سے ہزار درہم کو خریدا کیا اور وہ مرگیا بائع اسکا انکار کرے۔ مدعی کے گواہون سے یہ نہ پوچھین گے کہ مدعی کا باپ مرگیا اور اوسنے مکان اپنا ترکہ چھوڑا بلکہ اونسے دریافت کرینگے کہ تم متوفی کے دوسرے وارث کو نہین جانتے ہو۔ اگر گواہ جواب دین کہ ہم متوفی کے دوسرے وارث کو نہین جانتے ہین اس شکل مین قاضی حکم صادر کرے گا کہ مکان متنازعہ مدعی کو دلایا جائے اور اگر مکان مذکور بائع کے غیر کے قبضے مین ہو تو گواہون سے پوچھین گے کہ متوفی مرگیا اور اوسنے مکان اپنا ترکہ چھوڑا

اور تم جانتے ہو کہ متوفی کا بجز مدعی کے کوئی وارث نہین ہے۔ کذا فی المحیط السرخسی

(۴۲۵) اصل مین مذکور ہے کہ مکان زید کے قبضے مین ہو اور شخص قابض کے بھائی کا بیٹا جسکا نام عمرو ہو وہ مدعی ہو کر گواہ پیش کرے کہ یہ مکان مقبوضہ میرے دادا کا تھا اور اوسنے مکان میراث چھوڑی درمیان میرے باپ اور چچا کے جسکے قبضے مین مکان ہے نصفا نصف اسکے بعد میرا باپ مرگیا اوسنے اپنا حصہ مکان مذکور کا میرے واسطے میراث چھوڑی۔ قاضی اس شہادت کو قبول کریگا اور مکان کا فیصلہ کیا جائیگا بحق مدعی اور اوسکے چچا کے نصفا نصف۔ اگر قاضی نے شہادت مذکورہ سے فیصلہ صادر کیا ہو کہ اس اثنا مین چچا گواہ پیش کرے اس مضمون کے کہ میرا بھائی اس مدعی کا باپ تھا وہ اسکے جد کے روبرو مرگیا اوسکے متروکے مین سے سدس میرے باپ نے پایا بعد ازان بعد میرا باپ جو مدعی کا دادا ہوتا ہے وہ بھی مرگیا۔ اور کل مکان میرے واسطے میراث ہوگیا۔ اسکی دو شکلین ہین۔ اول یہ کہ بھائی کے بیٹے کے قبضے مین کچھ متروکہ اوسکے باپ کا نہو اس صورت مین شہادت بھائی کے فرزند کی اولی ہے دوسرے یہ کہ اوسکے قبضے مین باپ کا متروکہ ہو اس شکل مین جد کا کل متروکہ مدعی کے چچا کو دلایا جائیگا اور اوسکے باپ کا متروکہ خود اوسے دلایا جائیگا اور یہ سمجھا جائیگا کہ مدعی کا باپ اور دادا ساتھ ہی مرگئے۔ کذا فی المحیط

(۴۲۶) اگر مکان زید اور اوسکے برادر زادے کے قبضے مین ہو اور ہر ایک دعوے کرے ہمارا باپ مرگیا اور یہ مکان ہمارے لئے میراث چھوڑی اور بجز ہمارے متوفی کا کوئی وارث نہین ہے۔ قاضی درمیان اون دونون کے مکان کا نصفا نصف فیصلہ صادر کریگا گو چچا کہے مکان میرے باپ اور بھائی کا نصفا نصف تھا

اور اس قول کی بھائی کا بیٹا تصدیق کرے لیکن چچا یہ بھی بیان کرے کہ میرا بھائی میرے
باپ کے روبرو مرگیا اور وہ نصف حصہ مکان جو تیرے باپ کا تھا اوسمین سے
پانچ سدس کا تو اور ایک سدس کا میرا باپ مستحق ٹھیرا اسکے بعد میرا باپ مرگیا اور مین
اوسکے سدس کا وارث ہوا- بھائی کا فرزند کہے کہ پہلے جد مرگیا اور دادا کے مال کا
مین اور تیرا باپ نصفا نصف کا مستحق ہوا اسکے بعد میرا باپ مرگیا اور مین اوسکے حصے
کا بھی وارث ہوا- اس مسئلے کی دو شکلین ہین اول یہ کہ دونون اپنے اپنے دعوے
پر گواہ پیش نہ کرین- ثانی یہ کہ ایک اونمین سے گواہ پیش نکرے تو ہر ایک سے دوسرے
کے دعوے کی نسبت حلف طلب کیا جائیگا اگر وہ دونون حلف کرین تو یہ بری ہو جائینگے
اور بعد حلف ادا کرنے کے وہی حالت قائم رہیگی جو حلف کے قبل تھی- اور پیشتر حلف
کرنے کے مکان دونون کے قبضے مین نصفا نصف تھا- اگر اونمین سے ایک
حلف کرے دوسرا نکول تو حلف کرنے والے کے نام فیصلہ ہوگا اور اگر ایک مدعی
گواہ پیش کرے تو اوسکے حق مین اوس امر کا جسکی نسبت گواہ گذرے ہین فیصلہ ہوگا
اور اگر دونون گواہ پیش کرین تو ہم فیصلہ کرینگے اون دونون کے نام نصفا نصف
کذا فی الذخیرۃ-

(۳۲۷) دو شخصون مین سے ہر ایک گواہ اس امر کے پیش کرے کہ مکان جو خالد
کے قبضے مین ہے وہ اس مدعی کے باپ کا ہے اور متوفی نے مکان اس مدعی
کے لیئے میراث چھوڑی- ہم متوفی کے دوسرے وارث کو نہین جانتے ہین-
اور اون دونون مدعیون مین سے ایک قابض کے بھائی کا بیٹا اور اوسکا وارث
بھی ہو اور بجز اوسکے اوسکا دوسرا وارث نہو مدعی علیہ قبل تزکیہ ہونے دونون

مدعیون کے گواہون کے بغیر اپنا وصی مقرر کیے ہوئے مرجائے۔ اور مکان متنازعہ قابض متوفی کے بھتیجے کے قبضے مین آئے۔ اسکے بعد دونون مدعیون کے گواہون کا ساتھ ہی تزکیہ کیا جائے تو مکان کا فیصلہ دونون مدعیون کے حق مین نصفا نصف کیا جائیگا۔ اگر بھائی کا فرزند قابض ہوا اور اوسکے مقابلے مین شخص اجنبی شہادت پیش کرے کہ مین اوس مکان کا بحیثیت متروکہ پدری مستحق ہون اسکا دعوی سماعت نہ کیا جائیگا۔ اگر قاضی بعد وفات چچا کے دونون مدعیون مین سے ایک کے گواہون کا تزکیہ کرے اور دوسرے کے گواہون کا تزکیہ نہوا ہو اس بنا پر قاضی اوس مدعی کے نام جسکے گواہون کا تزکیہ ہوا ہے فیصلہ صادر کرے اسکے بعد دوسرے مدعی کے گواہون کا بھی تزکیہ ہو اس مدعی کے حق مین کسی شی کا فیصلہ نہوگا مگر ہان اگر مدعی اپنے گواہون کی شہادت کا اعادہ کرائے یا دوسرے گواہ پیش کرے جو گواہی دین کہ وہی مکان اسکا ہے بسبب وراثت کے اس شکل مین اس مدعی کے حق مین کل مکان کا فیصلہ کیا جائیگا۔ اگر وہ شخص جسکے حق مین مکان کا پیشتر فیصلہ ہوچکا ہے بیان کرے کہ مین اپنے گواہون کا اعادہ کراتا ہون کہ وہی مکان میرا ہے اس قول کی جانب قاضی التفات نکریگا۔ کذا فی فتاوی عالمگیریہ۔

(۴۲۸) اگر شخص اجنبی چچا کی زندگی مین اور بھتیجا اپنے چچا کے مرنے کے بعد گواہ پیش کرے اور دونون مدعیون کے گواہون کا تزکیہ کیا جا لئے ساتھ ہی اس شکل مین قاضی اوس مکان کا نصفا نصف دونون مدعیون کے نام فیصلہ صادر کریگا اور اگر بھتیجا گواہ پیش نکرے اور قاضی شخص اجنبی کے حق مین فیصلہ صادر کرے پھر بھتیجا بمقابلہ شخص اجنبی گواہ پیش کرے قاضی بھتیجے کے نام فیصلہ کریگا

اور اگر بھتیجا چچا کی زندگی مین اور شخص اجنبی چچا کے انتقال کے بعد گواہ پیش کرے
اور دونون کے گواہون کا تزکیہ بھی کیا جائے قاضی شخص اجنبی کے حق مین فیصلہ
کریگا۔ اور اگر شخص اجنبی اور بھتیجا ایک ایک گواہ چچا کے روبرو پیش کرے اسکے بعد
چچا مرجائے اور بھتیجا اوسکا وارث ہو اور دونون ایک ایک اور گواہ پیش کرین اور
دونون شخصون کے گواہون کا تزکیہ عمل مین آئے ان دونون کے نام مکان کا
نصفا نصف فیصلہ کیا جائیگا۔ اور اگر بعد فیصلہ ہونے کے ایک اون دونون مین سے
بیان کرے کہ مین دوسرے کے مقابلے مین گواہ پیش کرتا ہون قاضی اس قول
پر التفات نکریگا۔ اور اگر بھتیجا اور شخص اجنبی چچا کے روبرو ایک ایک گواہ پیش کرے
اور بعد وفات چچا کے شخص اجنبی دوسرا گواہ پیش کرے قاضی اسکے گواہون کا
تزکیہ کرے اسکے نام فیصلہ صادر کرے۔ پھر بھتیجا دوسرا گواہ پیش کرے قاضی اسکا
یہ گواہ نہ لیگا۔ اور اگر یہ بمقابلہ شخص اجنب اپنے دونون گواہون کی شہادت کا اعادہ
کرائے تو اسکے حق مین مکان کا فیصلہ کیا جائیگا۔ کذا فی المحیط۔

(۴۲۹) زید انتقال کرے عمر و بکر ہر ایک دعوی کرے کہ متوفی ہمارا غلام تھا اور ہمنے
اوسکو آزاد کیا اور بجز ہمارے متوفی کا دوسرا وارث نہین ہے اور یہ دونون گواہ
پیش کرین جو وقت آزادی بیان نہ کرین دونون مدعیون کو متوفی کی میراث
دلائی جائیگی اور اگر اون دونون کے گواہ وقت بھی بیان کرین ان دونون
مین سے جسکا وقت آزاد کرنے کا مقدم ہو وہی اولی ہے۔ کذا فی الذخیرہ۔

(۴۳۰) نوادر مین بشیر نے ابی یوسفؒ سے نقل کیا ہے کہ دو شخص علاتی بھائی
ہون اور اونکے قبضے مین مکان ہو اور اونمین سے ایک گواہ پیش کرے کہ یہ

مکان میری ماں کا تھا وہ مرگئی اوسنے مکان میراث چھوڑی درمیان میرے اور میرے باپ کے چہار ربع یعنے ایک ربع باپ کا اور تین ربع میرے پہر باپ مرگیا اور اوسنے اپنا ربع حصہ درمیان میرے اور تیرے ترکہ چھوڑا اور دوسرا شخص گواہ پیش کرے کہ یہ مکان میرے باپ کا تھا وہ مرگیا اور یہ مکان میراث چھوڑی درمیان میرے اور تیرے۔ صاحب محیط لکھتے ہین کہ ہم اوس شخص کے گواہ قبول کرینگے جو مکان کے تین ربع کا لنفسہ دعویٰ کرتا ہے اور دوسرے شخص کے گواہ قبول نہ کرینگے۔

نوان باب

دعوے یا شہادت مین اختلاف ہو یا دعوے اور شہادت مین تناقض ہو اور جس سے گواہ جھوٹے ہوجاتے ہین اور جس سے جھوٹے نہین ہوتے اوسکے بیان مین

(۴۳۱) شہادت اگر دعوے سے موافق ہو قبول ہوگی ورنہ قبول نہ ہوگی۔ کذا فی الکنز۔

(۴۳۲) دعوے اور شہادت کے اتفاق کی نسبت معتبر اتفاق فی المعنے ہے نہ اتفاق فی اللفظ۔ مثلاً اگر مدعی غصب کا دعوی کرے اور دو گواہ گواہی دین مدعی علیہ کے اقرار غصب کی نسبت قبول ہوگی یہ شہادت۔ ہکذا فی غایۃ البیان شرح الہدایہ۔

(۴۳۳) اگر شہادت دعوے کے موافق یا مطابق ہو یا مشہود بہ مدعی بہ سے کم ہو ہر شکل مین مدعی کے حق مین فیصلہ کیا جائیگا۔ بخلاف اس شکل کے کہ مدعی بہ اکثر ہو۔ کذا فی فتح القدیر۔

اس باب مین کئی فصلین ہین پہلی فصل اسمین بیان ہو کہ مدعی دیہ بین ہو

(۴۳۴) زید ہزار اور پانسو درہم کا دعوی کرے اور گواہ پانسو کی گواہی دین فیصلہ کیا جائیگا پانسو کا بغیر موافقت - اسیطرح اگر مدعی ہزار درہم کا دعوی کرے اور گواہ پانسو کی نسبت شہادت ادا کرین - کذا فی فتاوی قاضیخان -

(۴۳۵) زید بمقابلہ عمرو پانسو کا دعوی کرے اور گواہ ہزار درہم کی شہادت ادا کرین یہ گواہی قبول نہوگی مگر جس شکل مین شہادت دعوے سے موافق ہو جائے یعنے مدعی بیان کرے میرے ہزار درہم مدعی علیہ پر تھے لیکن اوسنے پانسو درہم ادا کردیے یا مین نے مدعی علیہ کو پانسو درہم سے بری کردیا - گواہون کو اسکا علم نہین ہے یہ شہادت قبول ہوگی - قاضی پانسو درہم کا فیصلہ کریگا اور توفیق کی نسبت گواہ پیش کرنے کی ضرورت نہین - کذا فی المحیط -

(۴۳۶) مدعی پانسو درہم کا دعوی کرے گواہ گواہی دین مدعی کیجانب سے ہزار درہم کی اور مدعی بیان کرے کہ اب مدعی علیہ پر پانسو درہم ہین پہلے ہزار درہم تھے اوسمین سے پانسو وصول پائے - کلام متصل ہو یا منفصل اون دونون کی شہادت پانسو پر جائز ہے - اگر مدعی کہے کہ میرے ہزار درہم نہین تھے مگر پانسو تو ان دونون کی شہادت باطل ہوجائیگی - کذا فی فتاوی قاضیخان -

(۴۳۷) مدعی علیہ دعوی کرے کہ صاحب مال نے اپنے مال کا مجھے ابرا کردیا - یا اوسکی تحلیل کردی اسپر گواہ پیش کرے جو صاحب مال کے اقرار وصول پر گواہی دین قاضی کو چاہیے کہ مدعی علیہ سے برات اور تحلیل کا سوال کرے یعنے مدعی نے اپنا حق ساقط کردیا یا تونے زر قرضہ دیگی اپنا مدعی کو ادا کردیا - اگر مدعی علیہ جواب دے کہ

کہ مین نے قرضہ ادا کر دیا اس شکل مین گواہی قبول ہوگی۔ اور اگر مدعی علیہ بیان کرے کہ مدعی نے اپنا حق ساقط کر دیا یہ گواہی قبول نہوگی۔ کتاب اصل مین لکھا ہے اگر مدعی علیہ سوال قاضی کے جواب ادا کرنے مین سکوت اختیار کرے تو قاضی اوسے جواب ادا کرنے کے لیئے مجبور نہ کریگا۔ اور گواہی قبول نہوگی تاوقتیکہ دعوے سے موافق نہو۔ کذا فی الذخیرہ۔

(۴۳۸) مدعی علیہ ایفا کا دعوی کرے اسکے بعد دو گواہ گواہی دین کہ صاحب مال نے مدعی علیہ کو مال سے بری کر دیا یہ گواہی جائز ہے قاضی فیصلہ کریگا بغیر سوال کے اور اس سے مدعی علیہ کی برارت بالاسقاط ثابت ہوجائیگی نہ برارت بالاستیفا۔ حتی کہ اگر مدعی علیہ کفیل ہو مکفول عنہ کے حکم سے اسکے بعد ایفا کا دعوی کرے اور گواہ ابرار کی گواہی دین صاحب مال مجاز ہے کہ دین اصیل سے وصول کرے اور کفیل مکفول عنہ سے کوئی شی وصول نہین کر سکتا ہے۔ ھکذا فی فتاوی قاضیخان

(۴۳۹) مدعی علیہ ایفا کا دعوی کرے دو گواہ شہادت ادا کرین ہبہ یا صدقہ یا تحلیل یا احلال کی۔ یا مدعی علیہ دعوی کرے صدقہ یا ہبہ یا تحلی یا احلال کا اور گواہ استیفا کی نسبت شہادت دین۔ یہ گواہی قبول نہوگی۔ ھکذا فی المحیط السرخسی

(۴۴۰) منتقی مین لکھا ہے کہ دو شخص گواہی دین کہ زید مدعی کے عمرو مدعی علیہ پر ہزار درہم تھے مدعی نے اوسمین سے سو درہم وصول پائے۔ مدعی بیان کرے کہ مین نے ہزار درہم مین سے کچھ وصول نہین پایا۔ ابی حنیفہ اور ابی یوسف رحمہم فرماتے ہین کہ بحق مدعی ہزار درہم کا فیصلہ کیا جائیگا اور او سمین سے سو درہم مجرا کر دیئے جائینگے۔ کذا فی فتاوی قاضیخان۔

(۴۴۱) عیون مین لکھا ہے کہ دو شخص عمرو پر ہزار درہم کی گواہی دین اور یہ بیان کرین کہ مدعیٰ علیہ نے پانسو درہم مدعی کو ادا کیئے - مدعی بیان کرے کہ میرے مدعیٰ علیہ پر ہزار درہم ہین اور مین نے اونمین سے کچھ وصول نہین پایا اور گواہ مدعی کے ہزار درہم کی نسبت تصدیق کرین اور پانسو کی بابت وہم کرین انکی گواہی بشرط عادل ہونے کے قبول ہوگی - اور اگر مدعی بیان کرے گواہون کی شہادت ہزار درہم پر حق ہے اور پانسو درہم کی نسبت باطل اور جھوٹی ہے ان دونون کی گواہی قبول نہوگی کیونکہ مدعی نے اونکی نسبت فسق کو منسوب کیا - کذا فی المحیط

(۴۴۲) اگر دو شخص گواہی دین کہ زید کے خالد پر ہزار درہم ہین لیکن اوسنے خالد کو ہزار درہم ابرا کردیئے اور مدعی بیان کرے کہ مین نے ابرا نہین کیا مدعیٰ علیہ بیان کرے کہ مدعی کا میرے اوپر کچھ نہ تھا اور نہ اوسنے مجھے ابرا کیا - قاضی خان لکھتے ہین اگر مدعیٰ علیہ برارت کا دعویٰ نہ کرے تو ہم اوسپر ہزار درہم کا فیصلہ کردینگے - کذا فی فتاویٰ قاضی خان -

(۴۴۳) اگر دو گواہ بمقابلہ محمود ہزار درہم کی گواہی دین اور مدعی نے ہزار ہی درہم کا دعویٰ کیا ہو اسکے بعد وہ گواہ مدعیٰ علیہ کی جانب سے مدعی کے مقابلے مین سو دینار کی گواہی دین اور مدعی اسکا انکار کرے - گواہان مذکورین کی شہادت قبول ہوگی - کذا فی الذخیرہ -

(۴۴۴) بکر عمرو پر دعویٰ کرے کہ اسنے اپنا مکان مجھے کرایے کو دیا اور مجھسے زر کرایہ لے لیا اسکے بعد عمرو مرگیا اور عقد کرایہ بسبب اوسکے فوت ہونے کے فسخ ہوگیا مجھے میرا مال دلایا جائے گواہ گواہی دین کہ کرایہ دینے والے نے

زر کرایہ وصول پانے کا اقرار کیا تھا یہ شہادت قبول ہوگی گو یہ کرائے کی نسبت گواہی
نہ دین - کذا فی الخلاصہ -

(۴۴۵) دو شخص عمرو کی جانب سے ثمن لونڈی کی تعداد ی ہزار درہم کی گواہی دین
مدعیٰ علیہ بیان کرے کہ گواہون نے لونڈی کے ثمن کی نسبت گواہی دی ہے اور مجھے
مدعی علیہ سے متاع کا ثمن پانا ہے - ہم اس گواہی کو جائز رکھین گے - فقہا نے اس
مسئلے کی یون تاویل کی ہے کہ گواہ گواہی دین کہ مدعیٰ علیہ نے لونڈی کے ثمن تعدادی
ہزار درہم کا اقرار کیا - یہ مسئلہ محفوظ ہے کیونکہ اگر مدعی بمقابلہ مدعی علیہ ثمن شئے مبیعہ تعدادی
ہزار درہم کا دعوی کرے اور گواہ اوسکی جانب سے گواہی دین لونڈی کے زر تاوان
ہزار درہم کی نسبت جسکو مدعیٰ علیہ نے غصب کیا تھا اور وہ ہلاک ہوگئی ہو - یہ گواہی قبول
نہوگی - اور مثل اس مسئلے کے اقرار مین بھی گواہی قبول نہوگی - کذا فی المحیط -

(۴۴۶) زید عمرو کے مقابلے مین سو قفیز گندم کا دعوی کرے بسبب بیع سلم کے گواہ
گواہی دین کہ مدعیٰ علیہ نے اقرار کیا تھا کہ مجھپر سو قفیز گندم کے ہین اور زیادہ اس سے
بیان نہ کرین - یہ گواہی بعض کے نزدیک قبول نہوگی اور بعض کے نزدیک قبول
ہوگی اور یہی قول اصح ہے - کذا فی الذخیرہ -

(۴۴۷) ایک شخص قرضے کا دعوی کرے دوسرے شخص پر اور گواہ گواہی دین
کہ مدعی نے مدعیٰ علیہ کو دس درہم دیئے اور یہ بیان نکرین کہ مدعیٰ علیہ نے دس درہم
کا قبضہ کیا - مدعیٰ علیہ کا قبضہ اس گواہی سے ثابت ہو جائیگا اگر مدعی دعوی کرے کہ
مدعیٰ علیہ نے بحیثیت قرض قبضہ کیا - اس شکل مین مدعی کو قرض کی نسبت گواہ پیش
کرنے ہونگے - کذا فی خزانتہ المفتیین -

(۴۴۸) مدعی قرض کا دعوی کرے اور گواہ مدعی علیہ کے اقرار مال کی نسبت گواہی دین۔ یہ شہادت بدون بیان کرنے سبب کے قبول نہوگی۔ اور اگر مدعی دس درہم قرض دینے کا دعوی کرے اور اوسکے گواہ اس لفظ سے گواہی دین کہ (اورا دادنی ست) اس سے قرض ثابت نہوگا۔ اور اگر گواہ کہے (دادنی ست بسبب قرض) یہ گواہی قبول ہوگی۔ کذا فی خزانۃ المفتیین۔

(۴۴۹) محمود بمقابلہ بکر دعوی کرے دینار کا اور سبب بیان نہ کرے اور گواہ سبب کی گواہی دین۔ یہ شہادت قبول ہوگی۔ کذا فی فتاوی قاضیخان۔

(۴۵۰) محیط کی کتاب الشہادت مین لکھا ہے اگر مدعی دین بسبب قرض یا اوسکے مماثل کا دعوی کرے اور اوسکی جانب سے گواہ مطلق شہادت ادا کرین۔ شمس الاسلام اوزجندی فرماتے ہین گواہی قبول نہوگی۔ قاضی خان مین بھی یہی بیان ہوا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ گواہی قبول ہوگی۔

(۴۵۱) محیط کی کتاب شہادت مین لکھا ہے مدعی ہزار درہم کا دعوی کرے اور بیان کرے کہ منجملہ اوسکے پانسو درہم اوس غلام کی قیمت ہے جسپر مدعی علیہ نے مجھسے بحیثیت مشتری قبضہ کیا ہے اور پانسو درہم اوس متاع کی قیمت ہے جسکو مدعی علیہ نے مجھسے خرید کرکے قبضہ کرلیا ہے۔ گواہ پانسو درہم کی مطلق گواہی دین یہ شہادت پانسو درہم پر قبول ہوگی سبب کا بیان کرنا ضرور نہین۔ صاحب محیط لکھتے ہین اس مسئلے کی تخصیص دعوی دین بسبب سے کی گئی ہے۔

(۴۵۲) اگر گواہ مطلق گواہی دین یہ شہادت قبول ہوگی سبب کا بیان کرنا شرط نہین ہے۔ ظہیر الدین مرغینانی نے اسی پر فتوی دیا ہے۔ کذا فی الفصول العمادیہ

دوسری فصل

(مدعی بہ دین ملک ہو اور اوسکی نسبت گواہی دیجائے۔)

(۴۵۳) اگر دعوی بلفظ دار ہو اور گواہ گواہی دین بلفظ بیت۔ کہا گیا ہمارے نزدیک یہ شہادت قبول ہوگی اور یہی اشبہ اور اظہر ہے۔ کذا فی الذخیرہ۔

(۴۵۴) مدعی کل مکان کا دعوی کرے گواہ نصف مکان کی نسبت گواہی دین انکی شہادت جائز ہے اور مدعی کے حق مین نصف مکان کا فیصلہ بدون توفیق صادر کیا جائیگا۔ کذا فی فتاوی قاضیخان۔

(۴۵۵) مدعی ملک مطلق کا دعوی کرے اور گواہ سبب معین کی گواہی دین یہ شہادت قبول ہوگی۔ قاضی کو زیبا ہے کہ مدعی سے سوال کرے۔ کیا تو دعوی کرتا ہے اوس ملک سبب کا جسکی گواہون نے گواہی دی۔ یا مدعی نے دعوی کیا ہو دوسرے سبب کا۔ اگر مدعی بیان کرے کہ مین اسی سبب کا جسکی گواہون نے شہادت ادا کی دعوی کرتا ہون۔ قاضی مدعی کے گواہون کی گواہی قبول کریگا اور ملک کا فیصلہ بحق مدعی صادر کریگا۔ اور اگر مدعی بیان کرے کہ مین دوسرے سبب کا دعوے کرتا ہون یا بیان کرے کہ مین اس سبب کا جسکی گواہون نے گواہی دی دعوی نہین کرتا ہون۔ اس شکل مین قاضی مدعی کے گواہون کی شہادت قبول نکریگا کذا فی المحیط۔

(۴۵۶) اگر مدعی ملک مطلق کا دعوی کرے اور گواہ پہلے گواہی دین ملک سبب کی من بعد گواہی دین ملک مطلق پر۔ یہ گواہی قبول نہوگی۔ اور اگر گواہ پیشتر ملک مطلق پر شہادت دین زان بعد گواہی دین ملک سبب کی نسبت۔ اس شکل مین

گواہی قبول ہوگی۔ کذا فی الفصول العمادیہ۔

(۴۵۷) اگر مدعی نتاج کا دعوی کرے اور گواہ گواہی دین ملک مطلق پر یہ شہادت قبول ہوگی۔ اگر اسکے عکس کی نسبت گواہی دیجائے تو وہ قبول نہوگی۔ کذا فی خزانۃ المفتیین۔

(۴۵۸) اگر مدعی پہلے ملک دابہ کا مع نتائج دعوی کرے اور اوسکی جانب سے گواہ گواہی دین کہ مدعی نے دابہ خرید کیا شخص قابض سے۔ یہ گواہی قبول نہوگی مگر یہ کہ مدعی اپنے دعوے کو شہادت سے مطابق کر دے۔ مثلاً مدعی کہے کہ نتاج میری ملک مین پیدا ہوا مگر مین نے اوسے مدعی علیہ کے ہاتھ فروخت کیا پھر مین نے مدعی علیہ سے خرید کیا۔ کذا فی الظہیریہ۔

(۴۵۹) مدعی دعوی کرے ملک مطلق کا اور گواہ گواہی دین کہ مدعی اپنے باپ کی ملک کا وارث ہوا یا مدعی نے ملک کو فلان شخص سے خرید کیا اور وہ اوسکا مالک تھا اور یہ بیان نہ کرین کہ مدعی اوسکا فی الحال مالک ہے۔ یہ شہادت قبول ہوگی اور قاضی بحق مدعی شی مدعوہ کا فیصلہ کریگا۔ لیکن قاضی کو چاہیے کہ گواہون سے سوال کرے تم جانتے ہو کہ شی مدعوہ مدعی کی ملک سے نکل گئی۔ کذا فی الفصول العمادیہ۔

(۴۶۰) اگر مدعی دعوی کرے کہ مین باپ کی فلان چیز کا وارث ہون اور گواہ پیش کرے جو گواہی دین کہ شی مدعوہ مدعی اور اسکے بھائی غائب کا متروکہ پدری ہے۔ یہ شہادت جائز ہے۔ کذا فی فتاوی قاضیخان۔

(۴۶۱) منتقی مین لکھا ہے کہ مدعی ملک مطلق کا دعوی کرے بقید تاریخ اور

بیان کرے کہ مدعی علیہ نے شی مدعوہ کا ایک مہینا ہوا مجھسے قبضہ کیا - اور دو شخص گواہی
دین ملک مطلق کی نسبت بلا تاریخ - یہ گواہی قبول نہو گی اور اسکے عکس پر قبول
ہو گی بقول مختار - اور جو دعوی ملک کا بحیثیت وراثت کیا جائے اوسکا حکم بھی
مثل دعوی ملک مطلق متصور ہو گا - کذا فی الذخیرۃ والخلاصہ -

(۴۶۲) مدعی دعوی کرے اوس مکان کا جو زید کے قبضے مین ہو کہ یہ مکان میرا
ہے ایک سال کا عرصہ گذرا - اور گواہ گواہی دین کہ مکان مدعوہ مدعی کا ہے بیس
سال ہوئے - ان گواہون کی شہادت باطل ہے اور اگر مدعی دعوی کرے
کہ یہ مکان میرا ہے عرصہ تیس سال سے اور گواہ بیان کرے کہ مکان مدعی کا ہے
ایک سال سے انکی شہادت جائز ہے - کذا فی فتاوی قاضیخان -

(۴۶۳) مدعی اوس عین کا دعوی کرے جو دوسرے شخص کے قبضے مین ہو
کہ یہ عین میری ملک ہے اور شخص قابض یعنے مدعی علیہ نے ایک مہینا ہوا ناحق
قبضہ کر لیا - گواہ اسکی جانب سے قبضۂ مطلق کی گواہی دین یہ شہادت قبول نہو گی
اسیطرح مدعی قبضۂ مطلق کا دعوی کرے اور اسکے گواہ گواہی دین کہ مدعی کا قبضہ
ہوئے ایک مہینا ہوا - مگر جس شکل مین گواہی دعوے سے موافق ہو جائے
اور مدعی بیان کرے گواہون کی وقت ادا کرنے گواہی کے میرے قبضے
سے مطلق مراد تھی - اس صورت مین گواہی قبول کی جائیگی - اور کہا گیا یہ گواہی
بغیر توفیق کے قبول ہو گی - کذا فی الفصول العمادیہ -

(۴۶۴) مدعی دعوی کرے کہ مدعی علیہ نے میرے مال پر جو قبضہ کیا ہے
وہ ناجائز ہے میرا مال مجکو واپس ہونا چاہیے - گواہ شہادت ادا کرین

کہ مدعی علیہ نے اوس مال پر قبضہ کرلیا اور گویہ بیان نکرین کہ قبضہ ناجائز ہے اور مال قابل واپسی ہے یہ شہادت قبول ہوگی اور مدعی علیہ پر مدعی کے مال کے واپس کرنے کا فیصلہ ہوگا۔ کذا فی بحر الرائق۔ اسیطرح اگر دو شخص گواہی دین مدعی علیہ کے اقرار بالقبض پر قبول ہوگی گواہی۔ کذا فی خزانۃ المفتین۔

(۴۶۵) مدعی دعوی کرے کہ مدعی علیہ نے میرے مال مین سے پچاس درہم ناحق لے لیئے اور اسکی گواہ شہادت ادا کرین کہ مدعی علیہ نے بسبب ربو درہم لیئے۔ یہ گواہی قبول ہوگی۔ کذا فی الفصول العمادیہ۔

(۴۶۶) مدعی غصب کا دعوی کرے اور گواہ گواہی دین کہ مدعی علیہ نے بدعوی ربوا قبضہ کیا۔ یہ شہادت قبول نہوگی۔ کذا فی فتاوی عالمگیریہ۔

(۴۶۷) زید دعوی کرے عمرو پر کہ تو نے میرے مال مین سے ایک بوجھ کا ناحق قبضہ کرلیا اور شی مقبوضہ اور اوسکی قیمت بیان کرے اور گواہ شہادت دین کہ مدعی علیہ نے اوس بوجھ کا خالد سے قبضہ کرلیا ہے یہ گواہی قبول ہوگی اور قاضی مدعی علیہ پر جبر کریگا کہ وہ خالد کو حاضر کرے۔ کذا فی فتاوی عالمگیریہ۔

(۴۶۸) دو گواہ گواہی دین کہ بکر نے محمود کا غلام غصب کیا پھر غلام اوسکو واپس کردیا اور وہ مولی کے پاس مرگیا۔ مولی کہے غاصب نے مجکو غلام واپس نہین کیا بلکہ وہ اوسکے پاس مرگیا۔ مدعی علیہ کہے کہ مین نے نہ غلام غصب کیا اور نہ اوسکو واپس کیا۔ اس صورت مین غلام کی قیمت کا تاوان دلایا جائیگا۔ اسی طرح اگر دو شخص گواہی دین کہ زید کا غلام عمرو نے غصب کیا

اور مولی نے غلام کو غاصب کے پاس قتل کیا - مدعی کہے مین نے غلام کو قتل نہین کیا لیکن غاصب نے اوسے غصب کیا اور وہ اوسکے پاس مرگیا - مدعی علیہ کہے کہ نہ مین نے غلام غصب کیا اور نہ مدعی نے غلام کو میرے قبضے مین قتل کیا - اس شکل مین غلام کی قیمت مدعی علیہ سے دلائی جائیگی - کذا فی الظہیریہ وفتاوی قاضی خان

(۴۶۹) مدعی دعوی کرے استہلاک کا اور اوسکے گواہ گواہی دین غلام کے قبضے کی نسبت یہ شہادت قبول ہوگی - کذا فی فتاوی عالمگیری -

(۴۷۰) خالد دعوی کرے کہ مدعی علیہ نے میرے مکان کا اسباب آرائش برباد کردیا اوس سے قیمت دلائی جائے - گواہ گواہی دین کہ مدعی نے شی مدعوہ فروخت کی اور فلان شخص کو سپرد کی - یہ شہادت قبول ہوگی - اور اگر گواہ گواہی دین کہ مدعی نے فروخت کی اور سپرد کرنے کو بیان نکرین - اس شکل مین شہادت نسبت بربادی قبول نہوگی - کذا فی الفصول العمادیہ -

(۴۷۱) مدعی دعوی کرے خالد نے میرا گدہا غصب کرلیا اور گواہ گواہی دین کہ یہ گدہا مدعی کی ملک ہے اور مدعی علیہ کے قبضے مین ناحق ہے - یہ شہادت قبول نہوگی - کذا فی خزانۃ المفتیین -

(۴۷۲) مدعی دعوی کرے کھری چاندی کا اور اوسکا وزن بھی بیان کرے گواہ گواہی دین چاندی اور وزن کی نسبت اور اوسکی صفت نہ بیان کرین یعنے چاندی کا کھرا یا کھوٹا ہونا نہ بیان کرین یہ شہادت قبول ہوگی اور قاضی کھوٹی چاندی کا فیصلہ کریگا - ہکذا فی الخلاصۃ -

(۴۷۳) منتقی کی کتاب دعوی مین لکھا ہے کہ مکان ایک شخص کے قبضے مین ہے

اور دوسرا شخص دعوی کرے کہ مکان مذکورہ کے ہم دونون یعنے مین اور شخص
قابض ازروے وراثت ترکہ پدری کے نصفا نصف مستحق ہین۔ قابض اس سے
انکار کرے اور دعوی کرے کہ کل مکان میرا ہے اور مدعی گواہ پیش کرے جو شہادت
ادا کرین کہ یہ مکان مدعی کے باپ کا تھا وہ مرگیا اوسنے یہ مکان مدعی کے واسطے
خاصۃً متروکہ چھوڑا اور اوسکا دوسرا وارث نہین ہے۔ صاحب منتقی لکھتے ہین اگر
مدعی نے یہ دعوی نہ کیا ہو کہ نصف مکان کسی سبب سے میرے قبضے سے نکل گیا
تو گواہون کی شہادت باطل قرار پائیگی۔ اور اگر مدعی بیان کرے مین نے نصف مکان
فروخت کیا ہزار درہم کو قاضی اس قول کی تصدیق نکریگا اور نہ مدعی کو گواہون کا مکذب
قرار دیگا۔ بلکہ اوسکے حق مین نصف مکان کا فیصلہ بحیثیت متروکہ پدری صادر کریگا
اور اگر مدعی گواہ پیش کرے کہ مین نے نصف مکان مدعی علیہ کے ہاتھ فروخت کیا
ہزار درہم کو یا مین نے صلح کی مدعی علیہ سے کہ نصف مکان اوسے سپرد کردون یہ
شہادت قبول کیجائیگی اور کل مکان کا فیصلہ ازروے وراثت متروکہ پدری اور نصف
مکان کی بیع کا بدست مدعی علیہ فیصلہ کیا جائیگا۔ اور اگر مدعی نے بیع کا دعوی
کیا ہو تو اوسے مدعی علیہ سے ثمن دلایا جائیگا۔ اور اگر مدعی علیہ گواہ قائم کرے
صلح کی نسبت یہ صلح باطل قرار دیکر کل مکان مدعی کو دلایا جائیگا۔ کذا فی المحیط۔
(۴۷) منتقی مین لکھا ہے کہ ایک شخص دعوی کرے اس مکان کا نصف میرا ہے
ازروے متاع کے اور مکان دو شخصون کے قبضے مین ہو جنھون نے اوسکو
تقسیم کیا ہو اور ایک اونمین سے غائب ہو اور حاضر جسکے قبضے مین نصف مکان مقسومہ ہے
مدعی علیہ بنایا جائے اور دو شخص گواہی دین مدعی کی جانب سے کہ وہی مکان

مدعوہ حاضر کے قبضے مین ہے۔ یہ گواہی قبول نہوگی۔ کذا فی الوجیز۔

(۴۷۵) ایک شخص دعوی کرے عین کا جو دوسرے کے قبضے مین ہوا اور اسپر گواہ قائم کرے بعد اسکے مدعی کہے کہ یہ عین میری کبھی نہ تھی۔ شہادت اور فیصلہ جو مدعی کے حق مین صادر ہوا ہے باطل ہو جائیگا۔ کذا فی المحیط۔

(۴۷۶) ایک شخص دعوی کرے اوس غلام کا جو عمرو کے قبضے مین ہوا اور دو گواہ پیش کرے مدعی علیہ کے اس اقرار پر کہ غلام مدعی کی ملک ہے۔ یہ شہادت قبول ہوگی۔ اور اگر دو گواہ گواہی دین مدعیٰ علیہ کے اس اقرار پر کہ مین نے مدعی سے غلام خرید کیا اور مدعی کہے کہ مدعیٰ علیہ نے اسکا اقرار کیا لیکن مین نے مدعیٰ علیہ کے ہاتھ اوسے فروخت نہین کیا اس شکل مین غلام مدعی کو دلایا جائیگا۔ اسیطرح اگر دو شخص گواہی دین کہ مدعی علیہ نے اقرار کیا کہ مین نے غلام غصب کیا یا دو شخص گواہی دین کہ مدعیٰ علیہ نے رہن لینے کا اقرار کیا یہ شہادت قبول ہوگی اور غلام کا بحق مدعی فیصلہ کیا جائیگا۔ کذا فی الخلاصہ۔

(۴۷۷) ایک شخص اوس لونڈی کا دعوی کرے جو دوسرے کے قبضے مین ہو اور بیان کرے کہ یہ لونڈی میری ہے۔ گواہ گواہی دین کہ لونڈی مدعی کی ہے یہ شہادت قبول ہوگی۔ کتب مین یہ مسئلہ مندرج نہین ہے اسکی نسبت مشائخ کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہین قبول ہوگی شہادت اور بعض کے نزدیک قبول نہوگی۔ یہی اصح ہے۔ کذا فی المحیط۔

(۴۷۸) مدعی دعوی کرے لونڈی میری ہے گواہ گواہی دین کہ لونڈی مدعی کی ہے یہ شہادت قبول ہوگی۔ کذا فی فتاوی عالمگیریہ۔

(۴۷۹) ایک شخص اوس مکان کا جو دوسرے کے قبضے مین ہو دعوی کرے اور اوسکے گواہ گواہی دین کہ یہ مکان مدعی سکے قبضے مین تھا۔ یہ گواہی قبول نہوگی اور مکان کا فیصلہ بحق مدعی صادر نہوگا۔ کذا فی خزانتہ المفتیین۔

(۴۸۰) مدعی دعوی کرے کہ یہ مکان میرا ہے گواہ گواہی دین کہ مکان مدعوہ مدعی کا تھا یہ شہادت قبول ہوگی۔ اور اگر ایک شخص دعوی کرے اوس مکان کا جو دوسرے کے قبضے مین ہو اور اسپر گواہ پیش کرے جو گواہی دین کہ یہ مکان مدعی کے قبضے مین تھا گواہی قبول نہوگی اور بحق مدعی کسی شی کا فیصلہ نہوگا ظاہر الروایت مین۔ کذا فی المحیط۔

(۴۸۱) مدعی دعوی کرے مکان کا اور اوسمین سے بیت کو مع حقوق و مرافق مستثنی کرے گواہ گواہی دین مکان کی اور نہ مستثنی کرین حقوق و مرافق اور اوس چیز کو جسے مدعی نے بیان کیا۔ یہ شہادت قبول نہوگی مگر جب شکل مین گواہی دعوے سے موافق ہو جائے۔ یعنے مدعی بیان کرے کہ کل مکان میرا تھا مگر مین نے بیت اور مدخل کو فروخت کیا۔ اس صورت مین گواہی قبول ہوگی۔ کذا فی الوجیز۔

(۴۸۲) گواہ ایک شخص کیجانب سے گواہی ادا کرین۔ اگر مشہود لہ یہ بیان کرے کہ اس مکان کا یہ بیت خالد جو مدعی علیہ نہین ہے اوسکا ہے اور میرا نہین ہے اسکی نسبت گواہون نے جھوٹی گواہی دی اگر مشہود لہ قبل فیصلہ ہونے کے یہ بیان کرے جو اوپر مذکور ہوا اسکے نام فیصلہ نہوگا اور نہ دوسرے شخص کے نام۔ اگر مشہود لہ بعد فیصلہ ہونے کے بیان کرے کہ یہ بیت میرا نہین ہے

بلکہ وہی خالد کا ہے۔ ابو یوسفؒ فرماتے ہین کہ یہ اقرار خالد کے حق مین جایز رکھا جائیگا اور بیت خالد کا قرار دیا جائیگا اور باقی مکان مدعی علیہ کو واپس ہو گا۔ اور مشہود علیہ کو بیت کی قیمت کا تاوان دلایا جائیگا۔ کذا فی فتاوی قاضیخان۔

(۴۸۳) مدعی مکان کا دعوی کرے اور اسپر گواہ پیش کرے۔ قاضی بنار کا تبعا اوسکے حق مین فیصلہ کرے اسکے بعد مدعی اقرار کرے کہ بنار مدعی علیہ کی ہے یا مدعی علیہ گواہون سے ثابت کرے کہ بنار کا مین مالک ہون اس شکل مین بنار مدعی علیہ کی قرار دیجائیگی اور نہ باطل ہوگا فیصلہ نسبت ارض کے۔ اگر گواہون نے شہادت مکان کے ساتھ بنار کی بھی گواہی دی ہو اور قاضی نے اونکی شہادت کی بنار پر فیصلہ کیا ہو اسکے بعد مدعی اقرار کرے کہ بنار مدعی علیہ کی ہے یہ اقرار باطل متصور ہوگا اور اگر مدعی گواہ پیش کرے کہ بنار میری ہے نہ مدعی علیہ کی۔ اس شہادت پر فیصلہ نہوگا۔ کذا فی الاصل۔

(۴۸۴) منتقی مین لکھا ہے کہ مدعی کی جانب سے گواہ مکان کی نسبت گواہی دین اور اسکے بعد اونکا تزکیہ کیا جائے اور مدعی علیہ بیان کرے کہ بنار میری ہے مین نے اوسکو بنایا ہے اور اسپر گواہ پیش کرنا چاہے اور مدعی کے گواہ حاضر بھی ہون۔ قاضی اونسے پوچھیگا کہ بنار کسکی ہے اگر وہ جواب دین کہ بنار مالک مکان کی ہے قاضی اس شکل مین مدعی علیہ کے قول پر التفات نہ کریگا۔ اگر وہ کہین ہم نہین جانتے ہین کہ بنار کسکی ہے مگر ہمنے گواہی دی کہ ارض مدعی کی ہے ۔۔ یہ مقولہ گواہون کا اونکی شہادت مین تکذیب نہین پیدا کرتا ہے اور بحق مدعی علیہ بنار کا فیصلہ کیا جائیگا۔ اگر مدعی علیہ بنار پر گواہ پیش کرے

اس صورت مین بنار کے انہدام کا حکم دیا جائیگا - اور ارض مدعی کو دلائی جائیگی - اگر مدعیٰ علیہ بنار پر گواہ پیش نکرے تو قاضی بحق مدعی ارض کا فیصلہ کریگا اور بنا تبع ہو گی ارض کی - اگر بعد اسکے مدعیٰ علیہ گواہ پیش کرے کہ بنا میری ہے اس شکل مین بنار مدعیٰ علیہ کو دلائی جائیگی کیونکہ قاضی نے مدعی کے گواہون کی شہادت پر بنار کا فیصلہ مدعیٰ علیہ پر صادر نہین کیا ہے - کذا فی فتاویٰ عالمگیری -

(۴۸۵) منتقی مین لکھا ہے کہ گواہ مدعی کی جانب سے گواہی ادا کرین مکان کی اسکے بعد وہ مرجائین یا غائب اور مدعی اسوجہ سے گواہونکو حاضر عدالت نہ کر سکتا ہو اور قاضی کا یہ منشا ہو کہ بنار کا بھی بحق مدعی فیصلہ کرون - کہ مدعیٰ علیہ درخواست کرے مین گواہ پیش کرتا ہون بنار میری ہے اس شکل مین مدعیٰ علیہ کی درخواست قبول نہو گی اور قاضی بنار کا بھی بحق مدعی فیصلہ کریگا - اور اگر مدعی کے گواہ شہادت ادا کرین کہ یہ مکان مدعی کا ہے اور اس سے زیادہ کچھ بیان نکرین اور اسکے بعد وہ مرجائین یا بلدے سے باہر چلے جائین اور عدالت مین حاضر نہو سکین زان بعد ایک شخص دعویٰ کرے کہ بنار اس مکان کی میری ہے - اس دعوے پر دوسرے دو گواہ گواہی دین قاضی بحق اوس مدعی کے زمین کا فیصلہ کریگا جسکے گواہون نے مکان کی گواہی دی تھی اور بنار کا درمیان دونون مدعیون کے نصفا نصف فیصلہ ہو گا - اگر مدعیٰ علیہ گواہ پیش کرے کہ بنار میری ہے قبل فیصلے کے یا بعد فیصلے کے یہ شہادت قبول نہو گی - اور اگر گواہ مدعی کے گواہی دین کہ ارض مدعی کی ہے اور بیان کرین ہم نہین جانتے ہین بنار کسکی ہے ارض کا فیصلہ بحق مدعی ہو گا اور بنار کا فیصلہ مدعی بنار کے حق مین صادر ہو گا -

خاصتہً - کذا فی المحیط -

(۴۸۶) وہ ارض جسمین پھل ور اشجار ہون وہ بمنزلہ مکان متصور ہوتی ہے - اگر گواہ بجز ارض کے نہ بیان کرین کہ پھل اور اشجار مدعی کے ہین اس شکل مین صرف ارض کا بحق مدعی فیصلہ ہوگا اور پھل ور اشجار اوسکے متبع ہونگے - اسیطرح اگر گواہ شہادت ادا کرین کہ یہ انگشتری یا تلوار فلان شخص کی ہے اور یہ نہ بیان کرین کہ نگینہ یا حلیہ بھی اوسی شخص کا ہے قاضی تلوار اور حلیہ اور انگشتری اور نگینے کا مدعی کے نام فیصلہ کریگا اور اگر مدعیٰ علیہ گواہ پیش کرے نگینہ اور حلیہ میرا ہے قاضی اس شہادت کو قبول کر کے نگینے اور حلیے کا بحق مدعی فیصلہ کریگا - کذا فی الفصول العمادیہ

(۴۸۷) لونڈی ایک شخص کے قبضے مین ہو اور دختر اوسکی دوسرے کے قبضے مین ایک شخص گواہ پیش کرے بمقابلہ اوس شخص کے کہ جسکے قبضے مین لونڈی ہو کہ یہ لونڈی میری ہے اور قاضی مدعی کے نام فیصلہ صادر کرے مدعی اس فیصلے کی بنا پر اوسکی دختر نہین لے سکتا ہے - اسیطرح زید کے قبضے مین درخت ہو اور اوسکے پھل بکر کے قبضے مین خالد دعوی کرے اور بمقابلہ زید گواہ پیش کرے قاضی بحق مدعی فیصلہ کرے مدعی بہ سبب فیصلہ ہونے کے صرف درخت لے سکتا ہے نہ پھل اوسکے - ھکذا فی المنتقی کذا فی فتاوی قاضیخان -

(۴۸۸) گواہ بمقابلہ بکر گواہی دین کہ ہندہ لونڈی جو اسکے قبضے مین ہے یہ عمرو کی ہے مدعی کے حق مین لونڈی کا فیصلہ کیا جائے اسکے بعد گواہ غائب یا مرجائین اور مدعیٰ علیہ کے قبضے مین لونڈی کا لڑکا موجود ہو جسکو گواہون نے نہ دیکھا ہو مدعی کو لڑکا بھی دلایا جائیگا - اسیطرح لونڈی سے لڑکا پیدا ہوا اور گواہ مدعی

کی جانب سے لونڈی کی گواہی دین اور لڑکے کی نسبت کچھ بیان نکرین قاضی بحق مدعی لونڈی اور لڑکے کا فیصلہ کریگا اور اگر مدعیٰ علیہ کہے کہ مین گواہ پیش کرتا ہون کہ لڑکا میری ملک ہے مدعیٰ علیہ کی یہ درخواست قبول نہوگی- یعنے اوس سے گواہ نہ لیئے جائینگے- اور لونڈی اور لڑکے کا فیصلہ بحق مدعی صادر ہوگا- اگر بعد فیصلہ کرنے قاضی کے گواہ حاضر ہوکر کہین کہ لڑکا مدعی کی ملک نہین ہے بلکہ وہی مدعیٰ علیہ کی ملک ہے- قاضی لڑکے کا فیصلہ بنام مدعیٰ علیہ نکریگا اور اگر گواہ حاضر ہون اور قاضی قبل فیصلہ کرنے کے لڑکے کی نسبت سوال کرے اور وہ بیان کرین لڑکا مدعیٰ علیہ کا ہے یا کہین ہم نہین جانتے ہین کہ لڑکا کسکا ہے قاضی صرف لونڈی کا فیصلہ بنام مدعی صادر کریگا اور لڑکے کا فیصلہ نکریگا کذا فی الذخیرہ-

(۴۸۹) ایک شخص دعوی کرے اوس مکان کا جو مدعیٰ علیہ کے قبضے مین ہو اور مدعی اپنے دعوے پر گواہ پیش کرے اور اوسکے حق مین فیصلہ ہوا سکے بعد اقرار کرے کہ مکان مدعوہ مدعیٰ علیہ کے غیر کا ہے میرا اوسمین حق نہین ہے اس قول کی مقرلہ تصدیق کرے یا تکذیب قاضی کا فیصلہ باطل نہوگا- کذا فی فتاوی قاضی خان-

(۴۹۰) اگر مدعی کہے کہ یہ مکان میرا نہین ہے بلکہ فلان شخص کا ہے اور اسکی مقرلہ تصدیق کرے مکان مقرلہ کا قرار دیا جائیگا مدعیٰ علیہ مقر سے کسی قسم کا تاوان نہین لے سکتا ہے- کذا فی المحیط-

(۴۹۱) اگر مدعی بعد فیصلہ صادر ہونے کے بیان کرے کہ یہ مکان فلان

شخص کا ہے میرا کبھی نہ تھا۔ پس یا یہ کہ ابتداءً اقرار کرے اور نفی بذریعہ استثناء کرے یا ابتداءً نفی کرے اور اقرار بذریعہ استثنا کرے اور اسکی مقرلہ تصدیق کرے ہر شکل مین فیصلہ قاضی باطل ہو جائیگا اور مکان مدعی علیہ کو واپس کیا جائیگا اور مقرلہ سے کچھ تاوان نہ دلایا جائیگا۔ اگر مقرلہ مقر کی یون تکذیب کرے کہ مکان میرا کسیوقت نہ تھا اور مقر کے اقرار کی تصدیق کرے اور بیان کرے کہ مکان مقر کا تھا مگر وہ مکان کا مجھسے مالک ہوا بوجہ صادر ہونے فیصلہ کے سبب کے اور وہی مکان میرا ہے اس شکل مین مکان مقرلہ کو دلایا جائیگا اور مقر کو مکان کی قیمت کا تاوان مدعی علیہ کو ادا کرنا ہوگا عام اس سے کہ مقر نے ابتداءً مقرلہ کے واسطے اقرار کیا ہو یا نفی۔ کذا ذکر فی الجامع۔ ف یہ اون صورتون مین ہے کہ مستثنی اور مستثنی منہ مین کوئی فاصل نہو ورنہ اقرار صحیح نہوگا۔ ھکذا فی فتاوی قاضی خان۔

(۴۹۲) اگر گواہ گذرنے کے بعد قاضی نے مکان کا فیصلہ بحق مدعی صادر نکیا ہو کہ مدعی بیان کرے کہ یہ مکان فلان شخص کا ہے اسمین میرا حق نہین ہے۔ یا بیان کرے کہ یہ مکان میرا نہین ہے بلکہ وہ فلان شخص کا ہے۔ قاضی بحق مدعی فیصلہ نکریگا مگر یہ کہ مقر شکل مذکورۂ بالا مین یون کہے متصلاً کہ مین نے مکان مدعوہ کو فلان شخص کے ہاتھ فروخت کیا بعد گذرنے گواہون کے یا بیان کرے کہ مین نے مکان فلان شخص کو ہبہ کر دیا اور اوس شخص نے مجھسے مکان کا قبضہ حاصل کر لیا۔ بعد چلے جانے کے مجلس شہادت سے۔ تو قاضی مکان کا فیصلہ مقرلہ کے نام صادر کریگا۔ کذا فی المحیط۔

(۴۹۳) زید دعوی کرے عمرو کی جانب سے کہ یہ مکان عمرو کا ہے۔ مدعی علیہ کہے

میرے قبضے مین مکان نہین ہے۔ مدعی گواہ پیش کرے جو شہادت دین کہ مکان مدعی علیہ کی ملک اور اوسکے قبضے مین ہے۔ قاضی خان لکھتے ہین اسکی نسبت حاکم مدعی سے سوال کریگا اگر مدعی یہ جواب دے جیسے گواہون نے گواہی دی یعنے مکان مدعوہ مدعی علیہ کا مملوکہ اور مقبوضہ ہے یہ جواب اقرار ملک مکان مدعی علیہ سمجھا جائیگا۔ اگر مدعی بیان کرے مین گواہونکی تصدیق کرتا ہون کہ مکان مدعوہ مدعی علیہ کے قبضے مین ہے اور اسکی تصدیق نہین کرتا ہون کہ وہ مدعی علیہ کی ملک ہے مدعی علیہ خصم قرار دیا جائیگا۔ کذا فی فتاوی قاضیخان۔

تیسری فصل

(اسمین بیان ہے کہ مدعی بہ عقد ہو یا مدعی بہ سبب ہو اسباب ملک مین سے)

(۴۹۴) ایک شخص مکان کا دعوی کرے از روے ارث یا خرید کے اور گواہ ملک مطلق کی گواہی دین یہ شہادت قبول نہوگی۔ کذا فی لتبیین والذخیرۃ والمحیط۔ تشریح۔ مشہور یہ ہے کہ دعواے ارث مثل دعواے مطلق متصور ہوگا۔ کذا فی فتح القدیر۔

(۴۹۵) اقضیہ مین لکھا ہے مدعی دعوی کرے ملک کا از روے خرید کے اور گواہ ملک مطلق کی گواہی دین یہ شہادت قبول نہوگی مگر جب دعوے مین بیان کیا جاوے شخص معروف اور وہ کہے کہ ملک میری ہے مین نے فلان بن فلان سے خرید کیا اور شرائط تعرف بیان کرے یا بیان کرے کہ ملک میری ہے مین نے خرید کیا رجل سے یا کہے کہ زید سے خرید کیا اور گواہ ملک مطلق کی نسبت گواہی دین۔ یہ شہادت قبول ہوگی۔ کذا فی الخلاصہ۔

(۴۹۶) اگر مدعی دعوی کرے شخص معروف سے خرید کرنے کا اور اوسکا نسب تا بہ جد بیان کرے اور یہ نہ مذکور کرے کہ مین نے شی مبیعہ پر قبضہ بھی کیا ہے اور گواہ ملک مطلق کی گواہی دین یہ شہادت قبول ہوگی۔ کذا فی الوجیز۔

(۴۹۷) زید اوس مکان کا جو عمرو کے قبضے مین ہو دعوی کرے کہ مین نے یہ مکان غیر قابض سے خرید کیا تھا مدعی اپنے دعوے کی نسبت دو گواہ پیش کرے جو گواہی دین کہ خالد نے یہ مکان مدعی کو ہبہ کیا اور راوسنے اوسپر قبضہ پایا اور خالد اوس مکان کا مالک تھا یہ شہادت قبول نہوگی تا وقتیکہ دعوے سے موافق نہو۔ اور اگر مدعی کہے کہ مکان مدعوہ مین نے خالد سے خرید کیا تھا پھر مین نے اوسی کے ہاتھ فروخت کرڈالا بعد اسکے خالد نے مکان مجھے ہبہ کردیا اور اسکی نسبت گواہ پیش کرے۔ انکی گواہی قبول ہوگی۔ کذا فی فتاوی قاضی خان۔

(۴۹۸) حامد اوس مکان کا جو محمود کے قبضے مین ہو دعوی کرے کہ محمود نے مجھے وہ مکان ہبہ کردیا اور نہ کہے (لم یتصدق بھا علیہ) اسکے بعد مدعی صدقے کی نسبت گواہ پیش کرے اور بیان کرے کہ محمود نے وہ مکان مجھے کبھی ہبہ نہین کیا تھا اس شکل مین بیان مدعی سے گواہون کی تکذیب ثابت ہوتی ہے اور اوسکا کلام متناقض تصور ہوگا۔ اسکا دعوی سماعت نہوگا اور نہ اسکی شہادت پیش کردہ قبول ہوگی۔ اور اگر مدعی مکان کا دعوے ازروے ہبہ کرے اور نہ کہے (لم یتصدق بھا علیّ قط) اسکے بعد گواہ پیش کرے صدقے پر اور کہے مین نے جب ہبہ سے انکار کیا اور مدعی علیہ سے

کہا کہ تو مجھے مکان صدقہ دے اوسنے مکان مجھے صدقہ دیا۔ اس صورت
مین شہادت مذکورہ جائز متصور ہوگی۔ کذا فی المبسوط۔

(۴۹۹) مدعی امانت کا دعوی کرے اور گواہ گواہی دین امانت دار کے
اقرار امانت پر۔ یہ شہادت مثل غضب قبول ہوگی۔ اسیطرح عاریت کا بھی حکم
ہے۔ کذا فی الفصول العمادیہ۔

(۵۰۰) اگر مدعی دعوی کرے کہ مین نے شی مبیعہ سال بھر ہوا خرید کی اور
گواہ گواہی دین خریدنے کی اور تاریخ بیان نکرین قبول ہوگی یہ گواہی اور
اسکے خلاف یہ شکل ہے کہ مدعی شرای مطلق کا دعوی کرے اور گواہ تاریخ خرید کرنے
کی بیان نہ کرین اس صورت مین گواہی قبول نہوگی۔ اگر مدعی تاریخ خرید دو مہینے
بیان کرے اور گواہ گواہی دین کہ ایک مہینا ہوا مدعی نے شی مبیعہ خرید کی۔ یہ گواہی
قبول ہوگی اور اسکے عکس پر قبول نہوگی۔ کذا فی الخلاصۃ والوجیز۔

(۵۰۱) غلام عمرو کے قبضے مین ہو زید دعوی کرے کہ جس شخص کے قبضے مین
غلام ہے اوسنے مجھے ایک سال ہوا غلام صدقہ دیا اور مین نے اوسپر قبضہ کیا
شخص قابض اسکا انکار کرے مدعی گواہ پیش کرے جو گواہی دین کہ مدعی نے
شخص قابض سے دو سال ہوئے غلام خرید کیا۔ یہ گواہی قبول نہوگی مگر اس
صورت مین کہ شہادت دعوے سے موافق ہو جائے شکل اوسکی یہ ہے
کہ مدعی کہے کہ مین نے غلام عمرو سے خرید کیا زان بعد مین نے اوسے عمرو کے
ہاتھ فروخت کیا اسکے بعد عمرو نے غلام مجھے صدقہ دیا سال بھر کا زمانہ ہوا یہ
گواہی قبول ہوگی۔ اور اگر گواہ مدعی کے ہاتھ فروخت ہونے کی گواہی دین۔

اسکے بعد صدقے کی شہادت ادا کرین قاضی اس شہادت پر فیصلہ کریگا اور اگر مدعی پہلے دعویٰ کرے کہ مین نے شے مبیعہ شخص قابض سے ایک سال کا زمانہ ہوا خریدی اور گواہ گواہی دین کہ دو سال کی مدت ہوئی کہ شے متنازعہ مدعی کو صدقہ دی گئی۔ مدعی کو بھی اسی کا دعویٰ ہو۔ یہ شہادت قبول نہوگی مگر جس شکل مین دعویٰ شہادت سے موافق ہو جائے۔ شکل اسکی یہ ہے کہ مدعی کہے کہ دو سال ہوئے عمرو نے مجھے غلام صدقہ دیا اور مین اوسے اپنے قبضے مین لایا پھر سال بھر ہوا کہ مین نے اوسے عمرو کے ہاتھ فروخت کیا ازان بعد مین نے غلام کو عمرو سے خرید کیا اور گواہ اسکی نسبت گواہی دین یہ شہادت قبول ہوگی۔ کذا فی فتاویٰ عالمگیری۔

(۵۰۲) اگر مدعی دعویٰ کرے صدقے کا اور اسکی مدت ایک سال بیان کرے گواہ گواہی دین کہ مدعی نے غلام کو ایک مہینا ہوا خرید کیا یہ گواہی قبول نہوگی لیکن جب موافق ہو جائے دعوے سے۔ شکل اوسکی یہ ہے مدعی بیان کرے کہ عمرو نے مجھے غلام صدقہ دیا سال بھر ہوا اور مین نے اوس غلام پر قبضہ کیا اور غلام عمرو کے پاس کسی وجہ سے پہونچگیا۔ عمرو غلام کے صدقہ دینے سے منکر ہو ازان بعد مین نے عمرو سے غلام خرید کیا ایک مہینے کا زمانہ ہوا اور اس بیان پر گواہ پیش کرے یہ شہادت قبول ہوگی۔ کذا فی فتاویٰ قاضیخان۔

(۵۰۳) مدعی دعویٰ کرے مین نے مدعیٰ علیہ سے سال بھر ہوا یہ چیز خرید کی۔ اور گواہ گواہی دین ایک مہینا ہوا مدعیٰ علیہ نے شے مدعوہ مدعی کو صدقہ دی یہ قبول ہوگی یہ شہادت مگر جس صورت مین دعوے سے موافق ہو جائے۔ کذا

فی الذخیرہ —

(۵۰۴) مدعی اپنے باپ کی میراث پانے کا دعویٰ کرے اور مدت ایک سال کی بیان کرے گواہ گواہی دین مدعی نے عدالت سے باہر جانے کے بعد شئ مدعوہ خرید کی اس شکل مین گواہی قبول نہوگی۔ لیکن دعوے سے موافق ہوجانے کی صورت مین قبول ہوگی وہ یہ ہے کہ مدعی بیان کرے مین میراث سے انکار کرتا ہون اور شئ مدعوہ مین نے مدعیٰ علیہ سے خرید کی ہے اور اگر مدعی بار دگر گواہ پیش کرے تو وہ نہ لیئے جاوینگے۔ کذا فی فتاویٰ عالمگیریہ۔

(۵۰۵) مدعی لونڈی کا دعویٰ کرے جو خالد کے قبضے مین ہو اور بیان کرے مین نے خرید کیا تھا اس لونڈی کو مدعیٰ علیہ سے بعوض محمود غلام کے ایک مہینا ہوا بائع اسکا انکار کرے اور مدعی گواہ پیش کرے جو شہادت ادا کرین کہ مدعی نے لونڈی خرید کی مدعیٰ علیہ سے ہزار درہم کو بعد دعویٰ کرنے کے اس صورت مین یہ گواہی قبول نہوگی مگر یہ مدعی گویا ہو کہ مین نے لونڈی خرید کی بعوض غلام کے مہینا بھر ہوا اور بعد اسکے مین نے اوسے بائع کو واپس کر دیا۔ زان بعد مین نے اوسی لونڈی کو بعوض ہزار درہم مول لیا یہ شہادت قبول ہوگی اور اگر مدعی پیشتر دعویٰ کرے کہ مین نے مدعی علیہ سے لونڈی خرید کی بعوض غلام کے مہینا بھر ہوا بعد ازان یہ گواہ پیش کرے جو شہادت دین کہ مدعی نے لونڈی مدعیٰ علیہ سے ایک سال کا زمانہ گذرا خرید کی یا زائد اس سے۔ یہ شہادت قبول نہوگی مگر درصورت موافق ہو جانے کے دعوے سے شکل اوسکی یہ ہے کہ مدعی بیان کرے مین نے لونڈی خرید کی مدعیٰ علیہ

ایک سال کا زمانہ نہ ہوا جیسا گواہون نے گواہی دی من بعد مین نے لونڈی مدعی علیہ کے ہاتھ فروخت کی پھر مین نے مدعی علیہ سے لونڈی خرید کی ایک مہینا ہوا۔ اس شکل مین گواہی قبول ہوگی اور قاضی بحق مدعی لونڈی کا فیصلہ کریگا۔ کذا فے فتاوی قاضیخان۔

(۵۰۶) ایک شخص کے قبضے مین غلام ہوا اور دوسرا شخص دعوی کرے کہ مین نے یہ غلام شخص قابض سے خرید کیا اور شخص قابض اسکا انکار کرے مدعی دو گواہ پیش کرے جو گواہی دین کہ بائع نے غلام مشتری کے ہاتھ فروخت کیا اور ہم نہین جانتے ہین غلام بائع کا تھا یا نہین۔ ان دونون کی شہادت جائز ہے۔ اور اگر مدعی کے دو گواہ بیان کرین قاضی کے روبرو غلام ہمارا ہے جسکو مدعی علیہ نے مدعی کے ہاتھ فروخت کیا۔ قاضی ان دونون کی شہادت پر بحق مدعی فیصلہ کرے گا۔ کذا فی الظھیریہ۔

(۵۰۷) زید دعوی کرے مکان خرید کرنے کا عمرو سے اور گواہ مدعی کی جانب سے گواہی دین کہ مدعی نے عمرو کی ملک خرید کی اوسکے وکیل سے یا گواہی دین کہ فلان شخص نے اس مکان کو فروخت کیا اور اس بیع کو عمرو مدعی علیہ نے جائز رکھا۔ یہ گواہی قبول نہوگی۔ کذا فی خزانۃ المفتیین۔

(۵۰۸) خالد دعوی کرے ہندہ پر کہ یہ میری زوجہ ہے اور مین نے اسکے ساتھ نکاح بمقابلہ ہزار درہم کے کیا ہے۔ اور دو شخص گواہی دین ہندہ مدعی کی منکوحہ ہے۔ اور یہ نہ بیان کرین کہ مدعی نے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا ہے یہ گواہی قبول ہوگی اور مہر مثل کا فیصلہ کیا جائیگا۔ اگر مہر مثل بقدر مہر مسمی ہو

یا اوس سے کم اور بصورت زیادتی مہرمثل کے زیادتی ہی کا فیصلہ ہوگا۔ کذا فی لوجیز
(۵۰۹) ایک شخص دعوی کرے عورت کے مقابلے مین کہ اسنے اپنا نکاح میرے ساتھ پچاس دینار پر کیا اور گواہ گواہی دین نکاح ہونے پر اور نہ مذکور کرین مہر قبول ہوگی یہ گواہی۔ کذا فی لخلاصہ۔
(۵۱۰) زید کہے یہ عورت میری ہے یا کہے یہ عورت میری منکوحہ ہے اور گواہ گواہی دین کہ مدعی نے اس عورت سے نکاح کیا تھا اور حال نہ بیان کرین مثلاً گواہ نہ کہین عورت مدعی کی منکوحہ ہے۔ یہ شہادت قبول ہوگی۔ کذا فی خزانۃ المفتیین۔
(۵۱۱) خزانہ مین لکھا ہے کہ دو گواہ بیان کرین مدعی نے نکاح کیا زینب کے ساتھ لیکن ہم زینب کو نہین پہچانتے ہین۔ اس شکل مین مدعی کو حکم دیا جائیگا کہ وہ گواہ اس مضمون کے پیش کرے کہ زینب یہی عورت ہے۔ کذا فی فتاوی عالمگیرے۔
(۵۱۲) دو شخص گواہی دین کہ ہندہ نے اپنا نکاح کیا مدعی کے ساتھ اور ہم نہین جانتے ہین کہ ہندہ مدعی کی عورت ہے یا نہین۔ یا گواہی دین عمرو نے خالد کے ہاتھ یہ عین فروخت کی اور ہم نہین جانتے ہین کہ عین اب اسکی ملک ہے یا نہین۔ فی الفور نکاح اور ملک کا فیصلہ کیا جائیگا۔ کذا فی لوجیز۔
(۵۱۳) ایک شخص دعوی کرے کہ میرے مولی نے مجھے آزاد کیا اور گواہ گواہی دین کہ مدعی حر ہے یہ شہادت قبول نہوگی۔ اور کہا گیا قبول ہوگی۔ کذا فی فتاوی عالمگیرے۔

(۵۱۴) لونڈی دعویٰ کرے کہ فلان شخص نے مجھے آزاد کیا۔ اور گواہ گواہی دین کہ مدعیہ حرہ ہے یہ گواہی قبول ہوگی۔ کذا فی فتاوی عالمگیریہ۔

(۵۱۵) اگر غلام دعوی کرے کہ مین کسیکا غلام نہ تھا اور نہ ہون اور گواہ غلام کی جانب سے گواہی دین کہ اسکو فلان شخص نے آزاد کیا۔ بعض کے نزدیک شہادت مذکور قبول ہوگی اور بعض کے نزدیک نامقبول۔ کذا فی الفصول العمادیہ

دسوان باب

(اسمین گواہون کے اختلاف کا بیان ہی)

(۵۱۶) دو گواہون کا لفظاً اور معناً متفق ہونا نزدیک ابی حنیفہؒ کے معتبر ہے صاحبین فرماتے ہین معنی مین اتفاق معتبر ہے نہ غیر مین اتفاق فی اللفظ سے مطابق ہونا دو لفظون کا افادہ معنے پر بطریق وضع ہے نہ بطریق تضمین۔ کذا فی التبیین۔

(۵۱۷) مدعی دعویٰ کرے غصب کا ایک شخص گواہی دے غصب پر دوسرا اقرار بالغصب پر یہ گواہی قبول نہوگی۔ کذا فی فتاوی عالمگیریہ۔

(۵۱۸) مدعی امانت کا دعویٰ کرے ایک شخص گواہی دے امانت کی نسبت دوسرا اقرار امانت پر یہ شہادت لائق قبول نہین حسب قیاس مسئلہ غصب اور مطابق قیاس مسئلہ قرض لائق قبول ہے۔ کذا فی الفصول العمادیہ

(۵۱۹) ایک شخص ہبہ کی نسبت گواہی دے دوسرا عطیہ کی نسبت یہ شہادت قبول ہوگی۔ کذا فی فتاوی عالمگیریہ۔

(۵۲۰) ایک شخص گواہی دے نکاح پر دوسرا تزویج پر یہان دونو کی شہادت

قبول ہوگی۔ کذا فی المحیط۔

(۵۲۱) ایک شخص گواہی دے کہ شوہر نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو مجھ سے بے علاقہ ہے دوسرا گواہی دے کہ شوہر نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو بریہ ہے یہ گواہی قبول نہوگی نزدیک کل کے۔ اسیطرح اگر ایک گواہ گواہی دے کہ شوہر نے طلاق دی اپنی زوجہ کو اس شرط پر کہ اگر تو مکان مین داخل ہو اور عورت مکان مین داخل ہوئی۔ دوسرا گواہی دے کہ شوہر نے طلاق دی اپنی زوجہ کو باین شرط اگر تو فلان شخص سے کلام کرے اور زوجہ نے اوسی شخص سے کلام کیا۔ یہ گواہی کل کے نزدیک نامقبول ہے۔ اسیطرح اگر ایک گواہ گواہی دے کہ شوہر نے اپنی زوجہ کو تین طلاق دیئے اور دوسرا گواہی دے کہ شوہر نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو حرام ہے اور اس سے طلاق کی نیت تھی یہ گواہی نزدیک کل کے قبول نہوگی۔ کذا فی فتاوی قاضیخان۔

(۵۲۲) ایک شخص ہزار درہم کی گواہی دے دوسرا دو ہزار کی یہ شہادت کسی تعداد پر قبول نہوگی نزدیک امام ابی حنیفہؒ کے اور بقول صاحبین ہزار درہم کی نسبت قبول ہوگی اگر مدعی نے دو ہزار درہم کا دعوی کیا ہو۔ اسیطرح ایک گواہ سو درہم کی دوسرا دو سو درہم کی شہادت ادا کرے۔ یہ شہادت نزدیک امام اعظمؒ کے قبول نہوگی اور صاحبینؒ کے نزدیک سو درہم پر قبول ہوگی۔ کذا فی فتاوی عالمگیریہ۔

(۵۲۳) ایک گواہ ایک طلاق کی گواہی دے دوسرا دو طلاق کی یا ایک گواہ تین طلاق کی دوسرا ایک طلاق کی گواہی دے۔ نزدیک امام اعظمؒ کے یہ

شہادت نہ قبول ہوگی اور صاحبین کے نزدیک اقل پر قبول ہوگی اگر مدعی نے اکثر کا دعوی کیا ہو۔ صحیح قول ابی حنیفہ کا ہے۔ کذا فی المضمرات۔

(۵۲۴) اگر مدعی پندرہ درہم کا دعوی کرے ایک گواہ پندرہ درہم کی گواہی دے دوسرا دس درہم کی نزدیک امام اعظمؒ کے کسی تعداد پر فیصلہ نہوگا۔ کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔

(۵۲۵) دو گواہون مین سے ایک ہزار درہم پر دوسرا ہزار اور پانسو کی گواہی دے مدعی نے ہزار اور پانسو کا دعوی کیا ہو۔ یہ گواہی نسبت ہزار کے قبول ہوگی۔ یہی حکم مسئلۂ طلاق کا بھی ہے۔ اور اگر مدعی کہے کہ نہین تھے مگر ہزار ایسی شہادت اوس شخص کی جسنے گواہی دی ہے ہزار اور پانسو پر باطل ہوجائیگی۔ اسیطرح جس شکل مین مدعی ساکت ہو اور دعوی ہزار درہم کا کیا گیا ہو اور شہادت دعوے سے موافق ہوجانے کی شکل مین قبول ہوگی مثلاً مدعی بیان کرے کہ اصل حق میرا ہزار اور پانسو درہم تھے جسکی گواہی دی گواہون نے لیکن مین نے پانچسو وصول پائے یا مدعی علیہ کو پانچسو سے بری کردیا اور گواہون کو اسکا علم نہین ہے۔ ہکذا فی الکافی۔

(۵۲۶) اگر ایک شخص گواہی دے بیس درہم پر اور دوسرا پانچ اور بیس درہم پر قبول ہوگی بیس۲۰ درہم پر بالاجماع۔ یہ حکم اوس شکل مین ہے اگر مدعی پانچ اور بیس کا دعوی کرے۔ اور اگر مدعی نے بیس۲۰ درہم کا دعوی کیا ہو تو گواہان مذکورین کی گواہی بالاجماع قبول نہوگی۔ لیکن دعوے سے موافق ہوجانے کی شکل مین قبول ہوگی۔ مسئلہ ہذا کے حکم پر مسئلہ ہزار اور دو ہزار کا بھی حکم قیاس کیا گیا ہے

یعنے مدعی بیان کرے کہ مجھے مدعیٰ علیہ سے دو ہزار درہم لینا تھے لیکن مین نے ہزار درہم سے مدعیٰ علیہ کو بری کر دیا۔ یہ شہادت قبول ہوگی۔ کذا فی الخلاصہ۔

(۵۲۷) محیط مین ہے دو شخص ہزار درہم کی مدعی کی جانب سے گواہی دین مدعیٰ علیہ کے مقابلے مین ایک اونمین سے کہے کہ وہی ہزار کھوٹے ہین دوسرا بیان کرے کہ ہزار کھرے تھے اور کھرے کا نرخ بہ نسبت کھوٹے کے زیادہ ہو۔ اگر مدعی نے کھوٹے کا دعویٰ کیا ہو تو اونکی گواہی قبول نہوگی مگر یہ کہ دعوے سے موافق ہوجائے یعنے مدعی بیان کرے کہ مشہود بہ اوسی قسم کی ہے جسکی گواہون نے گواہی دی ہے مگر مین نے مدعیٰ علیہ کو صفت کھرے سے بری کر دیا۔ عام اس سے کہ گواہون کو بری کرنے کا علم ہویا نہو یہ گواہی کھوٹے کی نسبت قبول ہوگی۔ گو مدعی نے کھرے کا دعویٰ کیا ہو۔ کیونکہ دونون گواہ متفق ہین اقل پر لفظاً اور معناً۔ اسیطرح یہ حکم ہے جمیع مواضع مین بشرطیکہ جنس واحد ہو اگر دونون گواہ متفق ہون قدر یا وصف کی نسبت ورا ختلاف ہو اوس چیز مین جو اوسپر زیادہ ہو انکی گواہی اوسی امر کی نسبت قبول ہوگی جسمین متفق ہین۔ اگر مدعی نے گواہون کی شہادت ادا شدہ سے افضل یا کمتر کا دعویٰ کیا ہو تو اون دونون کی گواہی قبول نہوگی۔ اور اگر دونون جنس کی نسبت مختلف ہون تو بھی اونکی گواہی قبول نہوگی گو اختلاف کسی قسم کا ہو مثلاً اونمین سے ایک گواہی دے کرۂ حنطہ کی۔ دوسرا کرۂ شعیر کی۔ کذا فی الذخیرہ۔

(۵۲۸) اگر دو شخص گواہی دین ہزار درہم کی نسبت اور اون دونون مین سے ایک گواہ بیان کرے کہ مدعیٰ علیہ نے مدعی کو پانچسو ادا کر دیئے گواہی ہزار درہم کی نسبت قبول ہوگی گواہ کے اس قول پر کہ مدعیٰ علیہ نے پانچسو ادا کر دیئے کچھ

التفات نہ کیا جائیگا مگر جب کہ اسکے ساتھ دوسرا گواہ بھی ادائی کی گواہی ادا کرے۔ مؤلف لکھتا ہے جس گواہ کو ادائی اور اوسکی نسبت اقرار مدعی کی کیفیت معلوم ہو اوسپر واجب ہے کہ ہزار کی شہادت ادا نہ کرے تا یہ ظلم کا معین ومددگار قرار نہ پائے اور شکل مذکورۂ بالا مین قاضی مدعی کو پانچ سو درہم قرضے مین سے مجرا دلاکر صرف پانچسو درہم کا فیصلہ کریگا۔ کذا فی التبیین۔

(۵۲۹) ایک شخص بمقابلہ دوسرے شخص کے قرضۂ ہزار درہم کا دعویٰ کرے اور دو گواہ گواہی دین ایک اونمین سے قرض پر دوسرا قرض اور ادا پر ان دونون کی شہادت پر قرضے کا فیصلہ کیا جائیگا اور ادائی کی نسبت فیصلہ صادر نہوگا ظاہر الروایت مین ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ اون دونون کی شہادت پر قرض کا بھی فیصلہ نہوگا۔ صحیح جواب ظاہر الروایت کا ہے۔ کذا فی البدائع۔

(۵۳۰) مدیون ایفا کا دعویٰ کرے ایک گواہ اقرار وصول پانے پر دوسرا ابرا کی نسبت گواہی دے یہ شہادت قبول نہوگی۔ اگر وہ گواہ جسنے برارت کی شہادت ادا کی ہے بیان کرے کہ صاحب حق نے یہ اقرار کیا کہ مین نے مدیون کو مال سے بری کر دیا اس شکل مین گواہان مذکورین کی گواہی قبول ہوگی۔ کذا فی المحیط۔

(۵۳۱) زید عمرو کے ہزار درہم کا قرضدار ہوا اور دعویٰ کرے کہ مین نے عمرو کا قرضہ ادا کر دیا اسپر دو گواہ پیش کرے ایک گواہی دے کہ مدعی علیہ نے ہزار درہم ادا کر دیئے دوسرا گواہی دے کہ میرے روبرو قرضخواہ نے اقرار کیا کہ مین نے ہزار درہم وصول پائے اگر مدعی علیہ وصول پونہچانے کا دعویٰ کرے اور ایک گواہ مدعی کے وصول پانے کے اقرار پر شہادت ادا کرے دوسرا ابہہ

یا تحلیل یا صدقے پر یہ شہادت قبول نہوگی۔ کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔

(۵۳۲) مدعیٰ علیہ برارت کا دعویٰ کرے ایک گواہ برارت کی گواہی دے دوسرا گواہی دے ذی حق نے اپنا حق مدعیٰ علیہ کو ہبہ یا تصدق یا بحل کر دیا۔ یہ شہادت گواہون کی قبول ہوگی۔ کذا فی المحیط۔

(۵۳۳) مدعیٰ علیہ برارت کا دعویٰ کرے ایک گواہ برارت کی دوسرا ہبہ کی گواہی دے یہ گواہی قبول نہوگی اگر مدعیٰ علیہ ہبہ کا دعویٰ کرے ایک گواہ ہبہ کی نسبت دوسرا صدقے کی بابت گواہی دے یہ گواہی بھی قبول نہوگی۔ اگر ایک گواہ شہادت ادا کرے برارت کی دوسرا تحلی یا عطیہ یا تحلیل یا احلال کی۔ یہ گواہی قبول ہوگی کذا فی المحیط۔

(۵۳۴) مدعیٰ علیہ ایفا کا دعوی کرے دو گواہون مین سے ایک شہادت ادا کرے کہ صاحب مال نے مدعیٰ علیہ کو فلان بلدے مین ابرا کر دیا۔ دوسرا گواہی دے کہ صاحب مال نے مدعیٰ علیہ کو ابرا کیا دوسرے بلدے مین گواہی اون دونون کی جائز ہے۔ اور اگر کفیل ہبہ کا دعوی کرے اور دو گواہون مین سے ایک ہبہ پر دوسرا برارت کی نسبت گواہی دے ان دونون کی گواہی جائز ہے کذا فی فتاویٰ قاضیخان۔

(۵۳۵) رشید الدین نے چوتھے باب مین لکھا ہے زوجہ مہر کا دعوی کرے بعد واقع ہو جانے طلاق کے اور شوہر دعویٰ کرے کہ زوجہ نے اپنا مہر ہبہ کر دیا۔ ایک گواہ ہبہ کی دوسرا ابرا کی گواہی دے۔ یہ گواہی قبول ہوگی۔ شرح جامع الصغیر مین لکھا ہے کہ یہ حکم اوس شکل مین ہے اگر زوجہ نے عقد کا دعوے

کیا ہوا اور اگر شہادت دعوی عقد کی نسبت ادا کی گئی ہو تو اسکا حکم مانند ان آٹھ مسائل مفصلۂ ذیل کے متصور ہوگا - بیع - اجارہ - کتابت - رہن آزادی بعوض مال - خلع - صلح قتل عمد مین - نکاح - کذا فی الخلاصہ -

(۵۲۶) ایک شخص زید کی جانب سے شہادت ادا کرے کہ اسنے غلام خرید کیا بمقابلہ ہزار درم کے دوسرا گواہی دے کہ زید نے غلام ہزار اور پانسو کو خرید کیا یہ شہادت باطل قرار پائیگی اسی طرح اگر مدعی بائع ہو اور کچھہ فرق نہین ہے کہ مدعی دعوی کرے کم یا زائد کا - اسی طرح کتابت کا بھی حکم ہے جس شکل مین غلام مدعی ہو تو ظاہر ہے یون ہی اگر مدعی مولی ہو کیونکہ آزادی نہین ثابت ہوتی ہے تاوقتیکہ زر کتابت ادا نہو - کذا فی الھدایہ -

(۵۲۷) اگر شفیع شفعہ طلب کرے اور گواہ پیش کرے ایک گواہی دے کہ مشتری نے ہزار درہم کو خرید کیا دوسرا گواہی دے کہ مشتری نے دو ہزار درہم کو خرید کیا اور مشتری بیان کرے کہ مین نے تین ہزار درہم کو خرید کیا - یہ گواہی قبول نہوگی - اسیطرح ایک شخص بمقابلہ ہزار درہم خرید کرنے کی گواہی دے دوسرا سو دینار کی نسبت یہ شہادت قبول نہوگی - اور یون ہی اگر ان گواہون مین سے ایک گواہی دے کہ مشتری نے خالد سے خرید کیا - دوسرا گواہی دے کہ مشتری نے زید سے خرید کیا - یہ گواہی بھی قبول نہوگی - کذا فی المحیط -

(۵۲۸) اجارہ کا دعوی بصورت پیش ہونے ابتداے مدت کے حکم بیع مین داخل ہوگا عام اس سے کہ مدعی مستاجر ہو یا آجر - اگر اجارے کا دعوی مدت گذرنے کے بعد پیش کیا جائے اور عام اس سے کہ نفع حاصل کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو

اور شی موجر کو حوالے کر دی گئی ہو۔ اسکی دو شکلین ہین اوّل یہ کہ موجر مدعی ہو۔ ثانی یہ کہ موجر مدعی نہو۔ شکل اول مین مال کا دعویٰ کیا جائیگا ثانی مین عقد کا یا مدعی مرتہن ہو ہر صورت مین گواہی قبول نہوگی اور بصورت مدعی ہونے مرتہن کے دعوی دین متصور ہوگا۔ کذا فی الکافی۔

(۵۳۹) اگر دعویٰ خلع کا ہو یا طلاق مال کے عوض مین ہوئی ہو یا عتق مال کے بدلے ظہور مین آیا ہو یا قتل عمد کی صلح بعوض مال ہوئی ہو عام اس سے کہ مدعی شوہر ہو یا مولے یا ولی قصاص یہ ہر ایک دعواے مال کہلائیگا۔ اور اگر مدعی غلام ہو یا زوجہ یا قاتل ہر ایک شکل دعواے عقد مین شامل ہو جائیگی۔ انمین گواہی بالاجماع قبول نہوگی۔ کذا فی سراج الوہاج۔

(۵۴۰) نسبت نکاح کے دعویٰ کمی پر صحیح ہوتا ہے نزدیک امام ابی حنیفہؒ کے عام اس سے کہ زوجہ کی جانب سے دعویٰ ہو یا نہو ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہین کہ شہادت باطل ہوجائیگی اور بحق مدعی فیصلہ نہوگا۔ کہا گیا اگر زوجہ مدعیہ ہو تو اسکا حکم اسکے خلاف ہے اور اگر شوہر مدعی ہو تو گواہی بالاجماع قبول نہوگی۔ اول وہی اصح ہے عام اس سے کہ دعویٰ زیادتی کا ہو یا کمی کا۔ ھکذا فی التبیین والھدایۃ والکافی۔

(۵۴۱) زید دعویٰ کرے کہ مین نے غلام عمرو سے اُجرت کو لیا۔ عمرو اس دعوے سے انکار کرے زید دو گواہ پیش کرے ایک گواہی دے کہ زید نے غلام عمرو سے بقرارداد پانچ درہم اُجرت کو لیا مدعی زر اجرت چار یا پانچ درہم بتاتا ہے اور دوسرا گواہی دے کہ زید نے غلام عمرو سے بمقابلہ چھہ درہم اُجرت کو لیا

یہ شہادت باطل ہے۔ اگر مستاجر دعویٰ کرے کہ مین نے بغداد جانے کے لیئے
چارپایہ بدین غرض دس درہم کو کرائے سے لیا کہ اوسپر سوار ہون یا اسباب بار کرون
دعوی مذکور پر دو گواہ پیش کرے ایک گواہی دے کہ مدعی نے مدعیٰ علیہ سے
چارپایہ دس درہم کو کرائے سے لیا تھا تا اوسپر سوار ہو دوسرا گواہی دے کہ مدعی
نے چارپایہ مدعیٰ علیہ سے بدین غرض بکرایہ دس درہم کو لیا کہ آپ اوسپر سوار ہو
اور نیز اپنا اسباب مشہورہ اوسپر بار کرے یہ شہادت باطل قرار پائیگی۔ اور اگر ایک
شخص گواہی دے کہ مدعی نے مدعیٰ علیہ سے چارپایہ اجرت معینہ پر بغداد جانے
کے لیئے کرائے کو لیا دوسرا گواہی دے کہ مدعی نے چارپایہ مدعیٰ علیہ سے دس
درہم پر کرائے کو لیا تا اوسپر بوجہ معروفہ بار کر کے بغداد جائے یہ گواہی قبول نہوگی
عام اس سے کہ مستاجر نے دعویٰ کیا ہو یا چارپائے کے مالک نے۔ اور اسیطرح
اگر اون دونون گواہون مین سے ایک شہادت ادا کرے کہ مدعی نے مدعیٰ علیہ
سے چارپایہ خود سوار ہونے کے لیئے کرائے کو لیا۔ دوسرا گواہی دے کہ مدعی
نے مدعیٰ علیہ سے چارپایہ اپنا اسباب بار کرنے کے لیئے کرائے کو لیا۔ کذا
فی المحیط۔

(۵۴۲) ایک شخص دعویٰ کرے کہ مین نے رنگریز کو کپڑا دیا۔ رنگریز اسکا انکار
کرے۔ منجملہ دو گواہون کے ایک گواہی دے کہ مدعی نے رنگریز کو کپڑا اسرخ رنگنے
کے لیئے حوالے کیا دوسرا گواہی دے کہ مدعی نے رنگریز کو کپڑا اسرخ یا زرد رنگنے
کے واسطے حوالے کیا۔ یہ شہادت قبول نہوگی۔ یہی حکم ہے جس شکل مین رنگریز
مدعی ہو اور مالک کپڑے کا انکار کرے۔ کذا فی الفصول العمادیہ۔

(۵۴۳) اگر دو شخصون مین سے ایک گواہی دے کہ مشتری نے شی مبیعہ عیب دار خرید کی دوسرا بائع کے اقرار عیب پر گواہی ادا کرے نہ قبول ہوگی۔ کذا فی الخلاصہ

(۵۴۴) دو شخص بمقابلہ زید گواہی دین کہ یہ عمرو بن خالد کی جانب سے ہزار درہم کا کفیل ہوا اور منجملہ اونکے ایک بیان کرے کہ مدت کفالت کی ایک مہینا تھی۔ دوسرا کہے کہ مدت کفالت فی الفور تھی۔ مدعی نے مدت گذر جانے کا دعوی کیا اور کفیل کفالت اور اوسکی مدت گذر جانے سے انکار کرے یا کفیل صرف کفالت کا اقرار کرے اور اوسکی مدت کی نسبت دعوی کرے پس کفیل کو دونون صورتون مین فی الفور مال کا ادا کرنا واجب ہے۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۵۴۵) مدعی ایک گواہ پیش کرے کہ فلان نے فلان کی جانب سے ہزار درہم کا حوالہ لیا دوسرا گواہی دے کہ فلان شخص نے سو دینار کا فلان کی جانب سے حوالہ لیا یہ شہادت قبول نہوگی۔ اور اگر اون دونون مین سے ایک ہزار درہم کی گواہی دے دوسرا ہزار درہم اور سو دینار کی یہ شہادت نسبت ہزار درہم کے قبول ہوگی۔ اور اگر مدعی نے دراہم اور دنانیر کا ساتھ ہی دعوی کیا ہو اور اگر مدعی نے صرف دراہم کا دعوی کیا ہو تو یہ گواہی قبول نہوگی۔ کذا فی المحیط۔

(۵۴۶) مدعی کفالت کا دعوی کرے ایک گواہ کفالت پر دوسرا حوالت پر گواہی دے یہ شہادت صرف کفالت پر قبول ہوگی۔ کذا فی الفصول العمادیہ۔

(۵۴۷) دو گواہون مین سے ایک گواہ شہادت ادا کرے ان الفاظ سے (گواہی میدہم کہ فلان چنین گفت کہ اگر فلان را شش ماہ این مال ندہم من ضامن گردم من آن مال را بدہم) دوسرا گواہی ادا کرے ان الفاظ سے (گواہی میدہم

کہ فلان چنین گفت کہ این مال را ضمان کردم این فلان بن فلان را تا شش ماہ) یہ گواہی قبول نہو گی۔ کذا فی الذخیرہ۔

(۵۴۸) ایک گواہ گواہی دے کہ زید نے عمرو کو خالد پر مکان معینہ کے دعوے کرنے کے واسطے وکیل مقرر کیا۔ دوسرا گواہی دے زید نے عمرو کو اوس مکان اور دوسری شی کے دعوی کرنے کے لیئے وکیل کیا۔ ان گواہون کی گواہی نسبت اوس مکان کے جسپر یہ دونون متفق ہین قبول ہوگی۔ کذا فی فتاوی عالمگیری

(۵۴۹) اگر دو گواہون مین سے ایک گواہی دے کہ خالد نے عمرو کو صرف ہندہ کے طلاق دینے کے لیئے وکیل مقرر کیا۔ دوسرا گواہی دے کہ خالد نے عمرو کو ہندہ اور زینب کے طلاق دینے کے واسطے وکیل کیا۔ عمرو وکیل ہوگا اوس طلاق کی نسبت جسپر دونون گواہ متفق ہین اور جس حکم پر فتوی دیا گیا ہے وہ اسی قسم کا ہے۔ تشکل اوسکی یہ ہے کہ مدعی دعوی کرے کہ مجھے محمود نے شی معین کی نسبت اپنا وکیل کیا یا اوسنے شی معینہ کے دعوی کرنے کے لیئے اپنا وکیل کیا اور اسپر دو گواہ پیش کرے اونمین سے ایک گواہی دے کہ محمود نے مدعی کو اس معین کے دعوی کرنے کے واسطے وکیل کیا۔ دوسرا گواہی دے کہ محمود نے مدعی کو نسبت کل تصرفات کے مطلق وکیل مقرر کیا یہ شہادت وکالت معینہ پر قبول ہوگی۔ کذا فی الفصول العمادیہ۔

(۵۵۰) اگر مدعی وکالت پر دو گواہ پیش کرے ایک اونمین سے گواہی دے کہ مدعی نے عمرو کو خالد سے دین وصول کرنے کے لیئے وکیل مقرر کیا اور دوسرا گواہی دے کہ مدعی نے اس مقدمے کی نسبت عمرو کو اجرت دیکر اپنا پیروکار

مقرر کیا - یا مدعی نے عمرو کو خالد سے دین وصول کرنے کے لیئے وکیل مقرر کیا تھا - یا مدعی نے اپنی حیات مین عمرو کو اپنا وصی مقرر کیا تھا - ان دونون گواہون کی شہادت جائز ہے امام اعظمؒ کے نزدیک عمرو وکیل بالقبض والخصومت قرار پائیگا - صاحبینؒ کے نزدیک عمرو صرف وکیل بالقبض ہوگا - اور اگر ان دونون مین سے ایک گواہی دے کہ مدعی نے عمرو کو دین وصول کرنے کے لیئے وکیل کیا - دوسرا گواہی دے کہ مدعی نے عمرو کو دین وصول کرنے کے واسطے بھیجا - یا مدعی نے عمرو کو حکم دیا کہ تو میرا دین خالد سے وصول کر - یا مدعی نے عمرو کو اپنا نائب بنایا - یا قائم مقام مقرر کیا دین کے وصول کرنے کے واسطے کل کے نزدیک ان دونون کی شہادت جائز ہے - اور عمرو وکیل بالخصومت نہوگا هكذا فی فتاوی عالمگیریہ -

(۵۵۱) اگر دو گواہون مین سے ایک گواہی دے کہ بکر نے مسعود کو وکیل کیا دوسرا گواہی دے کہ بکر نے مسعود کو وصی مقرر کیا اور نہ بیان کرے کہ بکر نے اپنی حیات مین وصی کیا - یا ایک گواہ بیان کرے کہ متوفی نے مدعی کو اپنی حیات مین وصی کیا - اور دوسرا بیان کرے کہ متوفی نے مدعی کو وصی بنایا اور حیات کی لفظ نہ کہے - نہ قبول ہوگی یہ شہادت - هكذا فی فتاوی قاضیخان -

(۵۵۲) کتاب نوادرین ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے نقل کیا ہے کہ دو شخص زید کی وصیت پر گواہی دین ایک اونمین سے بیان کرے کہ زید نے کہا میرے انتقال کے بعد میرے کل مال کا عمرو مالک ہے دوسرا بیان کرے زید نے کہا میرے مرنے کے بعد میرا تمام مال عمرو کے واسطے صدقہ ہے - یہ ایک مجلس

مین ہو یا دو مجلسون مین۔ دونون شکلون مین شہادت جائز ہی۔ کذا فی الذخیرہ۔

(۵۵۳) دو شخص گواہی دین وکالت پر ایک انمین سے اسقدر زیادہ بیان کرے کہ خالد نے حامد کو وکالت سے معزول کیا ان دونون کی شہادت صرف وکالت پر مقبول ہوگی نہ موقوفی پر۔ کذا فی الفصول العمادیہ۔

(۵۵۴) زید دعوی کرے غلام کے مولیٰ پر کہ اسنے اجازت دی غلام کو تجارت کی اور پیش کرے دو گواہ ایک انمین سے گواہی دے اجازت کی دوسرا اس امر کی کہ مولیٰ نے غلام کو خریدتے اور بیع کرتے ہوئے دیکھا اور اوسکو خرید و فروخت سے مانع نہین ہوا۔ یہ شہادت قبول نہوگی۔ کذا فی فتاوی قاضیخان

(۵۵۵) اگر قرضخواہ دو گواہ پیش کرے ایک گواہی دے کہ مولیٰ نے غلام کو بکری خرید کرنے کی اجازت دی دوسرا بیان کرے کہ مولیٰ نے غلام کو طعام خرید کرنے کی اجازت دی۔ ان دونون کی شہادت جائز ہے۔ اسی طرح ان دونون مین سے ایک گواہ بیان کرے کہ مولیٰ نے غلام سے کہا کہ تو بکری خرید و فروخت کر اور دوسرا گواہی دے کہ مولیٰ نے غلام سے کہا کہ طعام خرید کر اور اوسے فروخت کر۔ کذا فی المحیط۔

(۵۵۶) دو گواہ گواہی دین شی کی نسبت اور وہ مختلف ہون وقت یا مکان یا انشا یا اقرار مین اگر مشہود بہ قول محض ہو مثل بیع اور اجارہ اور طلاق اور عتاق اور صلح اور ابرا کے شکل اوسکی یہ ہے کہ مدعی دعویٰ کرے خرید نے کا بمقابلہ ہزار درہم کے دو گواہ گواہی دین کہ زید نے شی مبیعہ کو بائع سے بمقابلہ ہزار درہم خرید کیا مگر وہ دونون مختلف ہون دو شہرون یا ایام یا ساعات یا شہر مین یا دو

شخص گواہی دین بیع کی ساتھ ہزار درہم کے اور ایک اونمین سے بیان کرے کہ بائع نے شی مبیعہ فروخت کی دوسرا بیان کرے اقرار بائع کا بیع کی نسبت یہ شہادت جائز ہے۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۵۵۷) ایک شخص گواہی دے کہ زید نے اپنی زوجہ کو آج طلاق دی دوسرا گواہی دے کہ زید نے اپنی زوجہ کو کل طلاق دی یا ایک اونمین سے گواہی دے کہ آج عمرو مدیون نے زید کے ہزار درہم کا اقرار کیا دوسرا گواہی دے کہ عمرو نے زید کے ہزار درہم کا کل اقرار کیا ان دونون کی گواہی جائز ہے اور نہ باطل ہوگی بسبب اوس اختلاف کے جو ایام اور شہرون مین واقع ہوا ہے مگر یہ کہ وہ دونون بیان کرین کہ مدعی کے ہمراہ ہم ایک موضع مین ایک ہی روز تھے اور انمین اختلاف ہوا ایام اور مواطن اور بلدان مین۔ امام اعظم فرماتے ہین کہ ہم یہ شہادت جائز رکھین گے گواہون کو شہادت یاد رکھنا چاہیے نہ وقت۔ ابو یوسف تحریر کرتے ہین حکم وہی ہے جو امام اعظم سے منقول ہوا اور ہم اس شہادت کو استحسانا باطل کرتے ہین بسبب تہمت کے مگر یہ کہ اختلاف ہوا ان دونون گواہون مین دو ساعت کی نسبت ایک ہی روز اس شکل مین یہ شہادت جائز ہوجائیگی۔ کذا فی فتاوے قاضیخان۔

(۵۵۸) فتاوائے رشید الدین مین لکھا ہے کہ زید دعوی کرے کہ مین نے شی مبیعہ کو بشرط الوفا فروخت کیا عمرو شخص قابض اسکا انکار کرے ایک گواہ گواہی دے کہ زید نے شی مبیعہ فروخت کی بشرط الوفا دوسرا گواہی دے کہ مشتری نے اقرار کیا کہ مین نے شی مبیعہ خریدی کی بشرط الوفا یہ شہادت قبول ہوگی کذا فی الفصول العمادیہ

(۵۵۹) دو گواہ شہادت ادا کرین کہ بکر نے اپنی زوجہ ہندہ کو طلاق دی ایک انمین سے بیان کرے بکر نے ہندہ کو جمعہ کے دن طلاق دی بصرے مین دوسرا بیان کرے کہ بکر نے آج ہندہ کو طلاق دی کوفے مین یہ شہادت قبول نہوگی کیونکہ ہم ان گواہون سے ایک گواہ کو کاذب سمجھتے ہین انسان ایک ہی دن بصرے اور کوفے مین موجود نہین ہو سکتا ہے بخلاف اس شکل کے اگر ان دونون مین سے ایک گواہی دے کہ بکر نے اپنی زوجہ کو کوفے مین طلاق دی۔ دوسرا گواہی دے کہ بکر نے اپنی زوجہ کو طلاق دی بصرے مین یہ دونون وقت نہ مقرر کرین اس شکل مین گواہی قبول ہوگی۔ کذا فی فتاویٰ عالمگیری۔

(۵۶۰) اگر دو شخص گواہی دین ہفتے کے دو دن متفرقہ مین اور دونون کے درمیان اسقدر بُعد ہو کہ راکب کوفے سے مکّے تک سیر کر سکتا ہو ان دونون کی شہادت جائز ہے۔ کذا فی البحر الرائق۔

(۵۶۱) مدعی دو گواہ صلح کی نسبت پیش کرے قاضی ان دونون سے تاریخ دریافت کرے ایک انمین سے بیان کرے کہ صلح ہوئے سات مہینے ہوئے یا کم دوسرا بیان کرے کہ مین گمان کرتا ہون صلح ہوئے تین سال ہوئے یا زیادہ یہ گواہی قبول نہوگی کیونکہ دونون گواہ مختلف ہین اور اختلاف بھی فاحش ہے گو اونکو تاریخ بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ کذا فی القنیۃ۔

(۵۶۲) اگر مشہود بہ قول ہو جو وقوع فعل پر دال ہو اور اسکے ضمن مین اقرار بھی نکلے اور دونون گواہ مختلف ہون مثل قذف کے کتاب حدود مین۔ قاضی خان لکھتے ہین کہ دو گواہون مین سے ایک شہادت ادا کرے قذف پر دوسرا اقرار

بالقذف پر یہ گواہی قبول نہوگی بلاخلاف اگر وہ دونون قذف پر متفق ہون اور انمین زمان یا مکان کی نسبت اختلاف ہو امام اعظمؒ فرماتے ہین کہ یہ شہادت قبول ہوگی ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ تحریر کرتے ہین کہ یہ گواہی نہ قبول کی جائیگی - ھکذا فی المحیط وفتاوی قاضیخان -

(۵۶۳) اگر اختلاف ہو اوس فعل مین جو ملحق ہو قول کے ساتھہ مثل قرض کے اسکا حکم مثل طلاق متصور ہوگا - کذا فی الخلاصہ -

(۵۶۴) اگر مشہود بہ قول ہو حقیقۃً یا حکماً مثل غصب و رجنایت کے اور گواہون مین اختلاف ہو مکان یا زمان یا انشا اور اقرار مین یہ گواہی قبول نہوگی - کذا فی فتاوی قاضیخان -

(۵۶۵) اگر شی مغصوبہ ہلاک ہوگئی ہو اور دو گواہ گواہی دین قیمت کی نسبت ایک اونمین سے بیان کرے شی مغصوبہ کی قیمت ہزار درہم ہین دوسرا غاصب کے اس اقرار پر گواہی دے کہ قیمت شی مغصوبہ کی ہزار درہم ہین - یہ شہادت قبول نہوگی - کذا فی الظہیریہ -

(۵۶۶) مدعی قتل کا دعوی کرے اور دو شخصون مین سے ایک گواہی دے قتل پر دوسرا قاتل کے اقرار قتل پر - یہ گواہی قبول نہوگی - کذا فی الفصول العمادیہ -

(۵۶۷) دو شخص گواہی دین قاتل کے اقرار پر دو قتون یا دو مکانون مین جائز ہے یہ شہادت - کذا فی السراجیہ -

(۵۶۸) اگر دو گواہ مختلف ہون آلۂ قتل مین مثلاً گواہی دین قتل کی - اور

ایک بیان کرے کہ قاتل نے عصا سے قتل کیا دوسرا بیان کرے کہ تلوار سے قتل کیا۔ یہ گواہی قبول نہوگی۔ کذا فی المحیط۔

(۵۶۹) دو گواہون مین سے ایک گواہی دے کہ قاتل نے بکر کو عمداً قتل کیا دوسرا شہادت ادا کرے کہ قاتل نے عمرو کو خطائً قتل کیا ان دونون کی شہادت قبول نہوگی۔ اور اگر دونون گواہون مین سے ایک کہے کہ قاتل نے عمرو کو تلوار سے قتل کیا دوسرا بیان کرے کہ مجھے نہین یاد ہے کہ قاتل نے کس چیز سے قتل کیا۔ گواہان مذکورین کی شہادت قبول نہوگی۔ کذا فی الذخیرہ۔

(۵۷۰) اگر مشہود بہ قول ہو جو بغیر فعل نہ تمام ہوتا ہو مثل نکاح کے اور گواہون مین اختلاف ہو مکان یا زمان یا انشا اور اقرار مین نہ قبول ہوگی شہادت اونکی اور اگر اونمین اختلاف ہو اوس عقد کی نسبت جسکا حکم بغیر فعل قبض ثابت نہین ہوتا ہے مثل ہبہ اور صدقے اور رہن کے اور گواہ گواہی دین قبض کے معائنے پر اور اونمین اختلاف ہو ایام یا دو شہرون مین انکی گواہی جائز ہے نزدیک امام اعظمؒ اور ابو یوسفؒ کے۔ اگر گواہ گواہی دین راہن کے اقرار یا متصدق کے اقرار یا واہب کے اقرار بالقبض پر انکی گواہی نزدیک صاحبینؒ اور امام اعظمؒ کے جائز ہے۔ کذا فی فتاوی عالمگیریہ۔

(۵۷۱) اگر مدعی رہن کا دعویٰ کرے اور ایک گواہ گواہی دے قبضہ امانتی پر دوسرا راہن کے اس اقرار پر کہ مین نے باعتبار رہن شی مرہونہ پر قبضہ مرتہن کا کرا دیا ہے یہ گواہی قبول نہوگی اور رہن اس صورت مین مثل غصب متصور ہوگا۔ کذا فی الفصول لعمادیہ۔

(۵۷۲) اگر دو گواہون مین اختلاف ہو اوس کپڑے کی نسبت جبکی نزاع درمیان مدعی اور مدعی علیہ کے برپا ہے یا مرکب مین یا اون دو گواہون مین سے ایک گواہ بیان کرے کہ فلان شخص ہمارے ساتھہ تھا دوسرا کہے ہمارے ساتھہ فلان نہ تھا- اصل مین لکھا ہے یہ گواہی جائز ہے- کذا فی الظہیریہ-

(۵۷۳) دو شخص غصب کی نسبت گواہی دین اور گائے کے رنگ مین مختلف ہون یہ گواہی قبول نہوگی- کذا فی المحیط-

(۵۷۴) دو شخص گواہی دین کہ زید نے گائے چرائی اور یہ اوسکا رنگ مختلف بیان کرین- امام اعظمؒ کے نزدیک سارق کا ہاتھہ کاٹا جائیگا اور صاحبین اسکے خلاف ہین- کہا گیا کہ امام اعظمؒ اور صاحبین کا اختلاف اوس شکل مین ہے اگر گواہون مین اختلاف ہو دو رنگون مشابہ مین مثل سیاہی سرخی مائل یا سرخی زردی مائل نہ دو رنگ جو ایک دوسرے کا مشابہ نہین ہوتا ہے- مثل سفیدی اور سیاہی کے- صحیح یہ ہے کہ امام اعظمؒ اور صاحبینؒ کا کل رنگون مین اختلاف ہے- کذا فی الکافی-

(۵۷۵) اگر عین سرخ کا دعویٰ کیا جائے اور دو گواہون مین سے ایک بیان کرے کہ وہی سیاہ ہے- کل کے نزدیک سارق کا ہاتھہ نہ کاٹا جائیگا- کذا فی فتح القدیر- اسیطرح خلاف اس شکل مین بھی ہے کہ دونون گواہ کپڑے کی نسبت مختلف ہون مثلاً ایک بیان کرے کہ کپڑا ہروی ہے دوسرا مروی بتائے- اگر گواہون مین اختلاف ہو زمان یا مکان مین تو گواہی قبول نہوگی- کذا فی التبیین-

(۵۷۶) دو شخصون مین سے ایک گواہی دے کہ زید نے گائے چرائی دوسرا بیان کرے کہ زید نے بیل چرایا۔ یا ایک گواہی دے کہ زید نے گائے چرائی دوسرا گواہی دے گدہا چرانے کی۔ یہ شہادت قبول نہوگی۔ کذا فی المحیط۔

(۵۷۷) مدعی ملک مطلق کا دعوی کرے منجملہ دو گواہون کے ایک گواہی دے ملک سبب کی دوسرا ملک مطلق کی یہ گواہی قبول ہوگی اور فیصلہ ہوگا ملک کا۔ یا مدعی دعوی کرے ملک سبب کا ایک گواہ گواہی دے ملک سبب کی دوسرا ملک مطلق کی نہ قبول ہوگی یہ شہادت۔ کذا ذکرہ رشید الدین۔

(۵۷۸) دو گواہون مین سے ایک گواہی دے ملک کی بقید تاریخ دوسرا ملک مطلق کی۔ اگر مدعی نے ملک کا بقید تاریخ دعوی کیا ہو تو یہ گواہی قبول نہوگی درصورت دعوی کرنے ملک مطلق کے قبول کیجائیگی یہ گواہی اور ملک بقید تاریخ کا فیصلہ کیا جائیگا۔ کذا فی الفصول العمادیہ۔

(۵۷۹) جامع الصغیر مین لکھا ہے کہ مدعی ملک کا دعوی کرے اور دو گواہ پیش کرے ایک اونمین سے گواہی دے کہ مدعی شیٔ مدعوہ کا مالک ہو اور دوسرا گواہی دے مدعی علیہ کے اس اقرار پر کہ شیٔ مدعوہ مدعی کی ملک ہے۔ یہ شہادت قبول نہوگی۔ هکذا فی فتاوی قاضیخان۔ بخلاف اس شکل کے کہ ایک گواہ گواہی دے دین کی۔ دوسرا اقرار بالدین کی۔ یہ شہادت قبول ہوگی۔ کذا فی الفصول العمادیہ۔

(۵۸۰) دو گواہون مین سے ایک گواہی ادا کرے شخص قابض کے اس اقرار پر کہ یہ غلام مدعی کا ہے دوسرا گواہی دے شخص قابض کے

اس اقرار پر کہ مدعی نے غلام مدعیٰ علیہ کے پاس ودیعت رکھا۔ ان دونوں کی شہادت قبول ہوگی اور غلام کا فیصلہ بحق مدعی کیا جائیگا۔ اور اگر ایک گواہ گواہی دے قابض کے اس اقرار پر کہ غلام مدعی کا ہے دوسرا قابض کے اس اقرار پر کہ غلام مدعی کا ہے اور مدعی نے اوسکو میرے پاس ودیعت رکھا یا ہے۔ غلام کا فیصلہ بحق مدعی صادر ہوگا۔ کذا فی المحیط۔

(۵۸۱) دو گواہوں مین سے ایک گواہی دے قابض کے اس اقرار پر کہ غلام مدعی کا ہے دوسرا قابض کے اس اقرار پر کہ مدعی نے غلام مجھکو سپرد کیا۔ یہ گواہی قبول نہوگی اور نہ غلام کا فیصلہ بحق مدعی صادر ہوگا۔ کذا فی الفصول العمادیہ تشریح۔ مدعیٰ علیہ کو حکم دیا جائیگا کہ غلام مدعی کو حوالے کرے۔

(۵۸۲) امام محمدؒ کتاب غصب مین لکھتے ہین زید دعوی کرے ہندہ لونڈی کا جو بکر کے قبضے مین ہو اور مدعی دو گواہ پیش کرے اونمین سے ایک گواہی دے کہ ہندہ مدعی کی لونڈی ہے اور بکر نے ہندہ کو اس مدعی سے غصب کرلیا دوسرا گواہی دے کہ ہندہ مدعی کی لونڈی ہے اور نہ بیان کرے کہ بکر نے ہندہ کو مدعی سے غصب کرلیا ہے۔ ان دونوں کی گواہی قبول ہوگی۔ کذا فی فتاوی عالمگیریہ۔

(۵۸۳) اگر دو گواہوں مین سے ایک گواہی دے کہ ہندہ مدعی کی لونڈی ہے دوسرا گواہی دے کہ ہندہ مدعی کی لونڈی تھی۔ قبول کیجائیگی یہ شہادت بخلاف اوس شکل کے اگر دو شخصوں مین سے ایک گواہی دے کہ ہندہ مدعی کے قبضے مین تھی۔ دوسرا گواہی دے کہ ہندہ مدعی کے قبضے مین ہے یہ شہادت

نہ قبول ہوگی امام اعظمؒ کے نزدیک۔ کذا فی المحیط۔

(۵۸۴) ایک گواہ گواہی دے شخص قابض کے اس اقرار پر کہ غلام مدعی کا ہی دوسرا شہادت ادا کرے کہ شخص قابض نے غلام کو مدعی سے خریدکیا اور مدعی بیان کرے کہ شخص قابض نے اقرار کیا اوس امر کا جو گواہون نے بیان کیا۔ مگر مین نے شخص قابض کے ہاتھہ کسی شی کی بیع نہین کی۔ یہ شہادت قبول ہوگی اور غلام کا فیصلہ بحق مدعی ہوگا اور اگر مدعی کہے کہ شخص قابض نے دو امرون مین سے ایک امر کا اقرار کیا یہ گواہی قبول نہوگی۔ کذا فی خزانۃ المفتیین۔

(۵۸۵) ابو یوسفؒ فرماتے ہین کہ زید دعوی کرے عمرو پر ہزار درہم کا ایک گواہ گواہی دے کہ عمرو نے اقرار کیا کہ مجھپر ہزار درہم قرض ہین دوسرا گواہی دے کہ عمرو نے اقرار کیا کہ مجھپر ہزار درہم بابت قیمت اسباب کے ہین جسکو مین نے مدعی سے خرید کیا اور اوسکا قبضہ بھی کر لیا۔ مدعی بیان کرے کہ مدعی علیہ میرا قرضدار ہے اور میرے پاس قرضے کے گواہ موجود ہین۔ اس شکل مین مدعی نے اوس گواہ کی تکذیب کی جسنے گواہی دی تھی کہ ہزار درہم اسباب کی قیمت کی بابت ہین۔ اور اگر مدعی بیان کرے کہ مین نے گواہ بنایا تھا ان دو مختلف گواہون پر لیکن اصل میرا قرضہ ہے قاضی ہزار درہم کا فیصلہ بحق مدعی صادر کریگا۔ اگر مدعی بیان کرے قیمت اوس اسباب کی ہے جسکو مین نے مدعی علیہ کے ہاتھہ فروخت کرکے اوسکا قبضہ بھی کرا دیا اور مین نے گواہ بنایا تھا ان دونون کو اوس امر کی نسبت جسکی انھون نے گواہی دی۔ اس شکل مین بحق مدعی کسی شی کا فیصلہ نہوگا حتی کہ مدعی تیسرا گواہ پیش کرے جو گواہی دے مثل شہادت اوس شخص کے جسنے مدعی کیجانب سے

گواہی اسباب کی قیمت کی نسبت دی ہے اگر مدعی اقرار کرے کہ میرا مال قیمت ہے اسباب کی اس شکل مین دو گواہ اسباب کے قبضہ کرانے پر بھی پیش کرنا پڑینگے کذا فی المحیط۔

(۵۸۶) ایک گواہ گواہی دے کہ مدعی علیہ نے اقرار کیا کہ مجھپر ہزار درہم قرض ہین اور دوسرا گواہی دے کہ مدعی علیہ نے اقرار کیا مجھپر ہزار درہم اوس ضمانت کی بابت ہین جسکا مین خالد کی جانب سے اوسکے کہنے کے بموجب ضامن ہوا تھا۔ مدعی بیان کرے جوان دونون گواہون نے گواہی دی مطابق میرے دعوے کے ہے لیکن میرا قرضہ مدعی علیہ پر ہے۔ اس صورت مین قاضی مال کا فیصلہ کریگا۔ اور اگر مدعی بیان کرے جو مال مدعی علیہ پر ہے وہ ضمانت کی نسبت ہے جسکی دوسرے گواہ نے گواہی دی ہے قاضی کسی شی کا فیصلہ نہ کریگا۔ ضمانت اور بیع دونون کا ایک ہی حکم ہے بموجب قیاس قول امام اعظمؒ دونون شکلون مین مال لازم ہوگا۔ کذا فی الذخیرہ۔

(۵۸۷) زید دعوی کرے غلام کا جو عمرو کے قبضے مین ہو اور منجملہ گواہون کے ایک گواہی دے مدعی علیہ کے اس اقرار پر کہ مجھسے مدعی نے یہ غلام ہبہ کیا دوسرا گواہی دے مدعی علیہ کے اس اقرار پر کہ اوسنے اقرار کیا کہ مین نے غلام بمقابلہ ہزار دینار مدعی سے خرید کیا۔ اس شکل مین گواہی قبول ہوگی اور غلام مدعی کو دلاجائیگا۔ اسیطرح دو گواہون مین سے ایک گواہی دے کہ مدعی علیہ نے اقرار کیا کہ مین نے مدعی سے غلام سو دینار کو خرید کیا۔ دوسرا گواہی دے کہ مدعی علیہ نے اقرار کیا کہ مین نے مدعی سے غلام ہزار درہم کو خرید کیا۔ ھکذا

فی الخلاصہ

(۵۸۸) دوگواہون مین سے ایک گواہی دے جس شخص کے قبضے مین
غلام ہے اوسنے یہ اقرار کیا کہ مدعی نے مجھے غلام ہبہ کیا۔ دوسرا گواہی دے
کہ شخص قابض نے اقرار کیا کہ مدعی نے مجھے غلام صدقہ دیا اور بیان کرے
شخص قابض نے منجملہ دو امرون کے ایک امر کا اقرار کیا مگر مین نے غلام قابض کو
نہ ہبہ کیا اور نہ صدقہ دیا۔ اس صورت مین قاضی غلام کا فیصلہ بحق مدعی صادر کریگا
اسی طرح دوگواہون مین سے ایک گواہی دے قابض کے اس اقرار پر کہ مین نے
غلام کو مدعی سے بمقابلہ دس درہم کرائے کو لیا اور دوسرا گواہی دے قابض کے
اس اقرار پر کہ مین نے مدعی سے غلام ہزار درہم کو خرید کیا یا گواہی دے اون
دونون مین سے ایک مین نے قابض سے سُنا کہ وہ مدعی سے کہتا تھا کہ یہ
غلام مجھے ہبہ کر دوسرا گواہی دے کہ مین نے سُنا قابض سے کہ مدعی سے کہتا تھا
کہ غلام مجھکو صدقہ دے یا دوگواہون مین سے ایک گواہی دے کہ قابض نے
مدعی سے کہا تھا کہ غلام میرے ہاتھہ ہزار درہم کو فروخت کر دوسرا گواہی دے
قابض نے مدعی سے کہا تو غلام میرے ہاتھہ سو دینار کو فروخت کر اور مدعی بیان
کرے کہ قابض نے اقرار کیا مگر مین نے غلام نہ اوسکے ہاتھہ فروخت کیا اور نہ اوسے
کرائے کو دیا۔ قاضی ہر شکل مین غلام کا فیصلہ بحق مدعی صادر کریگا۔ کذا فی الخلاصہ

(۵۸۹) دوگواہون مین سے ایک گواہی دے قابض کے اس اقرار پر
کہ غلام مدعی کا ہے دوسرا قابض کے اس اقرار پر گواہی دے کہ غلام مین نے
مدعی سے کرائے کو لیا یا مدعی سے رہن لیا یا غصب کیا۔ قاضی غلام کا فیصلہ

بحق مدعی صادر کریگا۔ تشریح قاضی اوس شکل مین فیصلہ مذکورہ صادر کریگا اگر مدعی بیان کرے کہ قابض سے نے اقرار کیا اوس امر کا جسکی گواہون نے گواہی دی۔ ھٰکذا فی فتاوی عالمگیریہ۔

(۵۹۰) زید جسکے قبضے مین غلام ہو اقرار کرے کہ یہ غلام مدعی کا تھا اور اوسنے مجھے غلام عطا کیا از روے صلہ کے اور دو گواہ پیش کرے ایک اونمین سے گواہی دے کہ مدعی نے یہ اقرار کیا کہ مین سے نے یہ غلام مدعی علیہ کو صدقہ دیا دوسرا گواہی دے کہ مدعی نے اقرار کیا کہ مین سے نے غلام مدعی علیہ کو ہبہ کیا۔ قاضی اس شہادت کو نہ قبول کریگا مگر جس شکل مین قابض دوسرا گواہ پیش کرے جو ہبہ اور صدقے پر گواہی دے۔ حکم اس مسئلے کا مسئلہ مفصلہ ذیل کے برعکس ہے۔ دو گواہون مین سے ایک گواہی دے کہ مدعی نے اقرار کیا کہ مین نے ہبہ کی وہ چیز جو شخص قابض کے قبضے مین ہے اور اوسنے شی موہوبہ پر قبضہ کر لیا دوسرا گواہی دے کہ مدعی نے اقرار کیا کہ مین نے شی مقبوضہ قابض کو صدقہ دی اور وہ اوسپر قابض ہو گیا۔ ھٰکذا فی المحیط۔

(۵۹۱) دو گواہون مین سے ایک گواہی دے کہ مدعی علیہ نے غلام مجھسے لیلیے دوسرا گواہی دے کہ یہ غلام مدعی کا ہے۔ یہ گواہی قبول نہو گی۔ کذا فی الخلاصہ

(۵۹۲) ایک گواہ بمقابلہ زید گواہی دے کہ اسنے اقرار کیا کہ مین نے غلام خالد سے لیا دوسرا گواہی دے کہ زید نے اقرار کیا کہ یہ غلام فلان کا ہے بحق مدعی فیصلہ نہوگا۔ کذا فی المحیط۔

(۵۹۳) دو گواہون مین سے ایک گواہی دے کہ مدعی علیہ نے اقرار کیا

کہ مین نے یہ غلام مدعی سے لیا- دوسرا گواہی دے کہ مدعیٰ علیہ نے اقرار کیا کہ مدعی
نے یہ غلام میرے پاس ودیعت رکھا- ان دونون کی گواہی جائز ہے اور مدعیٰ علیہ
کو حکم ہوگا کہ غلام مدعی کے حوالے کرے لیکن ملک کا فیصلہ بنام مدعی نہوگا -
اگر جس گواہ نے ودیعت کی گواہی دی وہ ودیعت کی شہادت ادا نہ کرے بلکہ
گواہی دے کہ مدعیٰ علیہ نے اقرار کیا کہ مدعی نے مجھے شی مدعوہ عطا کی- اس شکل
مین بحق مدعی فیصلہ نہوگا- اور اگر دو گواہون مین سے ایک گواہی دے کہ
قابض نے اقرار کیا کہ مین نے غلام مدعی سے غصب کیا- اور دوسرا گواہی دے
کہ قابض نے اقرار کیا کہ مدعی نے میرے پاس غلام کو ودیعت رکھا یا قابض نے
اقرار کیا کہ مین نے غلام مدعی سے لیا ان دونون کی گواہی قبول ہوگی مدعیٰ علیہ
کو حکم دیا جائیگا غلام مدعی کے سپرد کردے اور ملک کا فیصلہ بنام مدعی صادر نہوگا
اور مدعیٰ علیہ کا دعویٰ قائم رہیگا اگر یہ گواہ پیش کرے کہ یہ عین میری ہے قاضی
عین کا فیصلہ اسکے حق مین صادر کریگا- کذا فی فتاویٰ عالمگیریہ -

(۵۹۴) منتقیٰ مین دعوی کپڑے کی نسبت لکھا ہے دو گواہون مین سے
ایک گواہی دے قابض کے اس اقرار پر کہ مین نے مدعی کا کپڑا غصب کیا دوسرا
گواہی دے قابض کے اس اقرار پر کہ مدعی نے میرے پاس کپڑا ودیعت
رکھا یا ہے اور گواہ اوس امر کو بھی جو شکل غلام مین بیان ہوا ہے بیان کرین - مدعی
بیان کرے کہ مدعیٰ علیہ نے اوس امر کا اقرار کیا جو دونون گواہون نے متفق اللفظ
بیان کیا لیکن اوسنے شی مدعوہ مجھسے غصب کی- یہ گواہی بحق مدعی قبول ہوگی-
اور مدعی علیہ جسکے قبضے مین کپڑا ہے وہ ملک مدعی کا مقر قرار پائیگا اور اسکے بعد

قابض کی شہادت نسبت کپڑے کے نہ قبول ہوگی۔ کذا فی فتاویٰ عالمگیریہ

(۵۹۵) صاحب منتقی تحریر کرتے ہین دو گواہون مین سے ایک گواہی دے قابض کے اس اقرار پر کہ مین نے شے مدعوہ مدعی کی غصب کی دوسرا گواہی دے قابض کے اس اقرار پر کہ مین نے شے مدعوہ مدعی سے لی۔ مدعی کے حق مین فیصلہ ہوگا اور مدعیٰ علیہ اپنے دعوے پر قائم رکھا جائیگا۔ پھر صاحب منتقی لکھتے ہین کہ اگر دو گواہون مین سے ایک گواہی دے قابض کے اس اقرار پر کہ مین نے مدعی سے یہ کپڑا لیا دوسرا گواہی دے قابض کے اس اقرار پر کہ مدعی نے یہ کپڑا میرے پاس ودیعت رکھا اور مدعی بیان کرے کہ مدعیٰ علیہ نے اوس امر کا اقرار کیا جسکی دونون گواہون نے گواہی دی۔ لیکن مین نے کپڑا اوسکے پاس ودیعت رکھا تھا یہ شہادت قبول نہوگی۔

(۵۹۶) دو گواہون مین سے ایک گواہی دے قابض کے اس اقرار پر کہ غلام مدعی کا ہے دوسرا گواہی دے قابض کے اس اقرار پر کہ مدعی نے غلام میرے پاس ودیعت رکھا یا یہ شہادت قبول ہوگی اور قاضی غلام کا فیصلہ بحق مدعی کریگا۔ ھکذا فی المحیط والذخیرۃ۔

(۵۹۷) دو گواہون مین سے ایک گواہی دے مدعیٰ علیہ نے اقرار کیا کہ اس مدعی کے مجھپر ہزار درہم قرض ہین دوسرا گواہی دے کہ مدعیٰ علیہ نے اقرار کیا کہ مدعی نے ہزار درہم میرے پاس ودیعت رکھائے یہ گواہی قبول ہوگی بشرطیکہ مدعی نے ہزار درہم کا مطلق دعویٰ کیا ہو اور اگر دو سببون مین سے ایک سبب دعوے مین ذکر کیا گیا ہو تو اس صورت مین دونون گواہون مین سے ایک کی مدعی نے

تکذیب کی - یہ شہادت قبول ہنوگی - یہ حکم اوس شکل مین ہے کہ دونون گواہ مدعی علیہ کے اقرار کی نسبت گواہی دین اور مختلف ہون جہت مین - اسیطرح سے اگر دو گواہون مین سے ایک گواہی دے کہ اس مدعی کے مدعی علیہ پر ہزار درہم قرض ہین - دوسرا گواہی دے کہ مدعی علیہ کے پاس ہزار درہم ودیعت ہین - یہ گواہی بھی قبول ہنوگی - کذا فی خزانتہ المفتیین -

(۵۹۸) مدعی خرید کرنے کا دعوی کرے اور دو گواہون مین سے ایک گواہی دے بیع کی نسبت بمقابلہ دو ہزار کے دوسرا گواہی دے کہ (ازین مشتری بہاے این بندہ طلب میکرد دہ دینار) یہ گواہی قبول ہوگی - کذا فی فتاوی عالمگیریہ -

(۵۹۹) مسماۃ ہندہ دعوی کرے ارض کا دو گواہون مین سے ایک گواہی دے کہ یہ ارض مدعیہ کی ملک ہے کیونکہ اسکے شوہر نے یہ ارض مدعیہ کو بعوض مہر دی تھی - دوسرا گواہی دے کہ ارض مدعوہ ملک مدعیہ کی ہے کیونکہ اوسکے شوہر نے اقرار کیا تھا کہ مین نے مدعیہ کو اس زمین کا مالک کردیا ہے - اسمین اختلاف ہے بعضے لکھتے ہین یہ شہادت قبول ہنوگی اور بعض کے نزدیک قبول ہوگی - اور اگر دو گواہون مین سے ایک گواہی دے کہ مدعیہ کے شوہر نے ارض مدعوہ مدعیہ کو حوالے کی بعوض مہر کے دوسرا گواہی دے مدعیہ کے شوہر نے اقرار کیا کہ مین نے ارض اپنی زوجہ کو بعوض مہر دی - یہ گواہی قبول ہوگی - کذا فی الفصول العمادیہ -

(۶۰۰) مدعی بحیثیت متروکہ پدری عقار کا دعوی کرے منجملہ دو گواہون کے ایک گواہی دے عقار مدعوہ مدعی کی ملک ہے دوسرا گواہی دے کہ یہ

ضیعہ مدعی کی ملک ہے یہ گواہی قبول نہوگی کیونکہ عقار اسم ہے اوس زمین کا جسپر بنا قائم ہو اور ضیعہ نام ہے فقط عرصے کا۔ اسیطرح مدعی دعوی کرے عقار کا گواہ گواہی دین بستان پر نہ قبول ہوگی یہ گواہی۔ کذا فی خزانۃ المفتیین۔

گیارھوان باب

(اسمین شہادت نفی کا بیان ہی۔)

(۶۰۱) فتاوائے النقروی مین لکھا ہے جو شہادت اثبات پر قائم کی جائے اوسمین شکل نفی یہ ہے کہ کہا جائے یہ لڑکا میرے پاس پیدا ہوا۔ یا یہ چارپایہ میرے پاس بچہ جنا اور میری ملک سے خارج نہین ہوا کیا یہ شہادت قبول کیجائیگی۔ اسمین مشائخ کا اختلاف ہی۔ اصح یہ ہے کہ شہادت قبول ہوگی۔

(۶۰۲) دو گواہ بمقابلہ زید کے گواہی دین کہ ہمنے اسکی زبانی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے سُنا ہے اور اسنے یہ نہین کہا کہ نصاریٰ کا یہ قول ہے زید کی زوجہ بائنہ ہوگئی۔ زید کہے کہ مین نے اپنے قول کے ساتھ نصاریٰ کا قول بیان کیا شہادت مذکورہ قبول ہوگی اور زید اور اوسکی زوجہ کے درمیان تفریق کرادیجائیگی۔ اور اگر دونون گواہ بیان کرین کہ ہمنے زید کی زبان سے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے سُنا اور بجز اسکے دوسرا کلام نہین سُنا۔ اس شکل مین شہادت قبول نہوگی اور زید اور اوسکی زوجہ کے درمیان تفریق نہ کرائی جائیگی۔ کذا فی خزانۃ الفتاوی۔

(۶۰۳) فتاوی عالمگیری مین لکھا ہے کہ زید عمرو کے مقابلے مین دعویٰ کرے کہ اسنے اپنی بیٹی کو حکم دیا کہ گدہے کو مار کر انگور کی ٹہنی سے نکالدے

اور لڑکی نے اسقدر مارا کہ وہ مرگیا مدعی اس دعوے پر گواہ پیش کرے۔ اور مدعی علیہ اس مضمون کے گواہ پیش کرے کہ گدہا زندہ ہے مدعی علیہ کی شہادت قبول نہ ہوگی کیونکہ اوسنے نفی پر گواہی پیش کی ہے۔ کذا فی القنیہ

(۶۰۴) فتاوی القردی مین ہے کہ دو شخص گواہی دین کہ زید نے قرض لیا فلان شخص سے دوشنبے کے دن روم مین اور زید گواہ پیش کرے جو گواہی دین کہ وہ دوشنبے کے دن اوس شہر مین نہ تھا بلکہ مصر مین تھا یہ گواہی قبول نہوگی کیونکہ زید کے گواہون کا یہ قول کہ وہ روم مین نہ تھا یہ صورۃً اور معنیً نفی ہے اور قول اونکے گواہون کا بلکہ وہ اوس روز مصر مین تھا معنیً نفی ہے۔ اسیطرح اگر دو شخص گواہی دین قول یا فعل کی نسبت لازم ہوجائیگا اس سے اجارہ یا بیع یا کتابت یا طلاق یا عتاق یا قتل یا قصاص اوس مکان یا زمان مین جسکو گواہون نے بیان کیا پس مشہود علیہ گواہ پیش کرے کہ مین اوسوقت وہان موجود نہ تھا۔ نہ قبول ہوگی یہ گواہی۔

(۶۰۵) اگر گواہ پیش کیئے جائین کہ فلان شخص نے نہین کیا۔ یا نہین کہا۔ یا اقرار نہین کیا یہ شہادت قبول نہوگی۔ ھکذا فی فتاوی القردی۔

(۶۰۶) زید عمرو کے پاس کوئی شے امانت رکھائے اور جسکے پاس امانت رکھی گئی ہے وہ کہے کہ مین نے شے امانتی تجھکو سکے مین فلان روز واپس کردی۔ اور امانت نہندہ گواہ اس مضمون کے پیش کرے کہ جس روز مودع بیان کرتا ہے کہ شے امانتی مجھکو کے مین واپس کی گئی اوسدن مین کوفے مین تھا۔ یہ شہادت قبول نہوگی۔ اور اگر گواہ پیش کیئے جائین مودع کے اس اقرار پر کہ وہ کوفے مین تھا

اوس روز یہ شہادت قبول ہوگی- ھٰکذا فی فتاویٰ الغروبی-

(۶۰۷) مولی اپنے غلام سے کہے کہ اگر مین آج مکان مین داخل ہوون تو تو آزاد ہو جائیگا غلام گواہ پیش کرے کہ مولی مکان مین داخل نہین ہوا اس شکل مین غلام آزاد ہو جائیگا- اسیطرح اگر شوہر اپنی زوجہ سے کہے اگر مین تجھکو بغیر گناہ و قصور کے مارون تو تیرا حکم تیرے قبضۂ قدرت مین ہے اسکے بعد شوہر زوجہ کو مارے اور کہے شوہر کہ مین نے اوسے بسبب گناہ صادر ہونے کے مارا اور زوجہ گواہ پیش کرے کہ شوہر نے بغیر گناہ صادر ہوئے مارا مناسب ہے کہ زوجہ کی شہادت قبول کیجائے- کذا فی فتاوی الغروبی-

(۶۰۸) شوہر اس امر کا حلف کرے کہ اگر آجکی رات میری سالی نہ آئے تو میری زوجہ مطلقہ ہو جائیگی اور دو شخص گواہی دین کہ شوہر نے امر مذکور کی نسبت حلف کیا تھا اور اوسکے پاس اوس شب مین سالی نہین آئی اور زوجہ اوسکی بسبب حلف کرنے کے مطلقہ ہوگئی یہ شہادت قبول ہوگی ھٰکذا فی فتاویٰ الغروبی-

بارھوان باب

(اسمین اہل کفر کی شہادت کا بیان ہی)

(۶۰۹) کافر کی شہادت بمقابلہ مسلم کے قبول نہوگی- کذا فی المحیط السرخسی

(۶۱۰) ذمی کی شہادت بمقابلہ ذمی کے قبول ہوگی گو اونکے دین مختلف ہون کذا فی فتاویٰ عالمگیریہ-

(۶۱۱) ذمی کی شہادت مستامن کے مقابلے مین جائز ہے بخلاف مستامن کے شہادت ذمی پر- اور مستامن کی شہادت بمقابلہ مستامن قبول ہوگی اگر

ایک شہر کے رہنے والے ہون۔ اور اگر وہ ایک شہر کے رہنے والے نہون بلکہ دو شہر کے باشندے ہون مثل روم و ترک کے اس شکل مین شہادت قبول نہوگی۔ کذا فی فتاوی عالمگیر سے۔

(۶۱۲) مرتد اور مرتدہ کی شہادت کی نسبت مشائخ کا اختلاف ہے بعضے لکھتے ہین ان لوگون کی شہادت کفار کے مقابلے مین قبول کی جائیگی بعض رقم کرتے ہین انکی گواہی اوس مرتد پر جو انکے مثل مرتد ہو قبول ہوگی اصح یہ ہے کہ انکی شہادت ہر شکل مین نہ قبول ہوگی۔ کذا فی المحیط۔

(۶۱۳) دو کافر دو مسلمانون کی شہادت پر کافر کی جانب سے کافر کے مقابلے مین کسی حق کی یا مسلمان قاضی کے فیصلہ صادر کرنے پر کافر کے مقابلے مین مسلم یا کافر کی جانب سے شہادت ادا کرین۔ یہ گواہی جائز نہین۔ کذا فی فتاوی عالمگیر سے۔

(۶۱۴) دو مسلم گواہی دین کافر کی شہادت پر یہ گواہی جائز ہے کذا فی المبسوط

(۶۱۵) کافر لونڈی کا قابض ہو اور اوسکو اوسنے مسلم سے خرید کیا ہو اوسکے مقابلے مین دو کافر گواہی دین کہ یہ لونڈی کافر کی ہے یا مسلم کی یہ گواہی جائز نہین اسیطرح مسلم نے کافر کو لونڈی ہبہ کردی ہو یا صدقۃً دی ہو اور وہ اوسپر قابض ہو یہ قول ابی حنیفہ اور امام محمد کا ہے اور ابو یوسف کا پہلا قول ہے اسکے بعد ابی یوسف نے اس قول سے رجوع کی ہے۔ صاحب مبسوط لکھتے ہین لونڈی کا فیصلہ صرف کافر پر صادر کیا جائیگا۔ کذا فی محاضر

(۶۱۶) دو ذمیون کی شہادت اوس ذمی پر نہ قبول ہوگی جو اسلام لایا ہو

کیونکہ وہ دونوں ذمی کے مرتد ہو جانے کا گمان کرتے ہیں اور ذمی کی شہادت مرتد پر باطل ہے۔ کذا فی المحیط السرخسی۔

(۶۱۷) ایک مرد اور دو عورتیں مسلمہ یا مسلم شہادت ادا کریں کہ زید ایمان لایا اور زید اسکا انکار کرے امام زید کو اسلام پر مجبور کریگا اور اوسکو قتل نکریگا کذا فی الظہیریہ۔

(۶۱۸) ذمی مرے اور دس نصاریٰ گواہی دیں کہ ذمی ایمان لایا تھا۔ ان لوگوں کی شہادت پر نماز نہ پڑہی جائیگی۔ اسی طرح اگر مسلمان فاسق گواہی دیں تو بھی یہی حکم ہے۔ اگر میت کا ایک ولی مسلم ہو اور بقیہ اولیا کفار اور اوسکے ہم مذہب ہوں اور ولی مسلم دعویٰ کرے کہ میت ایمان لایا تھا اور مجھے وصیت کی تھی اور نیز اوسکا یہ منشا ہو کہ میت کا ترکہ لے اور دعوی ہذا پر دو کافر گواہی دیں اس شکل میں ذمی مسلم کو میت کی میراث دلائی جائیگی اور وہ درصورت عادل ہونے کے میت پر نماز پڑہیگا۔ اگر میت کے اسلام پر بجز ولی مسلم کے دوسرا شخص گواہی ندے اس صورت میں میت پر مطابق قول ولی مسلم کے نماز پڑھی جائیگی اور اوسکو میت کی میراث نہ دلائی جائیگی۔ کذا فی فتاویٰ قاضیخان

(۶۱۹) منتقی میں لکھا ہے اگر شوہر زوجہ کے مقابلے میں پیش قاضی دوسرے شخص کے ہمراہ گواہی دے کہ زوجہ مرتد ہوگئی والعیاذ باللہ زوجہ کہے کہ میں مرتد نہیں ہوئی اور اپنی حالت اسلام پر قائم ہوں۔ اگر یہ ثابت ہو کہ زوجہ اپنے شوہر کے تصرف میں نہیں آئی تو نصف مہر اوسکے شوہر سے

دلا کر قاضی زوجہ کو شوہر سے علیحدہ کر دیگا۔ اور زوجہ کا انکار ارتداد اور اقرار اسلام تو بہ سمجھی جائیگی۔ اور اگر گواہی دین وہی دونون کہ زوجہ اسلام لائی زوجہ اسکا انکار کرے اور اسکا اصل دین نصرانی ہو دونون گواہون کی شہادت صرف اسلام لانے پر قبول ہوگی اور زوجہ کے اس انکار وا قرار کو جو اوسنے اسلام لانے اور دین نصرانیت کی نسبت کیا ہے ردت قرار دینگے اور اوسکو شوہر سے نصف مہر دلائینگے۔ کذا فی المحیط۔

(۶۲۰) روایت کی عمرو نے اپنے باپ ابی عمرو سے اور اونھون نے امام محمدؒ سے کتاب الملا مین ایک ذمی مرجائے اور مسلم عادل یا مسلمہ شہادت ادا کرے کہ ذمی اپنی موت کے پہلے ایمان لایا ذمی کے اولیا انکار کرین میت کی میراث اوسکے اولیا کو جو ذمی نہون دلائی جائیگی اور مسلمانون کو چاہیے کہ ذمی کو غسل اور کفن دین اور اوسکے جنازے پر نماز پڑہین۔ کذا فی الذخیرہ۔

(۶۲۱) نصرانی اپنے دو بیٹے ایک مسلم دوسرا نصرانی چھوڑ کر انتقال کرے مسلم دو گواہ پیش کرے کہ میت حالت اسلام مین مرا نصرانی دو گواہ مسلمان پیش کرے کہ میت نصرانی مرا مسلم کے حق مین میراث کا فیصلہ کیا جائیگا۔ اسی طرح اگر نصرانی اپنے گواہ بھی نصرانی پیش کرے اس شکل مین بھی ابن مسلم کو میراث ملیگی۔ کذا فی المحیط والذخیرہ۔

(۶۲۲) صاحب منتقی لکھتے ہین اگر ابن مسلم اس بات کے گواہ پیش نکرے کہ اوس شخص کا باپ قبل اپنی موت کے اسلام لایا اس ثنا مین حامد متوفی

...ین کا دعویٰ کرے اور گواہ نصاریٰ پیش کرے قاضی زید کے حق میں مال کا فیصلہ
...رے اسکے بعد ابن مسلم گواہ نصاریٰ اس مضمون کے پیش کرے کہ میرا باپ مرنے
...کے پیشتر اسلام لایا امام محمدؒ فرماتے ہین کہ اگر قرضخواہ مسلم ہے تو ہم دین کو بسبب
...میون کی شہادت کے ساقط نکرینگے بلکہ فیصلہ سابق بحال رکھین گے۔ اگر قرضخواہ
...می ہے تو فیصلہ سابق منسوخ کرکے متوفی کی کل میراث ابن مسلم کو دلامین گے
...لذا فی فتاویٰ عالمگیریہ۔

(۶۲۳) اگر میت اپنا کچھ مال نہ چھوڑے اور ابن مسلم گواہ پیش کرے کہ متوفی مسلمان
...را اور اوسکا یہ منشا ہو کہ اپنے چھوٹے بھائیون کی ولایت حاصل کرون اسکی بجانب
...ی شہادت نہ قبول ہوگی۔ یہ حکم اس مقام پر خاص نہین ہے بلکہ کل مقامون
...مین یہی حکم دیا جائیگا۔ اشخاص ذمی توفی کے اسلام پر شہادت ادا کرین اور متوفی نے
اپنا کچھ متروکہ نہ چھوڑا ہو اور شہادت متوفی کے متروکہ حاصل کرنے کے لئے پیش
کی گئی ہو یہ گواہی قبول ہوگی مگر متوفی کا اسلام ثابت نہوگا۔ کذا فی الذخیرۃ
والمحیط۔

(۶۲۴) ابن سماعہ سے منقول ہے کہ مین نے امام محمدؒ سے پوچھا اگر قرضخواہ
مسلم کے گواہ مسلمان ہون اور فیصلہ کیا جائے اونکی شہادت پر ابن نصرانی
کی حاضری مین اسکے بعد ابن مسلم ذمی گواہ پیش کرے کہ میرا باپ مسلمان
مرگیا تو کیا فیصلہ ہوگا امام محمدؒ نے جواب دیا کہ یہ مدعی وارث ہوگا اوس مال کا جو
نصرانی متوفی نے چھوڑا ہے اونہ فیصلہ کیا جائیگا قرضخواہ کے حق مین کسی شی
کا۔ کذا فی فتاویٰ عالمگیریہ۔

(۶۲۵) ابن سماعہ فرماتے ہین مین نے امام محمدؒ سے سوال کیا اگر قرضخواہ اور ابن مسلم ہر ایک دو دو گواہ ذمی پیش کرے تو کون مدعیٰ علیہ قرار پائیگا۔ امام محمدؒ نے جواب دیا اگر وہ دونون ساتھ ہی گواہ پیش کرین تو ابن مسلم مدعیٰ علیہ قرار پائیگا کیونکہ اوسکی وراثت اوسکے گواہون سے ثابت ہو چکی ہے اور قرضخواہ کی شہادت وارث کے مقابلے مین قبول نہوگی اور اگر وارث مسلم نہو تو شہادت ذمیون کی اوسپر حجت نہوگی اور قرضخواہ کے نام کسی شی کا فیصلہ نہوگا کذا فی المحیط۔

(۶۲۶) ابو یوسفؒ فرماتے ہین ایک نصرانی مرجائے اور اپنے دو بیٹے چھوڑے ایک اونمین سے اپنے مورث کے مرنے کے بعد ایمان لائے اسکے بعد نصرانی گواہ نصرانی پیش کرے کہ مین متوفی کا بیٹا ہون اس نصرانی کی شہادت قبول کرینگے اور اسکا نسب متوفی سے ثابت کرکے اسکو ابن نصرانی کے ساتھ متوفی کی میراث مین شریک کرینگے اور مسلمان لڑکے کو اسکے حصے مین نہ شریک کرینگے۔ اسیطرح اگر متوفی ایک لڑکا نصرانی چھوڑے اور وہ اوسکی وفات کے بعد ایمان لائے پھر نصرانی دعوی کرے کہ مین متوفی کا بیٹا ہون اور اپنے دعوے پر نصرانی مذہب کے گواہ پیش کرے اس صورت مین ہم اس مدعی کے حق مین نسب متوفی کا فیصلہ کرین گے۔ اور جو متروکہ ابن مسلم کے قبضے مین ہے اوسمین سے اسکو ہم کچھ نہ دلائینگے اگر متوفی اپنا کچھ متروکہ چھوڑے گا تو وہ ابن مسلم ہی پائیگا اور اگر مسلم مرجائے تو اوسکا بھائی وارث ہوگا۔ ابن سماعہ فرماتے ہین کہ لڑکے ذمی کو ہمراہ لڑکے مسلم کے حق مزاحمت کا نہین ہے اگر مسلم لڑکا ایمان لائے قبل ثابت ہونے نسب لڑکے کے ذمی کے اور اگر ذمی لڑکے کا نسب ثابت ہو جائے قبل اسلام لانے مسلمان لڑکے

کے اس شہادت سے تو ذمی لڑکا لڑکے مسلم کا مزاحم ہوگا - کذا فی المحیط

(۶۲۷) دو شخص مسلم و ذمی جو قابض نہون دعویٰ کرین اوس مکان کا جو خالد ذمی کے قبضے مین ہو یہ دونون مدعیان میراث کا دعویٰ کرتے ہون اور اپنے اپنے دعوے پر گواہ پیش کرین تو مکان مدعوہ کا دونون مدعیان کے حق مین فیصلہ ہوگا اگر ذمی کے دونون گواہ مسلمان ہون وگرنہ مکان مدعوہ کا فیصلہ بنام مدعی مسلم صادر ہوگا گو اسکے گواہ کافر ہون - ھکذا فی البحر الرائق والمحیط - تشریح - جو شہادت ذمی بمقابلۂ ذمی ادا کرے تاوقتیکہ مشہود علیہ اسلام نہ لائے حاکم اس شہادت کو نافذ نہ کریگا اور نہ اسپر حکم صادر کریگا کیونکہ یہ گواہی باطل ہے اور اگر مشہود علیہ بعد صادر ہونے حکم کے اسلام لائے اس شکل مین حکم سابقہ نافذ ہوگا اور مشہود لہ کو کل حقوق دلائے جائینگے اس حکم سے احکامات قصاص فی النفس اور ما دون النفس مستثنےٰ ہین قیاس مقتضی ہے کہ قاضی اس شہادت پر حکم جاری کرے مگر خلاف قیاس قاضی اس شہادت پر حکم نہ دیگا - سرقہ مین اگر سارق اسلام لائے بعد فیصلہ ہونے اور قبل کاٹے جانے ہاتھ کے اس شکل مین سارق سے مال کا تاوان مدعی کو دلائیگا اور سارق کے ہاتھ کاٹنے کا حکم نہ دیگا اور اگر پہلے مشہود علیہ ایمان لائے ازان بعد دونون گواہ ایمان لائین - یا پیشتر دونون گواہ ایمان لائین پھر مشہود علیہ ایمان لائے اور دونون گواہ اپنی شہادت مجدداً ادا نکرین تو قاضی شہادت مذکور کی بنا پر عام حقوق مین فیصلہ نہ کریگا - اور اگر دونون گواہ گو مجدداً بعد اپنے اسلام لانے کے شکل اول مین اور شکل ثانی مین مشہود علیہ کے ایمان لانے کے بعد گواہی دین تو قاضی اس شہادت پر اموال اور قصاص اور حد قذف کی نسبت

فیصلہ کریگا اور حدود خالصہ بینہ مین فیصلہ نکریگا۔ هكذا فی شرح ادب الخصاف للصدر الشهيد۔

(۶۲۸) چار نصرانی گواہی دین ایک نصرانی کے مقابلے مین کہ اسنے لونڈی مسلمہ کے ساتھ جبرًا زنا کیا اور لونڈی زنا کو مکروہ سمجھتی تھی زانی کو حد مارین گے اور اگر گواہ بیان کرین لونڈی نے زانی کی اطاعت کی اس شکل مین ان دونون سے حد ساقط ہو جائیگی اور گواہون کو تعزیر دیجائیگی کیونکہ اونھون نے لونڈی مسلمہ کی نسبت زنا کی تہمت لگائی۔ کذا فی فتاوی عالمگیر سے۔

(۶۲۹) ابن سماعہ فرماتے ہین مین نے امام محمدؒ سے سوال کیا اگر دو نصرانی مسلم اور نصرانی کے مقابلے مین اس مضمون کی گواہی دین کہ ان دونون نے زید کو عمدًا قتل کیا ان دونون کی شہادت قبول ہوگی یا نہین امام محمد نے جواب دیا کہ انکی گواہی بمقابلہ مسلم جائز نہین صرف نصرانی کے مال سے دیت دلائین گے اور اوسکو قتل نہ کرینگے۔ کذا فی فتاوی عالمگیر سے۔

(۶۳۰) ابن سماعہ فرماتے ہین مین نے امام محمدؒ کی زبانی سُنا ہے کہ مسلم عمدًا نصرانی کا ہاتھ کاٹے اور یہ سمجھتا ہو کہ مقطوع غلام ہے۔ نصرانی مقطوع دعوی کرے کہ مین حر ہون ایک مرد دو عورتین اپنی جانب سے اس مضمون کے گواہ گذرانے کہ سال بھر ہوا مجھے مولے نے آزاد کر دیا۔ اس شکل مین ہم مقطوع کو حر قرار دیکر قاطع سے قصاص لین گے۔ کذا فی فتاوی عالمگیر سے۔

(۶۳۱) اگر مقطوع دو گواہ نصرانی پیش کرے کہ میرے مولی نے ایک مہینا ہوا مجھے آزاد کر دیا اور اسکا یہ منشا ہو کہ قاطع سے قصاص لیا جائے اس شکل مین

مقطوع الیہ آزاد ہوجائیگا اور قاطع سے قصاص نہ لیا جائیگا۔ فقہا لکھتے ہین کہ سزا وار ہی بموجب قول صاحبین کے مقطوع کی نسبت فیصلۂ آزادی صادر کیا جائے امام اعظمؒ اسکے خلاف ہین کیونکہ اونکے نزدیک صرف غلام کے آزاد ہونے کی شہادت پر لحاظ نہین ہوسکتا ہے تاوقتیکہ غلام دعوی نہ کرے۔ اور غلام نے شکل مذکورۂ بالا مین دعوی نہین کیا بلکہ وہی دعواے آزادی سے منکر ہے۔ کذا فی الذخیرہ

(۶۳۲) صاحب محیط لکھتے ہین مسلم کہے کہ اگر فلان نصرانی اپنی زوجہ کو طلاق دے تو میرا غلام آزاد ہوجائیگا دو نصرانی اس مضمون کی گواہی دین کہ فلان نصرانی نے اپنی زوجہ کو طلاق دی قول مذکور کے بعد اس شکل مین نصرانی کی زوجہ مطلقہ قرار پائیگی اور غلام مسلم کا آزاد نہو گا۔ ھکذا فی المحیط۔

(۶۳۳) مسلم کہے اگر میرا غلام اس مکان مین داخل ہو تو آزاد ہو جائیگا۔ اور نصرانی کہے اگر غلام مکان مین داخل ہو تو میری زوجہ پر تین طلاق ہین ازان بعد دو نصرانی گواہی دین کہ غلام مکان مین داخل ہوا۔ دو حال سے خالی نہین یا غلام مسلم ہوگا یا نصرانی شکل اول مین گواہان مذکورین کی شہادت باطل قرار پائیگی اور ثانی مین شہادت صرف طلاق دینے نصرانی کی جائز ہوگی اور غلام کی آزادی کی نسبت جائز نہوگی۔ کذا فی المحیط السرخسی۔

(۶۳۴) نصرانی مسلم اور نصرانی کا قرضدار مرجائے اور دونون قرضون کی نسبت نصرانی ہی گواہ ہون امام اعظمؒ اور امام محمدؒ اور زفرؒ فرماتے ہین پہلے مسلم کا دین ادا کرایا جائیگا۔ کذا فی المحیط السرخسی۔

(۶۳۵) ذمی سو درہم اپنا متروکہ چھوڑ کر مرجائے مسلم دو گواہ ذمی اس مضمون کے

پیش کرے کہ متوفی سَو درہم کا قرضدار تھا اور مسلم و ذمی دو گواہ ذمی پیش کرے
نسبت قرضہ سَو درہم کے قاضی اس شکل مین سو درہم کے دو ثلث شخص منفرد
کو دلائیگا اور ایک ثلث دو شریکون کو اسی طرح دو شریک دو گواہ مسلمان پیش کرین
اور گواہ ذمی پیش کرین اس شکل مین مال میت کے تین ثلث کرکے اوسکے قرضخواہون
کو تقسیم کر دینگے اور اگر ذمی تنہا دو گواہ مسلم پیش کرے اور دو شریک دو ذمی گواہ
یا مسلمان اس صورت مین سَو درہم کا نصف یعنے پچاس شخص منفرد کو دلایا جائیگا
اور نصف یعنے پچاس درہم دونون شریکون کو دلائے جائینگے۔ کذا فی الکافی

(۶۳۶) نصرانی دو سو درہم اپنا متروکہ چھوڑکر مرجائے متوفی کے دو لڑکے
نصرانی ہون اونمین سے ایک اسلام لائے اسکے بعد ایک شخص دعوی کرے
متوفی پر سَو درہم کا اور اپنے دعوے پر دو نصرانی گواہ پیش کرے قاضی مدعی کے
نام سو درہم کا فیصلہ کریگا اور اسکی تعمیل فرزند کافر کے حصے مین سے کرائیگا۔ کذا
فی المحیط۔

(۶۳۷) نصرانی ایک غلام چھوڑکر انتقال کرے متوفی کے بعد وفات غلام ایمان لائے
اور اسکی جانب سے دو نصرانی گواہی دین کہ غلام کے مولی نے اوسے آزاد کیا تھا
اور مولی کا بجز اس غلام کے دوسرا مال نہین ہے بعدازان بعد مسلم دو گواہ نصرانی
پیش کرے کہ میرے میت پر ہزار درہم قرض ہین امام محمد فرماتے ہین کہ ہم اون
دونون مدعیون کی شہادت ساتھ ہی قبول کرینگے۔ یعنے غلام آزاد کرادینگے اور اس
سے مسلم کے قرضے کی ادائی کے واسطے سعی کرائینگے۔ کذا فی المحیط

(۶۳۸) امام محمدؒ کتاب رہن مین لکھتے ہین ذمی انتقال کرے ایک ذمی اوسکے

جز اسباب کا بحیثیت رہن دعوی کرے اور اپنے گواہ ذمی پیش کرے اور مسلم متوفی پر دین کا دعوی کرے اور اپنے گواہ ذمی یا مسلم پیش کرے اس شکل مین بیشتر مسلم کو کل دین دلائینگے اور اگر مسلم کے قرضہ ادا کرنے کے بعد کچھ باقی رہیگا تو وہ ذمی کو دلایا جائیگا۔ امام محمد تحریر کرتے ہین کہ رہن نہین جائز ہے تا وقتیکہ مسلم کا دین ادا ہنوجائے اگر ذمی کے گواہ مسلم ہون اور مسلم کے گواہ ذمی ہون یا مسلمان اس شکل مین ذمی حق ہے بسبب رہن کے تا وقتیکہ اسکا زر رہن ادا ہنوجائے کذا فی المحیط۔

(۶۳۹) اگر مسلم دعوی کرے کافر کے مقابلے مین مال کا اور یہ بیان کرے کہ اسکی جانب سے مسلم کفیل ہوا اور کافر گواہ پیش کرے اس شہادت کی روسے مال اصیل پر ادا کرنا واجب ہوجائیگا نہ کفیل پر۔ اسی طرح اگر اصل مال کافر پر ہو اور دو کافر گواہی دین مسلم اور کافر کے مقابلے پر کہ یہ دونون کافر کی جانب سے اس مال کے کفیل ہوئے اور آپس مین بھی ایک دوسرے کا کفیل ہوا یہ شہادت اصیل اور کفیل کافر پر جائز ہے اور کفیل مسلم پر جائز نہین۔ کذا فی فتاوی عالمگیری

(۶۴۰) مسلم مال کا دعوی کرے بمقابلہ مسلم کے اور مدعی علیہ اوسکا انکار کرے مدعی بیان کرے کہ فلان ذمی اوس مال کا مدعی علیہ کی جانب سے اوسکے کہنے کے بموجب کفیل ہوا۔ اور کفیل اسکا انکار کرے مدعی کی جانب سے دو ذمی گواہی دین شہادت ان دونون کی کفیل پر جائز ہے۔ کفیل درصورت ادا کرنے زر کفالت کے مسلم سے اوسکے واپس لینے کا مستحق نہین ہے۔ اسیطرح جب مال مسلم اور کافر پر واجب الادا ہو بموجب صک یعنے وثیقہ کے اور اوسکے صدر مین

مسلم کا نام تحریر ہو اور ذمی اسکے بعد اوسکی جانب سے کفیل ہوا ہو یا صک ان دونون کی جانب سے ہو اور ہر ایک دوسرے کا ضامن ہوا ہو یہ شہادت حجت ہے بمقابلہ کافر نہ مسلم۔ کذا فی المبسوط۔

(۶۴۱) مسلم ہزار درہم کا کافر کی جانب سے بمقابلہ کافر کفیل ہوا ہو مدیون کافر کہے کہ مین نے مسلم سے نہین کہا کہ تو میری جانب سے کفیل ہو اسکے بعد مسلم گواہ کافر پیش کرے کہ اصیل نے مجھسے ضامن ہونے کے لیئے کہا مدعی اقرار کرے کہ مین نے کفیل سے مال وصول پایا اس شکل مین کفیل زر کفالت مدیون سے وصول کریگا اور اگر کفیل مسلم حاضر ضامن یا مال ضامن ذمی کی جانب سے بمقابلہ مسلم یا ذمی کے ہوا ہو اور مسلم یا ذمی کی جانب سے گواہ ذمی گواہی دین کہ مسلم انکی جانب سے حاضر ضامن یا مال ضامن ہوا۔ اور کفیل اسکا انکار کرے اس شکل مین یہ شہادت قبول نہوگی اور اگر کفیل کفالت کا اقرار کرے اور گواہ ذمی اسکے اقرار کی نسبت گواہی دین تو یہ گواہی قبول کی جائیگی۔ کذا فی المحیط۔

(۶۴۲) شہادت کفار کی بمقابلہ مکاتب کافر اور غلام ماذون کے جائز ہے گو مولیٰ مسلم ہو۔ ھکذا فی فتاویٰ عالمگیریہ۔

(۶۴۳) دو نصرانی مسلم کی جانب سے بمقابلہ غلام ماذون کے جسکا مذہب نصرانی ہو گواہی دین کہ اسنے زید کو قتل کیا یا زید کے اسپ کو یہ شہادت زید کے قتل پر جائز نہین اور اسپ کے قتل پر امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہی ابو یوسفؒ لکھتے ہین کہ شہادت صرف نسبت قصاص کے قبول ہوگی۔ کذا فی فتاویٰ عالمگیریہ۔

(۶۴۴) غلام ماذون مسلم ہو اور اوسکا مولی کافر ہو اس شکل مین کفار کی گواہی بمقابلہ غلام جائز نہین۔ کذا فی المبسوط۔

(۶۴۵) کافر مسلم کو وکیل مقرر کرے خرید یا فروخت کرنے کے واسطے۔ وکیل کے مقابلے مین شہادت گواہ کافر کی قبول نہوگی مگر شہادت مسلمانون کی قبول ہوگی اگر مسلم کافر کو خریدنے یا فروخت کرنے کے لیے وکیل مقرر کرے تو اسکے مقابلے مین شہادت کافر کی جائز ہے۔ کذا فی المحیط۔

(۶۴۶) جامع الصغیر مین لکھا ہے مسلم دعوی کرے کہ فلان نصرانی مرگیا اور اوسنے مجھے وصیت کی اور گواہ نصاری پیش کرے قاضی نے اس شہادت پر حکم نہ صادر کیا ہو کہ وصی متوفی کے قرضخواہ نصرانی کو قاضی کے روبرو حاضر کرے اور اوسکے قرضے کی بھی وصی کے گواہ شہادت اداکرین وصیت کی نسبت شہادت قبول ہوگی ازروے قیاس اور استحسان کے اور یہ حکم متعدی ہوگا دائن کے حق مین۔ اور اگر وصی قرضخواہ مسلم کو پیش کرے اس صورت مین قیاس مقتضی ہے کہ گواہی نہ قبول کی جائے دائن کے حق مین اور یہی قول امام محمد کا پہلا ہے استحساناً شہادت مذکور قبول ہوگی۔ اسی طرح نصرانی گواہ نصرانی پیش کرے کہ فلان شخص مرگیا زید مدعی اوسکا بیٹا ہے اور اوسکے دوسرے وارث کو ہم نہین جانتے ہین ہنوز قاضی نے اس شہادت پر فیصلہ نکیا ہو کہ مدعی متوفی کے ایک قرضخواہ کافر کو حاضر کرے اور گواہان مذکورین اس دائن کے قرضے کی بھی شہادت اداکرین شہادت انکی ازروے استحسان اور قیاس کے قبول ہوگی۔ اور اگر مدعی قرضخواہ مسلم کو قبل اپنے حق مین فیصلہ صادر ہونے کے

قاضی کے روبرو حاضر کرے اور گواہان مذکورین اسکے قرضے کی بھی شہادت ادا کرین اس صورت مین دین کی نسبت گواہی قبول نہوگی ازروے قیاس اور بموجب استحسان قبول ہوگی۔ هکذا فی الذخیرہ۔

(۶۴۷) زید مسلم نصرانی کے کل حق کا جو اوسکو کوفہ مین پانا ہو اوسکی نسبت وکالت کا دعوی کرے اور مدعی مدیون مسلم کو حاضر کرے اور اپنے دعوے کی نسبت دو نصرانی گواہ پیش کرے یہ گواہی قبول نہوگی اور مدعی اگر مدیون نصرانی کو حاضر کرے اس شکل مین گواہون کی شہادت قبول ہوگی۔ قاضی اگر اس شہادت پر بحق مدعی فیصلہ صادر کرے تو یہ فیصلہ مدیونان مسلمان اور دوسرے لوگون پر جو مسلمان ہون نافذ سمجھا جائیگا۔ اسکے بعد اگر وکیل مدیون مسلم کو حاضر کرے اور وہ اوسکی وکالت سے انکار کرے قاضی وکیل کو حکم نہ دیگا کہ وہ اپنے گواہ پیش کرے کذا فی المحیط۔

(۶۴۸) ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے نقل کیا ہے نصرانی مسلم سے غلام خریدے اور اوسپر قبضہ کرکے دوسرے نصرانی کے ہاتھہ فروخت کرے مشتری ثانی غلام کے قبضہ کرنے کے بعد اوسمین عیب پائے اور اس مضمون کے گواہ پیش کرے کہ غلام مین یہ عیب تھا مسلم کے پاس قبل بیع ہونے سے اس شکل مین مشتری ثانی کو یہ حق ہوگا کہ غلام بائع نصرانی کو واپس کرے اور بائع نصرانی اس شہادت کے بموجب غلام مسلم کو واپس نہین کرسکتا ہے۔ کذا فی الذخیرہ۔

(۶۴۹) منتقی مین لکھا ہے نصرانی غلام کو نصرانی کے ہاتھہ فروخت کرے اور مشتری اول غلام کو فروخت کرے دوسرے نصرانی کے ہاتھہ یہانتک

کہ وہ غلام دس نصرانیون کے ہاتھ فروخت ہو زان بعد منجملہ اونکے ایک بائع اسلام
لائے اور غلام دعویٰ کرے کہ مین حر الاصل ہون اور اسپر نصاریٰ مذہب کے
گواہ پیش کرے زفرؒ فرماتے ہین غلام کی جانب کی شہادت تا وقتیکہ مسلمان گواہ
پیش نہون قبول نہوگی عام اس سے کہ اونمین سے بائع اول یا اوسط یا آخر ایمان
لایا ہو۔ ابویوسفؒ رقم کرتے ہین اگر مشتری آخر اسلام لائے تو غلام کی شہادت
پیش کردہ قبول نہوگی اور اگر مشتری آخر شرف اسلام سے مشرف نہو اور اوسکا غیر
شرف اسلام سے بہرہ اندوز ہو اس شکل مین غلام کے آزاد ہونے کا فیصلہ ہوگا
اور وہ لوگ قیمت ایک دوسرے کو واپس کرینگے یہانتک کہ مسلم کی نوبت پہونچے
اس سے نہ قیمت واپس کرنے کا مواخذہ ہوگا اور نہ اوس شخص سے جو اسکے
قبل بائع ہو۔ اگر غلام گواہ پیش کرے کہ بائع اول نے مجھے آزاد کیا اور بائع اول
شرف اسلام سے مشرف ہو چکا ہو اور گواہ نصاریٰ ہون غلام کی جانب کی شہادت
قبول نہوگی۔ اسی طرح اگر اوسط اسلام لایا ہو تو غلام کی شہادت نہ اوسط کے آزاد
کرنے پر اور نہ اوسکے بعد والے کے آزاد کرنے پر اور اوسط کے قبل والے
کے آزاد کرنے پر قبول ہوگی۔ یہ قول امام اعظمؒ اور زفرؒ کا ہے ابویوسفؒ تحریر
کرتے ہین کہ جس بائع کے آزاد کرنے پر نصاریٰ گواہ قائم ہوئے ہین وہ قبل
مسلم کے ہو یا بعد دونون شکلون مین ایک ہی حکم ہے یعنے غلام کی شہادت پیش کردہ
قبول ہوگی اور اوسکی آزادی کا فیصلہ ہوگا۔ اور اگر مسلم کے آزاد کرنے پر گواہ
پیش کیے جائین تو اس صورت مین غلام کی گواہی قبول نہوگی۔ اور جس شکل
مین بمقابلہ غیر مسلم گواہ پیش کیے جائین تو شہادت قبول ہوگی اور ہر مشتری

ثمن واپس لیگا بائع سے یہانتک کہ منتہی ہو طرف مسلم کے یہ مشتری مسلم سے زر ثمن واپس نہین لے سکتا ہے اور نہ مسلم کے قبل واپس لے سکتا ہے مگر یہ کہ مسلم غلام کے آزاد ہونے کا اقرار کرے اس سے زر ثمن دلایا جائیگا یہان تک کہ منتہی ہو اوس شخص کی جانب جسنے غلام کو آزاد کیا - کذا فی المحیط-

تیرھوان باب

(شہادت علی الشہادت کے بیانمین)

(۶۵۰) شہادت علی الشہادت جائز ہے اوس حق کی نسبت جو نہین ساقط ہوتا ہے بسبب شبہ کے یہ حکم استحساناً ہے - اور شہادت علی الشہادت باطل اوس حق کے جو شبہے سے ساقط ہو جاتا ہے نہین قبول ہوتی ہے مثل حدود اور قصاص کے کذا فی الہدایہ-

(۶۵۱) کتاب اصل کے باب شہادت مین لکھا ہے کہ دو گواہ دو گواہون کی گواہی پر شہادت ادا کرین کہ فلان قاضی نے فلان شخص کو حد قذف ماری یہ جائز ہے اور اسی کتاب کے باب دیات مین مذکور ہے کہ گواہی امور مذکورہ بالا مین نہین جائز ہے - کذا فی المحیط - لیکن تعزیر مین جائز ہے - کتاب نوادر کے باب اجناس مین ابن رستم نے امام محمدؒ سے نقل کیا ہے کہ شہادت علی الشہادت تعزیر مین جائز ہے - کذا فی فتح القدیر-

(۶۵۲) ایک درجے مین شہادت علی الشہادت جائز ہے اسی طرح کئی درجون مین بھی جائز ہے حقوق عباد کی نگہبانی کے واسطے کذا فی الکافی-

(۶۵۳) شہادت علی الشہادت مرد کے مقابلے مین ہوگی یا عورت کے دونون

شکلون مین نصاب اقل درجہ یہ ہے کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتین گواہی دین یہ حکم ہمارے نزدیک ہے۔ کذا فی فتاوی قاضی خان۔

(۶۵۴) ایک شخص بالذات گواہی دے اور دو شخص شخص ثالث کی شہادت کی نسبت گواہی دین یہ گواہی جائز ہے۔ مثال یہ ہے کہ زید کسی حق کا دعوی کرے اور اسپر ایک گواہ عمرو پیش کرے اور بکر و خالد کو پیش کرے جو گواہی دین محمود کے گواہ ہونے کی اس مقدمے مین گواہی عمرو اور بکر و خالد کی بہ نصاب شرعیہ قبول ہوگی۔ کذا فی المخلا صہ۔

(۶۵۵) ایک شخص بالذات گواہ ہو اور اسکی گواہی پر دو شخص گواہی دین۔ یہ گواہی قبول نہوگی۔ کذا فی المحیط السرخسی۔

(۶۵۶) اشہاد کی تعریف یہ ہے کہ شاہد اصل گواہ فرع سے کہے کہ مین گواہی دیتا ہون کہ زید کے بکر پر ہزار درہم قرض ہین مین گواہ کرتا ہون تجھکو اپنی اس گواہی پر۔ یا اصل شاہد کہے کہ مین گواہ بناتا ہون تجھکو اپنی شہادت پر کہ مین گواہ ہون فلان بن فلان نے میرے روبرو فلان کے حق کا اقرار کیا۔ یا شاہد اصل کہے کہ مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ مین نے سنا فلان شخص نے فلان کے حق کا اقرار کیا مین تجھکو اس گواہی پر گواہ بناتا ہون اور شاہد اصل یہ نہ کہے کہ مین تجھکو گواہ بناتا ہون اپنی شہادت کے ساتھ۔ تشریح اصل گواہ کو لازم ہے کہ شہادت ادا کرے اوس طرح جسطرح قاضی کے روبرو ادا کی جاتی ہے تا سامع اوس گواہی کو عدالت مین نقل کرے اصل گواہ کو اس امر کے بیان کرنے کی حاجت نہین ہے کہ فلان شخص کو مین نے اپنی گواہی پر

گواہ بنایا - کذا فی الکافی -

(۶۵۷) اگر دو اصل گواہ دو شخصون سے کہین کہ ہم گواہ بناتے ہین تمکو - ہمنے سُنا خالد نے یہ اقرار کیا کہ مجھپر عمرو کے ہزار درہم واجب الادا ہین - تم ہماری اس شہادت پر گواہ ہوجاؤ فرعان اسکی گواہی دین یہ شہادت قبول نہوگی - اسی طرح اگر دونون اصل گواہ کہین کہ ہم گواہی دیتے ہین بکر نے اقرار کیا محمود کے مجھپر ہزار درہم واجب الادا ہین ہماری اس شہادت پر تم گواہ ہوجاؤ - یا دونون اصل کہین کہ ہم گواہی دیتے ہین خالد پر حق کی تم اسکے گواہ ہوجاؤ - یا وہ دونون کہین کہ ہم جس امر کے گواہ ہین تم اوسکی گواہی دو - یا وہ کہین کہ زید کے عمرو پر ہزار درہم واجب الادا ہین تم دونون ہمارے گواہ ہونے کی گواہی دو - اور اسی طرح اگر ایک اصل فرع سے کہے کہ مین گواہی دیتا ہون فلان شخص کے اس اقرار کی کہ فلان شخص کے مجھپر ہزار درہم واجب الادا ہین تو گواہی دے میری گواہی کی - ان کل صورتون مین اشہاد صحیح نہین ہے - کذا فی فتاوی قاضیخان - **تبنیہ** - اس مقام پر یہ امر بیان کرنا ضرور ہے اوپر کی شکلون مین اشہاد صحیح ہے اور ان شکلون مین اشہاد صحیح نہین - انمین مابہ الفرق کیا ہے - اوپر کی شکلون کے الفاظ مین یہ معنی نکلتے ہین کہ اصل فرع سے یہ کہتا ہے تو میرے گواہ ہونے کی گواہی دے - اور اور جنمین اشہاد صحیح نہین اوسمین یہ معنے نکلتے ہین کہ اصل فرع سے یہ کہتا ہے تو اس امر کی گواہی دے جسکا مین گواہ ہون -

(۶۵۸) اگر اصل اپنی شہادت پر غیر کو گواہ بنانا چاہے اوسے سزاوار ہے کہ مدعی اور مدعی علیہ کو حاضر کرکے اونکی شناخت کرائے اور اگر اصل مدعی اور

مدعیٰ علیہ کی عدم موجودگی مین اپنی گواہی پر دوسرے شخص کو گواہ بنانا چاہے اس صورت مین اسکو چاہیئے کہ نام اور حسب او رنسب ان دونون کا بیان کرے۔ اور درصورت عدم موجودگی مدعیٰ علیہ کے اوسکے نام کا بیان کرنا جائز ہے اشہاد کے لیئے۔ اورصرف اسقدر بیان کرنا فیصلہ صادر کرنے کے واسطے کافی نہین ہے۔ کذا فی المحیط۔

(۶۵۹) گواہ فرع سے وقت اداکرنے شہادت کے بیان کرے کہ مین گواہی دیتا ہون فلان شخص نے مجھے اپنی گواہی پر گواہ بنایا کہ فلان شخص نے اوسکے روبرو فلان امر کا اقرار کیا یا بیان کرے کہ اصل نے مجھسے کہا تو میری اس شہادت پر گواہ بنجا۔ کیونکہ فرع کو گواہی دینا اور اصل کی شہادت اور اپنے گواہ بنانے کا ذکر کرنا لازمی ہے اسکے الفاظ طویل اور اقل ہین مگر یہ الفاظ اوسط ہین بمقتضاے خیر الامور اوسطہا۔ کذا فی الہدایہ۔ **تشریح**۔ یہی اصح ہے۔ کذا فی الزاہدی۔

(۶۶۰) اگر فرع گواہی دین اور نہ بیان کرین کہ ہم گواہ ہین اصل کی شہادت پر نہ مقبول ہوگی یہ گواہی۔ کذا فی خزانۃ الفتاوی۔

(۶۶۱) گواہ فرع کو چاہیئے کہ اصل گواہ کا نام اور اوسکے باپ دادا کا نام بیان کرے اور اگر یہ اوسکے باپ دادا کا نام بیان نہ کرے تو اس شکل مین قاضی اوسکی شہادت قبول نکریگا۔ کذا فی الذخیرہ۔

(۶۶۲) شہود فرع کی گواہی اشکال ذیل مین قبول ہوگی اور سوا ان اشکال کے قبول نہوگی۔ اوّل یہ کہ اصل گواہ مرجایئے۔ ثانی یہ کہ اصل گواہ اسقدر بیمار ہو کہ عدالت مین حاضر نہو سکتا ہو۔ ثالث یہ کہ گواہ بلدے مین موجود نہو اور عدالت

تک تین شبانہ روز کا راستہ ہو یا اس سے زیادہ - کذا فی الکافی - تشریح - اسی پر فتوی ہے - کذا فی التاتارخانیہ -

(۶۶۳) ابی یوسف سے منقول ہے کہ اصل ایسے مکان مین ہو کہ اگر کل کے روز اوسے شہادت ادا کرنے کے واسطے عدالت مین حاضر کرین تو شب باشی اپنے اہل وعیال مین نہ کر سکے اسکی گواہی پر گواہی دینا جائز ہے اور اسیکو فقیہ ابو اللیث نے اختیار کیا ہے - کذا فی الزاهدی والهدایہ - تشریح - اکثر ہمارے عالمون نے اس روایت پر عمل کیا ہے اور اسی پر فتوی ہے کذا فی المحیط وفتاوی سراجیة -

(۶۶۴) نوادر مین ہشام نے امام محمدؒ سے اس مسئلے کی نسبت سوال کیا کہ اگر ایک شخص قوم کے ساتھ روانہ ہوا اور وہ مکے جانے کا یا دوسرے سفر معینہ کا عزم رکھتا ہو قوم اوسکا ساتھ ترک کرکے اپنے ملک مین واپس آئے اور اسکے بعد قوم گواہی دے اوسکی گواہی پر مدعی علیہ دعوی کرے کہ وہ حاضر ہے اور اسپر گواہ شہادت ادا کرین لیکن وہ مدعی کے دعوے سے کچھ بھی زیادہ بیان نکرین یہ شہادت علی الشہادت کیا قبول ہوگی - موافق قول اوس شخص کے جسکے نزدیک حاضر یہ شہادت قبول نہین ہوتی ہے - امام محمدؒ نے جواب دیا ہان اور اگر قوم نے اوس شخص کا ساتھ ترک کر دیا ہو اور وہ اپنی منزل مین ہو اور قوم نے اوسوقت اوسے پھر نہ دیکھا ہو اس شکل مین ہم قوم کی شہادت نہ قبول کرین گے - کذا فی التاتارخانیہ -

(۶۶۵) حسام الدین تحریر کرتے ہین اگر امیر اور سلطان دونون بلدے مین موجود

ہون توانکی شہادت علی الشہادت جائز نہین - کذا فی القنیۃ -

(۶۶۶) ابن کی شہادت اپنے باپ کی شہادت پر جائز نہین - ایک روایت مین ابن اپنے باپ کے حق مین فیصلہ نہین کر سکتا ہے - صحیح یہ ہے کہ دونون صورتین جائز ہین کذا فی الفتح القدیر -

(۶۶۷) اگر قیدی شہر مین ہو اور یہ اپنی گواہی پر گواہ بنائے فرع کو جائز ہے اس شہادت پہ گواہی ادا کرے - اگر فرع قاضی کے روبرو گواہی ادا کرے اس مسئلے مین مشائخ کا اختلاف ہے بعضے کہتے ہین اگر اصل قیدی اس قاضی کے محبس مین ہو اس شکل مین فرع کی گواہی جائز نہین - اور اگر وہ والی کے محبس مین مقید ہو اور اوس سے نکلنا ممکن نہو اس صورت مین فرع کی شہادت جائز ہے - کہا گیا کہ اس شکل مین بھی شہادت جائز نہین - کذا فی الذخیرہ -

(۶۶۸) کتاب اصل کے باب شہادت مین لکھا ہے کہ عورت مخدرہ کو اپنی گواہی پر گواہ بنانا جائز ہے - تشریح - جو عورت حوائج ضروریہ کے لیئے اپنے مکان سے نکلتی ہو مگر مردون سے اختلاط نہ رکھتی ہو - ایسی عورت بھی مخدرہ کے حکم مین شمار کی گئی ہے - کذا فی فتاوی عالمگیری -

(۶۶۹) قاضی بدیع الدین کے نزدیک اگر اصل گواہ معتکف ہو عام اس سے کہ وہ اعتکاف منذور ہو یا غیر منذور اسکی گواہی جائز نہین - کذا فی التاتارخانیہ

(۶۷۰) فتاوی الصغری مین لکھا ہے اپنی گواہی پر گواہ بنانا جائز ہے اگر اصول کو کوئی عذر نہو اور درصورت لاحق ہونے عذر کے مثل سفر یا موت کے فرع کو گواہی دینا جائز ہے - کذا فی الخلاصہ -

(۶۷۱) فروع اصول کی گواہی پر گواہی دین اسکے بعد اصول قبل فیصلہ ہونے کے حاضر ہو جائین اس شکل مین فروع کی شہادت پر فیصلہ نہ کیا جائیگا۔ کذا فی فتاوے قاضی خان۔

(۶۷۲) اصیل گواہ دوسرے شخص سے کہے کہ ہم تجھکو اپنی گواہی پر گواہ بناتے ہین اور وہ شخص جس سے خطاب کیا گیا بیان کرے کہ ہم گواہ نہین بنتے ہین تو اوس شخص کی جسنے تحمل شہادت سے انکار کیا گواہی قبول نہوگی۔ کذا فی فتاویٰ عالمگیری

(۶۷۳) زید عمرو کو گواہ بنائے اپنی گواہی پر اسکے بعد زید عمرو کو گواہی دینے سے منع کرے اسکا منع کرنا صحیح نہوگا۔ ابو یوسفؒ کے نزدیک عمرو کی گواہی جائز ہے اگر عمرو بعد منع کرنے کے بھی گواہی دے۔ کذا فی فتاویٰ قاضیخان۔

(۶۷۴) زید و عمرو۔ محمود خالد کی گواہی پر گواہی ادا کرین کہ مسعود نے اپنے غلام کو آزاد کیا۔ ہنوز قاضی نے اونکی شہادت پر فیصلہ نہ کیا ہو کہ دونون اصل حاضر ہون اور فروع کو شہادت ادا کرنے سے منع کرین۔ عامہ مشائخین کے نزدیک یہ گواہی صحیح ہے اگرچہ گواہان اصل فروع کو گواہ بنانے سے انکار بھی کرین۔ بعض مشائخ لکھتے ہین کہ نہین صحیح ہے اور قول اول اظہر ہے۔ کذا فی الخلاصۃ والھدایۃ۔

(۶۷۵) اگر دو فروع ایک اصل کی شہادت پر گواہی دین بعد اسکے اصل گونگا یا اندھا یا مرتد یا فاسق یا اوسکی عقل سلب ہو جائے اور اوسکی ایسی حالت ہو جائے کہ گواہی قبول نہو سکے اس شکل مین فرع کی گواہی جائز نہین بلکہ اصل کیکا اپنی گواہی پر گواہ بنانا باطل ہو جائیگا۔ اگر فرع گواہی دے اصل کی شہادت پر

اور یہ نامنظور کی جائے بسبب فاسق ہونے اصل کے اس شکل مین ان دونون کی یعنے فرع اور اصل کی گواہی قبول نہو گی - کذا فی فتاوی عالمگیری -

(۶۷۶) زید عمرو کو اپنی گواہی پر گواہ بنائے اسکے بعد زید کی وہ حالت ہوجائے جسمین گواہی قبول نہین ہوتی زان بعد زید کی وہی حالت اصلیہ جسمین گواہی قبول کرنے کا کوئی امر مانع نہ تھا عود کر آئے مثلاً اصل گواہ فاسق ہوجائے اسکے بعد توبہ کرے اور فرع گواہی دے اصل گواہ کی گواہی پر فرع کی شہادت جائز ہے - کذا فی فتاوی عالمگیریہ -

(۶۷۷) خالد اور محمود اپنی گواہی پر دو گواہون عادل کو گواہ بنائین اور خود فاسق ہوجائین اور پھر اپنے فسق سے باز آکر اپنی حالت قدیم پر آجائین اور وہی گواہان مذکورین انکی گواہی پر گواہی دین یہ شہادت مقبول ہے - اگر دو شخص گواہون کی شہادت پر گواہی دین قاضی انکی شہادت گواہان اولین کے متہم ہونے کی وجہ سے نامنظور کرے تو شاہدین اولین کی بھی شہادت قبول نہو گی - اور اگر فرعین کی شہادت بسبب اونکے متہم ہونے کے قبول نہ کی جائے تو اولین کی گواہی جائز ہے بشرطیکہ وہ عادل ہون - اسی طرح اگر دوسرے دو عادل گواہی پر گواہی ادا کرین انکی گواہی قبول ہوگی - کذا فی الذخیرہ -

(۶۷۸) دو گواہ گواہی دین دو غلامون یا دو مکاتبون یا دو کافرونکی شہادت پر مسلم کے مقابلے مین قاضی اس گواہی کو اس وجہ سے نامنظور کرے کہ کافرون اور غلامون اور مکاتبون کی گواہی مسلم کے مقابلے مین جائز نہین اسکے بعد دونون غلام یا دونون مکاتب آزاد ہوجائین یا کافر اسلام لائین اور یہی لوگ

گواہی مذکورہ کا اعادہ کرین - اس شکل مین انکی شہادت جائز ہے - کذا فی فتاوی عالمگیریہ -

(۶۷۹) اگر اصل گواہ فاسق ہو وقت اشہاد کے بعد اسکے توبہ کرے اس شکل مین فرع کی گواہی جائز نہین - ہان دوبارہ اصل گواہ اشہاد کرے تو جائز ہے اگر دونون اصل گواہ مرتد ہو جائین اسکے بعد اسلام لائین اس شکل مین گواہان فرع کی شہادت جائز نہین اور اگر وہ دونون اصل گواہ خود بعد اسلام لانے کے شہادت ادا کرین تو اونکی گواہی قبول ہوگی - کذا فی التاتارخانیہ -

(۶۸۰) اگر گواہان گواہ کہین ہمکو گواہ بنایا اون گواہون نے جنکے ہم گواہ ہین اپنی اس شہادت پر کہ فلان بن فلان کے اتنے درہم فلان بن فلان پر قرض ہین مگر ہمین یہ معلوم نہین کہ مشہود علیہ کون ہے - قاضی یہ گواہی قبول کرکے حکم دیگا مدعی کو وہ گواہ اس امر پر قائم کرے کہ جس شخص کو اوسنے حاضر کیا ہے وہ فلان بن فلان ہے - کذا فی المحیط -

(۶۸۱) دو فرع دو اصل کی شہادت پر گواہی دین قاضی اگر اصول و فروع کی عدالت کو جانتا ہو تو اونکی شہادت پر فیصلہ کریگا اور اگر قاضی صرف اصول کی عدالت کو جانتا ہو اور فروع کی عدالت کا حال اوسے معلوم نہو اس شکل مین قاضی فروع کی عدالت دریافت کریگا - اور اگر صرف فروع کی عدالت جانتا ہو اور اصول کی عدالت نہ جانتا ہو خصاف لکھتے ہین قاضی اصول کی عدالت فروع سے دریافت کریگا اور قبل اسکے فیصلہ نہ کریگا اگر فروع اصول کی تعدیل کرین اس شکل مین اصول کی عدالت ان دونون کی شہادت سے ظاہر الروایت مین

ثابت ہوجائیگی- امام محمدؒ سے منقول ہے کہ فروع کی تعدیل کرنے سے اصول کی عدالت ثابت نہین ہوتی- صحیح ظاہر الروایت کا حکم ہے- اگر دونون فرع قاضی سے بیان کرین کہ ہمین اصل گواہون کی عدالت معلوم نہین قاضی اس شکل مین ان دونون کی شہادت قبول نہ کریگا- اور اگر مدعی کہے کہ مین اون لوگون کو حاضر کرتا ہون جو اصل کی تعدیل کرینگے امام محمدؒ کے نزدیک مدعی کی یہ درخواست منظور نہوگی اور اگر مدعی قاضی سے یہ سوال کرے کہ اصل گواہونکی عدالت دریافت کر مدعی کی یہ استدعا بھی قبول نہوگی ظاہر الروایت مین- کذا فی المحیط السرخسی

(۶۸۲) اگر فرعان کہین کہ ہم نہین جانتے ہین کہ اصیل عادل ہین یا نہین- شمس الائمہ حلوائی فرماتے ہین کہ قاضی ان دونون کی شہادت نامنظور نہ کریگا اور اصول کی عدالت دوسرے لوگون سے دریافت کریگا- یہی صحیح ہے- کذا فی فتاوی قاضیخان- اسیطرح ابو یوسفؒ سے بھی روایت کی گئی ہے اور یہی صحیح ہے- کذا فی المحیط والذخیرہ-

(۶۸۳) اگر فرع قاضی سے کہے کہ مین متہم کرتا ہون اوس اصیل کو شہادت مین اس شکل مین قاضی شہادت فرع کی اصل کی شہادت پر قبول نہ کریگا- کذا فی فتاوی قاضیخان-

(۶۸۴) اگر فروع عدالت اصول کی نسبت سکوت کرین تو قاضی اصل گواہون کی عدالت اہل تزکیہ سے دریافت کریگا- یہ ابو یوسف کے نزدیک ہے- اور بقول امام محمد گواہی قبول نہوگی فروع کی- کذا فی الکافی-

(۶۸۵) ہشام نے امام محمدؒ سے نسبت عدالت اوس شخص کے جو اپنی گواہی پر

دو شخصون کو گواہ بنا کر بیس سال مفقود رہے اور اوسکی عدالت معلوم نہو اور دو
شخص جنکو اصل نے اپنی شہادت پر گواہ بنایا تھا اوسکی شہادت پر گواہی دین
اور قاضی کو ایسا شخص دستیاب نہو جس سے اصل گواہ کا حال دریافت کرے
اس شکل مین اگر اصل گواہ مثل ابی حنیفہؒ او سفیانؒ ثوری کے مشہور ہو تو قاضی ان دونون
شخصون کی گواہی پر فیصلہ کریگا - اور اگر اصل گواہ غیر مشہور ہو تو قاضی ان دونوکی
شہادت پر فیصلہ نکریگا - کذا فی فتح القدیر -

(۶۸۶) امام محمدؒ نے جامع صغیر مین لکھا ہے اگر دو شخص دو شخصون کے قتل خطا
کی نسبت گواہی دین اور قاضی دیت کا فیصلہ کرے عاقلہ پر پھر وہ شخص پیش
قاضی حاضر آئے جسکی نسبت قتل ہونا بیان کیا گیا ہے اس صورت مین اوسکے
ولی سے دیت عاقلہ کو واپس دلائی جائیگی اور گواہان گواہ سے تاوان نہ دلایا
جائیگا - اور اگر وہ دونون اصل گواہ پیش قاضی حاضر ہو کر شہادت سے انکار
کرین تو ان کا بیان انکے گواہون کے حق مین صحیح نہوگا اور نہ
اصل پر دیت لازم آئیگی - کذا فی فتاوی عالمگیر ے -

(۶۸۷) اگر اصل گواہ کہین آج ہمین معلوم ہوا کہ ہم جھوٹے ہین ہم باطل پر
گواہ بنے تھے اور باطل ہی پر دو شخصون کو گواہ بنایا تھا تو دونون اصل
گواہون سے تاوان نہ دلایا جائیگا - نزدیک امام اعظمؒ اور ابی یوسفؒ کے
اور نزدیک امام محمدؒ کے عاقلہ کو اختیار ہے اگر چاہین اصل گواہون سے
تاوان لین اور اگر چاہین ولی سے تاوان لین - اگر عاقلہ اصل گواہون سے
تاوان لین تو گواہ ولی سے تاوان لین گے اور اگر عاقلہ ولی سے تاوان

حاصل کرین تو ولی کو اصل گواہون سے تاوان لینے کا حق نہین ہے کذا فی الذخیرہ۔

چودھوان باب

(اسمین جرح اور تعدیل کا بیان ہی)

(۶۸۸) قاضی کو تمام حقوق کی نسبت گواہون سے سرًا یا علانیۃً سوال کرنا لازم ہے عام اس سے کہ فریق ثانی طعن کرے یا نکرے نزدیک ابی یوسفؒ اور امام محمدؒ کے۔ اور نزدیک امام اعظم کے قاضی اکتفا کریگا گواہ کی ظاہری عدالت پر اگر گواہ مسلمان ہو مگر جبکہ مشہود علیہ طعن کرے اور سوال کرے گا سرًا اور تعدیل کرے گا ظاہرًا حدود اور قصاص مین بالاجماع عام اس سے کہ خصم نے طعن کی ہو یا نہ کی ہو۔ ہکذا فی فتاوی عالمگیر ہے۔

(۶۸۹) اگر فریق ثانی اعتراض نہ کرے بلکہ گواہون کی تعدیل کرے یعنے کہے کہ گواہ عادل ہین سچے ہین اوس امر کی نسبت جسکی اونھون نے میرے مقابلے مین گواہی دی۔ یا کہے کہ گواہ عادل ہین گواہی اونکی میری جانب سے اور میرے مقابلے مین جائز ہے۔ قاضی بموجب دعوے مدعی کے مدعی علیہ مقر پر فیصلہ کریگا اور گواہون کا حال دریافت نہ کریگا۔ اور اگر فریق ثانی بیان کرے کہ گواہ عادل ہین اور کچھ بیان نکرے یا کہے گواہ عادل ہین مگر اونھون نے شہادت مین خطا کی اور اگر مدعی علیہ عادل ہو جو صلاحیت رکھتا ہو تزکیہ کی تو دیکھا جائیگا کہ آیا مدعی علیہ نے دعوی مدعی سے وقت ادا کرنے جواب کے دعوہ وغیرہ سے انکار نہین کیا بلکہ چپ ہوگیا یہانتک اوسکے مقابلے مین گواہون

نے گواہی دی اور پھر مدعیٰ علیہ بیان کرے کہ وہی گواہ عادل ہین - ابو حنیفہؒ اور
ابو یوسفؒ فرماتے ہین کہ قاضی اس شہادت پر بحق مدعی فیصلہ کریگا اور اوسنے
سوال نکریگا عام اس سے کہ مدعی بہ حق ہو جو ثابت ہوتا ہو شہادت سے یا نہ ثابت
ہوتا ہو شہادت سے - امام محمدؒ تحریر کرتے ہین کہ قاضی قبل سوال کے فیصلہ نکریگا
بلکہ قاضی گواہون سے سوال کریگا اگر مدعیٰ علیہ مدعی کے دعوے سے انکار
کرے اور دعواے مذکورہ پر گواہ گواہی دین اور مدعیٰ علیہ بیان کرے کہ گواہ
عادل ہین بعض روایت مین ہے اس مسئلے مین بھی خلاف مانند مسئلہ مذکور الصدر
کے بیان کیا گیا ہے - اور جامع الصغیر مین لکھا ہے کہ اس صورت مین فریق ثانی
کا تعدیل کرنا نہین صحیح ہوتا ہے - ابو یوسفؒ اور امام محمد کے نزدیک یہ تعدیل بمنزلہ
عدم کے متصور ہوتی ہے بعض روایت مین امام محمدؒ سے منقول ہے کہ اس
شکل مین قاضی فریق ثانی سے پوچھیگا کیا تو کہہ سکتا ہے کہ گواہون نے اپنی
شہادت مین سچ بیان کیا یا جھوٹ اگر فریق ثانی بیان کرے کہ گواہون نے
سچ بیان کیا اس شکل مین فریق ثانی نے اقرار کیا اوس امر کا جسکا مدعی نے
دعوی کیا تھا اور اگر فریق ثانی بیان کرے کہ گواہون نے جھوٹ بیان کیا اس
صورت مین قاضی فیصلہ نکریگا - اور اگر فریق ثانی فاسق ہو یا مستور جسکی تعدیل
صحیح نہو اور وہ کہے (ہم عدول) یعنے گواہ عادل ہین اس شکل مین قاضی فیصلہ
نہ کریگا اور فریق ثانی کے اس قول کو کہ وہی عادل ہین اقرار علی نفسہ نہ قرار دیگا
اور اس شکل مین قاضی فریق ثانی سے پوچھیگا کہ گواہون نے سچ کہا یا جھوٹ
اگر فریق ثانی بیان کرے گواہ سچے ہین فریق ثانی کا یہ بیان اقرار متصور ہوگا

اس شکل مین قاضی اسکے اقرار کے بموجب فیصلہ کریگا - اور اگر فریق ثانی بیان کرے کہ گواہون نے جھوٹ بیان کیا اس صورت مین قاضی فیصلہ نکریگا - کذا فی فتاوی قاضی خان -

(۶۹۰) اگر مدعی علیہ کے مقابلے مین گواہی دینے کے قبل دونون گواہونکی تعدیل کی گئی ہو اسکے بعد گواہان مذکورین مدعی علیہ کے مقابلے مین گواہی دین مدعی علیہ اوس امر کا جسکی نسبت اون گواہون نے گواہی دی تھی انکار کرے قاضی اوس تعدیل پر جو گواہی دینے سے قبل ہوئی ہے اکتفا نکریگا کذا فی المحیط -

(۶۹۱) زید پر دو شخص حق کی گواہی دین اور ایک کی اونمین سے تعدیل کی جائے اور مدعی علیہ بیان کرے کہ وہ گواہ عادل ہے مگر اوسنے غلطی یا وہم کیا قاضی دوسرے گواہ کا بھی حال پوچھیگا اگر مدعی علیہ گواہ ثانی کی بھی تعدیل کرے اس شکل مین قاضی اون دونون کی گواہی پر فیصلہ کریگا کیونکہ یہ قول مدعی علیہ کا کہ غلطی کی یا وہم کیا نہین ہے جرح - کذا فی فتاوی قاضی خان -

(۶۹۲) اگر دو شخص گواہی دین مدعی علیہ پر اور زید معدا اوا ہوئے شہادت کے بیان کرے کہ جس امر کی فلان شخص نے میرے مقابلے مین گواہی دی ہے وہی حق ہے یا یہ بیان کرے جس امر کی فلان شخص نے مجھپر گواہی دی وہ حق ہے قاضی اوس حق کو مدعی علیہ پر لازم کردیگا اور دوسرے گواہ سے سوال نکریگا - کذا فی فتاوی عالمگیری -

(۶۹۳) دو شخص بمقابلۂ مدعی علیہ گواہی دین مدعی علیہ قبل ادا ہونے گواہی

کے بیان کرے کہ فلان شخص جو گواہی میرے مقابلے مین دیگا وہی حق ہوگی
یا یہ بیان کرے کہ جس چیز کی فلان گواہ میرے مقابلے مین گواہی دیگا وہی
حق ہے اور دونون گواہون کی شہادت ادا ہونے کے بعد مدعی علیہ قاضی
سے عرض کرے کہ تو سوال کر اون دونون سے جنھون نے مجھپر گواہی دی
وہ باطل ہین مین اسکے خلاف گمان کرتا تھا۔ قاضی بموجب شہادت مدعی علیہ
پر حق ثابت کر دیگا اور اون گواہون کا تزکیہ کرائیگا درصورت تعدیل ہونے
ان گواہون کے شہادت مذکورہ نافذ ہوگی۔ کذا فی شرح ادب القاضی
مصنفہ صدر الشہید۔ وھکذا فی فتاوی قاضی خان۔

(۶۹۴) فتاوی ابو اللیث مین لکھا ہے دو شخص گواہی دین قاضی کے روبرو
اور حاکم اون دونون مین سے ایک کی عدالت کو جانتا ہو اور دوسرے کی عدالت
کا علم نہو اور وہ اسکا تزکیہ کرائے اور شخص معروف بالعدالت تزکیہ کرے جسکو حاکم
عادل جانتا ہو۔ نصیر کہتے ہین اسکی تعدیل قبول نہوگی۔ ھکذا فی فتاوی
عالمگیریہ۔

(۶۹۵) فقیہ ابی بکر بلخی لکھتے ہین کہ تین شخص گواہی دین پیش حاکم اور یہ تیسرے
شخص کو عادل جانتا ہو اور اسکے وہ دونون گواہ جنھون نے اوسکے ساتھ گواہی
دی ہے تعدیل کرین ان دونون کا خاصتًا اوس شخص کی عدالت کرنا دوسرے
مقدمے کی شہادت کی نسبت جائز ہے اور اس مقدمے کی شہادت مین یہ تعدیل
جائز نہین۔ اور یہ قول نصیر کے قول سے موافق ہے اور اسی پر فتوی ہے۔
کذا فی المحیط۔

(۴۹۶) ابی حنیفہؒ اور ابی یوسفؒ کے نزدیک ایک ہی شخص مزکی اور قاضی کی جانب سے رسول اور گواہ کی طرف سے مترجم مقرر کیا جا سکتا ہے اور دو شخص افضل ہیں یہ حکم تزکیہ سریہ کی نسبت واقع ہوا ہے لیکن تزکیۂ علانیہ میں بالاجماع تعدد شرط ہے۔ کذا فی الکافی۔ تشریح۔ فقہا کا اس امر پر اتفاق ہے کہ گواہوں میں امور مفصلۂ ذیل کا پایا جانا شرط ہے۔ عدالت۔ بلوغ۔ حریت۔ بصر۔ اور یہی امور تزکیۂ علانیہ میں بھی مزکی کے لیئے شرط کیے گئے ہیں۔ کذا فی فتاوی قاضیخان۔

(۴۹۷) تزکیۃ السر قبول کیا جائیگا۔ غلام۔ نابینا۔ صبی اور محدود فی القذف کا نزدیک امام اعظمؒ اور ابو یوسفؒ کے۔ کذا فی المحیط السرخسی۔ تشریح۔ نابینا امام اعظمؒ کے نزدیک مقرر نہیں ہو سکتا ہے اور ابو یوسف کے نزدیک مقرر ہو سکتا ہے ھکذا فی لخلا۹ صفحہ۔

(۴۹۸) ایک عورت ثقہ حرہ امام اعظمؒ کے نزدیک مترجم مقرر ہو سکتی ہے اور ابو یوسفؒ کے نزدیک اوسکا حکم مثل مرد کے متصور ہوا ہے اور یہ حکم اموال کی نسبت ہے اور جن واقعات کی نسبت عورتونکی گواہی جائز ہے اونمین مترجم ہونا جائز ہے اور جن واقعات کی بابت عورتون کی گواہی جائز نہین اونمین مترجم ہونا بھی جائز نہین۔ کذا فی المحیط۔

(۴۹۹) تزکیۂ سری مین اگر مزکی گواہ کا والد ہو یا فاسق دونون شکلون مین اوسکا تزکیہ کرنا صحیح نہین نزدیک امام اعظمؒ اور ابو یوسفؒ کے۔ کذا فی فتاوی قاضیخان۔ اسی طرح جس شخص کی شہادت مزکی کی جانب سے قبول نہین ہوتی

اوس سے تزکیہ بھی جائز نہین - کذا فی الخلاصہ -

(۷۰۰) اگر عورت بے پردہ ہو اور خلط ملط رکھتی ہو مردون سے اور اونکے ساتھ معاملات کرتی ہو اس شکل مین اسکی تعدیل اپنے شوہر اور دوسرے شخص کے لیئے جائز ہے - کذا فی المحیط السرخسی -

(۷۰۱) فقہا کا اس امر پر اجماع ہے کہ مزکی کے واسطے اسلام شرط ہے اگر مدعی علیہ مسلم ہو - کذا فی الخلاصہ -

(۷۰۲) فقہا متفق ہین کہ لفظ شہادت تزکیۂ علانیہ مین شرط نہین کی گئی ہے کذا فی فتاوی قاضیخان -

(۷۰۳) قاضی کو زیبا ہے کہ مزکی اوس شخص کو بناوے جو عادل ہو اور لوگون کا حال جانتا ہو اور طامع نہو مناسب ہے مزکی غنی اور فقیہ ہو جسے معلوم ہو کہ جرح اور تعدیل کسکو کہتے ہین - قاضی اشخاص مفصلۂ ذیل مین سے مزکی مقرر کریگا عالم - فقیر - غنی ثقہ غیر عالم - عالم ثقہ جو خلط ملط نہ رکھتا ہو لوگون کے ساتھ - غیر عالم ثقہ جو لوگون کے ساتھ ربط ضبط رکھتا ہو - اولی یہ ہے کہ مزکی صاحب غفلت اور نسیان والا نہو - اور نہ خانہ نشین جو لوگون سے خلط ملط نہ رکھتا ہو - ھکذا فی المحیط -

(۷۰۴) کتاب اقضیہ مین لکھا ہے جو شخص تزکیہ سری مین معدل مقرر ہو سکتا ہو وہی تزکیۂ علانیہ مین بھی مزکی مقرر کیا جا سکتا ہے - یہ قول ہمارے اصحاب کا ہے - کذا فی الذخیرہ -

(۷۰۵) صورت تزکیۂ علانیہ کی یہ ہے کہ قاضی معدل اور گواہون کو جمع کرے

اور خود معدل سے پوچھے کیا تم اس شخص کی عدالت کو جانتے ہو یا معدل سے گواہون کے روبرو دریافت کرے یہ لوگ عادل مقبول الشہادت ہین - کذا فی الکافی -

(۷۰۶) صورت تزکیۃ السر کی یہ ہے کہ قاضی اپنے قاصد کو مزکی پاس روانہ کرے یا قاضی مزکی کو خط لکھے جسمین گواہون کے نام اور نسب حلیہ اور محلے کا نام اور بازار کا نام اگر وہ بازاری ہون درج کرے تا مزکی کو گواہون کے تلاش کرنے مین دقت نہو اور اونکے اہل محلہ اور احباب سے عدالت دریافت کرے - کذا فی النہایہ - تشریح - قاضی خط مذکور اپنے امین کو مہر ثبت کرکے اسلیئے حوالے کریگا کہ کوئی شخص اس سے مطلع نہو اور فریب نکرسکے -

(۷۰۷) قاضی کو اختیار ہے اگر چاہے تو تزکیہ علانیہ اور تزکیہ سر دونون کرے یا فقط تزکیہ سر پر اکتفا کرے ہمارے زمانے مین تزکیۂ علانیہ متروک ہوگیا ہے اور فقہانے صرف تزکیۃ السر پر اکتفا کی ہے - کذا فی فتاوی قاضیخان تشریح - مولف لکھتا ہے کہ شروع زمانے مین فقط تزکیۂ علانیہ مروج تھا لیکن ہمارے زمانے مین تزکیۃ السر پر اکتفا کرنا کافی ہے فتنے سے بچنے کے لیے کیونکہ امام محمد سے روایت ہے تزکیۂ علانیہ بلا اور فتنہ ہے - کذا فی الہدایۃ

(۷۰۸) معدل کو چاہیئے گواہون کی عدالت اوس شخص سے دریافت کرے جسمین پائے جاتے ہون وہ اوصاف جو مزکی کے واسطے شرط کیے گئے ہین - کذا فی النہایہ -

(۷۰۹) شمس الائمۃ الحلوائی فرماتے ہین اگر گواہون اور اونکے اہل محلہ سے

عداوت ظاہر نہو تو اونکی عدالت اہل محلہ سے دریافت کی جائیگی۔ اگر گواہون کے محلے یا بازار مین کوئی شخص ایسا دستیاب نہو جس سے گواہون کی عدالت دریافت کر سکے اس شکل مین مزکی اپنے محلے والون سے گواہون کی عدالت دریافت کریگا۔ اگر مزکی کے محلے والے اور گواہون کے محلے والے یا بازار والے ثقہ نہون اس صورت مین قول پر اعتماد کیا جائیگا بسبب اخبار تواتر کے۔ اسی طرح اگر گواہون کی عدالت اونکے محلے والون سے جو ثقہ نہون دریافت کی جائے تو اسکی دو شکلین ہین۔ اول یہ کہ محلے والے گواہون کی تعدیل کرین ثانی یہ کہ وہ لوگ گواہونکی جرح کرین اگر مزکی ان دونون شکلون مین محلے والون کو سچا سمجھے تو یہ مسئلہ بھی بمنزلہ تواتر کے متصور ہوگا۔ کذا فی المحیط۔

(۱۰۷) اگر معدل گواہ کو سچا نہ سمجھتا ہو اور دو شخص عادل اوسکی قاضی کے روبرو تعدیل کرین اس شکل مین معدل مجاز ہے کہ اوس شخص کی تعدیل کرے۔ کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔

(۱۱۷) جس شخص کو گواہ کی عدالت معلوم ہے وہ اوس کتاب مین جو قاضی نے اوسکے پاس بھیجی ہے گواہ کے زیر نام لکھے گا (عدل جائز الشھادۃ) یعنے یہ شخص جائز الشہادت ہے۔ امام محمدؒ سے منقول ہے کہ جس شخص کو گواہ کی عدالت معلوم ہو اوسے چاہیئے کہ کتاب قاضی مین گواہ کے نام کے نیچے یہ عبارت تحریر کرے (ھو عندی عدل مرضی جائز الشھادۃ) یعنے گواہ میرے نزدیک عادل ہے اسکی شہادت جائز ہے۔ ہمارے عالمون نے اس طریقے کو اختیار کیا ہے اور بعض علما لکھتے ہین کہ یہ لفظ تعدیل نہین ہے

کیونکہ یہ قول قائل کا (عندی) لفظ موہوم ہے شامل اس صورت کے کہ گواہ کہے میرے نزدیک اس مدعی کا حق ہے۔ یہ مقولہ گواہ کا باطل ہوجاتا ہے۔ کذا فی الظہیریہ تشریح۔ فقیہ ابو اللیث کے نزدیک یہ قول ناقص ہے بلکہ یہ فرماتے ہین (ہذا عندی) کوئی شی نہین ہے۔ کیونکہ عالم حقائق کا اللہ تعالیٰ ہے اور یہ خبر دیتا ہے مکلف کو اوس چیز کی جسکا خود عالم ہے۔ اور مکلف اوسپر اشتہاد کرتا ہے۔ کذا فی المحیط۔

(۷۱۲) جو شخص گواہ کو فاسق جانتا ہو اوسے چاہیئے کتاب قاضی مین گواہ کے نام کے نیچے کچھ تحریر نہ کرے تا اوسکی ہتک نہو یا کتاب قاضی مین گواہ کے زیر نام (واللہ اعلم) رقم کرے۔ یعنے اللہ جانتا ہے۔ اگر مزکی کے سوا دوسرا شخص گواہ کو عادل جانتا ہو اور مزکی کو اس امر کا خوف ہو کہ درصورت تصریح نکرنے فسق کے قاضی دوسرے شخص کی تعدیل پر فیصلہ کردیگا اس صورت مین مزکی امر مذکورۂ بالا کی تصریح کریگا۔ کذا فی النہایۃ۔

(۷۱۳) اگر مزکی کو گواہ کی عدالت اور فسق دونون معلوم نہون اس شکل مین مزکی کتاب قاضی مین گواہ کے نام کے نیچے (ہذا مستور) لکھکر اوس کتاب کو سربمہر اپنے امین کے قاضی کے پاس روانہ کریگا تا راز کسی شخص پر افشا نہو اور وہ نہ اسکو فریب دے اور مزکی کو ایذا نہ پہونچائے۔ کذا فی الفتح القدیر۔

(۷۱۴) سزاوار ہے گواہون کی تعدیل کی جائے قطعًا اور مزکی نہ کہے (انہم عدول عندی) یعنے گواہ عادل ہین میرے نزدیک کیونکہ ثقات نے مجھکو اونکی عدالت کی خبر دی اور اگر مزکی کہے مجھے گواہون کا حال معلوم نہین مگر وہ

خیر ہین اصح یہ ہے کہ یہ مقولہ متصور ہوگا- اگر مزکی کہے (فی ما علمنا ہم عدول) یعنے ہمارے علم مین وہ لوگ عادل ہین- اصح یہ ہے کہ یہ تعدیل نہ سمجھی جائیگی- کذا فی الخلاصہ-

(۷۱۵) ادب القاضی مین لکھا ہے اگر مزکی کہے کہ گواہ عادل ہین یہ بیان مزکی کا تعدیل متصور ہوگا- اسی طرح اگر مزکی کہے کہ وہی گواہ ثقات ہین اس شکل مین قاضی اس مقولے پر اکتفا نکریگا- اور اگر مزکی کہے کہ وہی گواہ مزکی ہین اس شکل مین قاضی اس مقولے پر اکتفا کریگا یعنے گواہ کی تعدیل سمجھی جائیگی- اور اگر مزکی کہے کہ مین بجز خصلت خیر گواہ کا کچھ حال نہین جانتا ہون- یہ مقولہ تعدیل متصور نہوگا- کذا فی المحیط-

(۷۱۶) کہا گیا قاضی اکتفا کریگا مزکی کے اس قول پر (ھو عدل) کیونکہ حریت بہ سبب دار الاسلام کے ثابت ہوتی ہے اور گواہ دار الاسلام کا رہنے والا ہے اس شکل مین حریت کا بیان کرنا ضرور نہین ہے- یہی اصح ہے- کذا فی لفتح القدیر-

(۷۱۷) اگر مزکی کہے کہ وہی عدل ہے گو شراب نہین پیتا ہے یہ تعدیل نہین ہے- کذا فی الذخیرہ-

(۷۱۸) اگر مزکی گواہون کی عدالت کو جانتا ہو مع اس علم کے کہ مدعی کا دعوے باطل ہے یا گواہون نے خبر شہادت مین وہم کیا مزکی کو سزاوار ہے کہ گواہون کی عدالت کی نسبت جو امر اسکے علم مین صحیح ہو قاضی سے بیان کرے یا اوس وہم کو جو اونکو گواہون کی خبر شہادت مین ہوا ہے یا مدعی کے بطلان دعوے

کو بیان کرے۔ اس شکل مین قاضی بیان مزکی پر کمال غور کریگا اگر بیان مزکی کی تصدیق ہوگئی تو گواہون کی شہادت نامنظور کریگا اور اگر اسکے بیانکی تصدیق نہوگی تو شہادت مذکورہ قبول ہوگی۔ کذا فی المحیط۔

(۷۱۹) ایک شخص غریب روبرو قاضی کے گواہی دے قاضی اوس سے پوچھیگا کہ کون شخص تجھکو پہچانتا ہے اگر وہ شخص اون لوگون کے نام بتائے جو تعدیل کرنے کے قابل ہون اس شکل مین قاضی اون لوگون سے گواہ کا تزکیہ کرائیگا اگر وہ گواہ کی تعدیل کرینگے تو قاضی اونھین لوگون سے تزکیۂ علانیہ بھی کریگا اگر اشخاص مذکورین تعدیل بھی کرین تو قاضی اون لوگونکی تعدیل قبول کریگا۔ اگر قاضی کو دونون تزکیے کرنے منظور ہون اور اگر وہ لوگ تعدیل کرنے کے قابل نہون اس شکل مین قاضی توقف کریگا۔ اور گواہ کی عدالت اوس معدل سے جو اس بلدے مین موجود ہو دریافت کی جائیگی اگر یہ بلدہ اس قاضی کی ولایت مین ہو اور اگر بلدہ اس قاضی کی ولایت مین نہو بلکہ دوسرے قاضی کی ولایت مین ہو یہ قاضی اوس ولایت کے قاضی کو لکھے گا تا اوسے گواہ کی عدالت معلوم ہو۔ ھکذا فی المحیط۔

(۷۲۰) زید قاضی کے روبرو گواہی دے اور اسکا مقام سکونت قاضی کے بلدے سے پچاس کوس کے فاصلے پر واقع ہو اس شکل مین قاضی امین کو بھیجے گا تا گواہ کا حال دریافت کرے قاضی امین کو مدعی سے اجرت دلائیگا اور اگر گواہ گواہی دین حد یا قصاص کی نسبت قاضی گواہون کی عدالت اونکے احباب سے دریافت کریگا اور اس بارے مین اونسے تحقیقات کامل کرائیگا۔

جب تحریر قاضی کے پاس واپس آئے اور اسکو منظور ہو کہ اوس مزکی کے سوا جسکے پاس تحریر بھیجی گئی تھی دوسرے شخص سے بھی گواہون کا حال دریافت کرے اس شکل مین قاضی کو چاہیے کہ اس تحریر کو دوسرے شخص کے پاس بھیجے اور نہ دوسرے شخص کو اس امر سے مطلع کرے کہ گواہون کا تزکیہ کسی شخص سے ہو چکا ہے بلکہ فقط گواہون کے نام لکھکر اونکی عدالت دریافت کرے جب اسکا جواب آجائے اور یہ جواب اول کے مطابق ہو قاضی اون گواہونکی جنکا تزکیہ کرایا گیا ہے گواہی قبول کریگا اگر دوسرا شخص جرح کرے اس شکل مین جرح اولے ہے ابو حنیفہؒ اور ابو یوسفؒ کے نزدیک مثل اسکے اگر دو گواہون مین سے ایک گواہون کی تعدیل کرے اور دوسرا جرح اس شکل مین ابو یوسفؒ اور امام اعظمؒ کے نزدیک جرح اولی ہے۔ اگر گواہون کی تعدیل کرین دو شخص اور دوسرے دو شخص جرح کرین بموجب قول صاحبینؒ اور امام اعظمؒ کے جرح اولی ہے۔ اگر گواہون کی ایک شخص جرح کرے اور دو شخص اونکی تعدیل کرین صاحبینؒ اور امام اعظمؒ کے نزدیک عدالت ثابت ہوجائیگی۔ اگر گواہون کی دو شخص جرح کرین اور دس آدمی اونکی تعدیل کرین اس شکل مین جرح اولی ہے۔ کذا فی فتاوی قاضیخان

(۲۱) اگر قاضی گواہون کی عدالت دریافت کرلے اور لوگ اونپر طعنہ کرین قاضی کو سزاوار نہین ہے کہ مدعی سے کہے تیرے گواہون پر جرح کی گئی۔ بلکہ مدعی سے کہے تو اور گواہ پیش کر یا یون کہے کہ تیرے گواہونکی تعریف نہین کی گئی۔ کذا فی المحیط۔

(۲۲) اگر مدعی عرض کرے کہ مین ایک شخص امانت دار اور ثقہ کو حاضر کرتا ہون

جو گواہون کی تعدیل کریگا - یا یہ کہے کہ مین اون لوگون کے نام جو ثقہ ہین بیان کرتا ہون تو اونسے گواہون کی عدالت دریافت کر اور اون لوگون کے نام بیان کرے جو تزکیہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہون قاضی مدعی کی استدعا کو قبول کریگا - اگر مدعی اون لوگون کو روبرو قاضی حاضر کرے اور وہ گواہون کی تعدیل کرین یا قاضی اونسے گواہون کی عدالت دریافت کرے اور وہ اونکی تعدیل کرین اس شکل مین قاضی کو سزاوار ہے کہ اون لوگون سے دریافت کرے جنھون نے گواہون پر طعنہ کیا تھا کہ تم نے کس وجہ سے گواہون پر طعن کی تھی - قاضی کے اس سوال سے یہ غرض ہے کہ وہ وجہ معلوم ہو جائے اور ظاہر ہو کہ اونکے نزدیک قابل جرح ہے اور فی الحقیقت نزدیک قاضی اور معدلین کے موجب جرح نہین ہے یا اشخاص مذکورین بیان کرین وہ واقعات جو کل کے نزدیک قابل جرح ہین شکل اول مین اونکے قول پر التفات نہ کیا جائیگا اور قول اون اشخاص کا جنھون نے تعدیل کی قبول کیا جائیگا - شکل ثانی مین جرح اولیٰ ہے - کذا فی شرح ادب القاضی مصنفہ صدر الشہید وھکذا فی فتاویٰ قاضی خان والظہیریہ والواقعات والمحیط -

(۲۲۳) مزکی گواہون کی تعدیل کرے اور مشہود علیہ طعن کرے اور قاضی سے عرض کرے کہ تو گواہونکی عدالت فلان فلان شخص سے دریافت کر اور نام مرد کرے اوس قوم کو جو تعدیل کرنے کے قابل ہو قاضی بموجب اوسکی استدعا کے قوم مذکور سے گواہونکی عدالت دریافت کرے اگر قوم جرح کرے اس شکل مین جرح اولیٰ ہے - کذا فی فتاویٰ قاضیخان -

(۷۲۴) نوادر مین ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے نقل کیا قاضی مدعی علیہ کو حکم دیگا کہ اوس شخص کو حاضر کر جو تیرے گواہون کی تعدیل کرے امام محمدؒ نے جواب دیا نہین کذا فی الذخیرۃ۔

(۷۲۵) اگر گواہون کی عدالت قاضی کے روبرو ثابت ہو جائے اور قاضی اونکی شہادت پر فیصلہ کرے پھر وہی گواہ جنکی تعدیل کی گئی تھی دوسرے حادثے مین اوسی قاضی کے روبرو گواہی دین اگر زمانۂ تعدیل قریب ہو تو قاضی اون گواہون کی دوبارہ تعدیل نہ کرائیگا۔ اگر زمانۂ تعدیل بعید ہے تو قاضی اون گواہون کی دوبارہ تعدیل کرائیگا۔ فقہا نے درمیان حادثۂ اولی اور ثانیہ کے حد فاصل کی نسبت اختلاف کیا ہے۔ صحیح اسمین دو قول ہین اول یہ کہ مابین حادثۂ اولی اور ثانیہ کے چھہ مہینے کا زمانہ گذرا ہو یعنے حادثۂ ثانی چھہ مہینے کے بعد واقع ہوا ہو ثانی یہ کہ زمانہ قاضی کی راے پر چھوڑا گیا ہے۔ کذا فی المحیط السرخسی تشی میمے۔ صحیح یہ ہے کہ زمانہ قاضی کی راے پر تفویض کیا گیا ہے۔ کذا فی فتاوی قاضیخان۔

(۷۲۶) اگر دو گواہون کی تعدیل اونکے مرنے کے بعد کی جائے قاضی اون دونون متوفی کی شہادت پر فیصلہ کریگا۔ اسی طرح اگر دونون گواہ غائب ہو جائین اسکے بعد اونکی تعدیل کی جائے۔ ھکذا فی فتاوی عالمگیریہ۔

(۷۲۷) اگر گواہون کے گونگے اور نابینا ہو جانے کے بعد تعدیل کیجائے قاضی انکی شہادت پر فیصلہ نہ کریگا۔ کذا فی خزانۃ المفتیین۔

(۷۲۸) ایک شخص عادل مشہور بالرضا ہو یعنے لوگ جس سے خوش ہون اگر

وہ غائب ہوجائے اور پھر حاضر ہوکر گواہی دے اور قاضی معدل سے اوسکی تعدیل کرائے اگر غیبت قریبہ ہو تو معدل کو اوسکی تعدیل کرنا چاہیے۔ اور اگر غیبت منقطعہ ہو مثل چھہ مہینے کے اس مسئلے کی دو شکلین ہین۔ اول یہ کہ وہ شخص مثل ابی حنیفہؒ اور ابن ابی لیلیٰ کے مشہور ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ مانند ابی حنیفہؒ اور ابن ابی لیلیٰ کے مشہور نہو شکل اول مین معدل کو تعدیل کرنا درست ہی۔ ثانیہ مین تعدیل کرنا درست نہین۔ کذا فی المحیط۔

(۷۲۹) زید ایک قوم سے آنکر ملاقات کرے قوم نے زید کو اسکے قبل کبھی نہ دیکھا ہو اور یہ قوم کے روبرو ٹھیرا رہے قوم زید کو بادی النظر مین متقی اور صالح سمجھتی ہو۔ امام محمد فرماتے ہین ہمنے اس مسئلے مین وقت مقرر نہین کیا لیکن وقت اتنا ہونا چاہیئے جسمین قوم کو زید کی صلاحیت پر اطمینان ہوجائے اس شکل مین قوم کو زید کی تعدیل کرنا جائز ہے۔

(۷۳۰) اگر صبی بالغ ہو اور گواہی دے اسکا حکم مثل اوس مسافر کے ہے جو قوم سے آکر ملاقات کرے اور وہی مشہور بالعدالت ہو۔ ھکذا فی فتاوی عالمگیریہ۔

(۷۳۱) اگر نصرانی بعد مشرف ہونے اسلام کے گواہی دے اور قاضی اوسکی عدالت حالت نصرانیت مین جانتا ہو اس شکل مین قاضی اوسکی شہادت قبول کریگا اور تعدیل وغیرہ نکریگا۔ اور اگر قاضی اوسکی عدالت اوس حالت کی نہ جانتا ہو اس شکل مین قاضی اوسکی عدالت اوس شخص سے دریافت کریگا جو اوسکو حالت نصرانیت مین جانتا ہو اور قاضی کو یہ بھی اختیار دیا گیا ہے کہ خواہ اوسکو

عادل سمجھ لے - کذا فی الذخیرہ -

(۷۳۲) کتب اقضیہ مین امام محمدؒ سے منقول ہے کہ دو نصرانی بمقابلہ نصرانی کے گواہی دین اونکی حالت نصرانیت مین تعدیل کی گئی ہوا سکے بعد مدعے علیہ ایمان لائے من بعد دونون گواہ ایمان لائین اس شکل مین قاضی شہادت مذکورہ پر فیصلہ کریگا - اور اگر گواہان مذکورین اسلام لانے کے بعد اپنی شہادت کا اعادہ کرین اس صورت مین قاضی الون گواہون کی عدالت معدل سے دریافت کریگا - اگر سابق گواہون کی تعدیل مسلمانون نے کی ہو تو قاضی اون دونون کی شہادت پر فیصلہ کریگا کیونکہ یہ تعدیل معتبر ہے - کذا فی المحیط -

(۷۳۳) اگر گواہ کا فسق معلوم ہوا اور وہ ایک سال یا اس سے زیادہ عرصے تک غائب رہے من بعد آئے اور اوسکے ظاہر حال سے صلاحیت ظاہر ہوا اور پھر وہ کسی مقدمے مین گواہ ہو اور قاضی اوسکا تزکیہ کرے اس شکل مین معدل کو زیبا ہے کہ اسکی تعدیل کرے نہ جرح - کذا فی الخلاصہ - **توضیح** - بعض کا یہ قول ہے کہ معدل اوسکی تعدیل کرے تاوقتیکہ اوسکی عدالت ظاہر نہو جائے - اسی طرح اگر ذمی اسلام لالے اور قبل اسلام لانے کے اوسمین وہ افعال پائے جاتے ہون جو قابل جرح ہین معدل کو نہین زیباہے کہ اسکی جرح کرے یا تعدیل تاوقتیکہ اوسکی عدالت ظاہر نہو - کذا فی الذخیرہ -

(۷۳۴) امام محمدؒ فرماتے ہین کہ جو شخص اون کبائر کا مرتکب ہو جنکے سبب سے وہ ساقط الشہادت ہو جاتا ہے اور وہ توبہ کرے اور اسکو زمانہ نگذرا ہو کہ قاضی کے روبرو گواہی دے معدل کو انسب ہے کہ اسکی تعدیل نکرے تاوقتیکہ توبہ پر زمانہ

نکذرسے اور وہ اوسپر قائم بھی رہے اور معدل باور کرے کہ توبہ اسکی صحیح ہے۔ کذا فی المحیط۔

(۷۳۵) بحرالرائق مین تہذیب قلانسی سے منقول ہے کہ ہمارے زمانے مین بسبب متعذر ہونے تزکیے کے گواہون کو قسم دلائی جائیگی۔ اور صیرفیہ مین لکھا ہے اگر قاضی کے نزدیک مناسب ہو تو گواہون سے حلف لے۔ غایۃ الاوطار مین مذکور ہے کہ تزکیہ بسبب غلبۂ فسق و فجور کے متعذر ہے۔ مؤلف لکھتا ہے کہ اس زمانے مین عدالت و تقوی بالکل مفقود ہے اگر عدالت کی پابندی کی جائے تو کوئی دادخواہ یا مظلوم اپنی داد فریاد کو نہ پونہچے گا اور خلقت کی حق تلفی ہوگی انصاف اور حق پژوہی کا مقتضا یہ ہے کہ حتی الوسع عدالت کی پابندی کرنا چاہیے اگر اشخاص عادل دستیاب نہون اور قاضی سمجھتا ہو کہ اگر مین اشخاص غیر عادل کی گواہی نہین لیتا ہون تو ذی حق کا حق تلف ہو جائیگا ایسی صورت مین غیر عدل کی گواہی قلمبند کرے اور گواہ سے بمزید احتیاط حلف طلب کرے اگر گواہ حلف کرے تو اوسکی گواہی درصورت نہ مانع ہونے کسی موانع شہادت کے قبول کر کے ذی حق کے حق مین فیصلہ کرے۔

(۷۳۶) قاضی جرح مجرد پر شہادت سماعت نکریگا عام اس سے کہ حق شرع ہو یا حق عباد۔ مثلاً گواہ گواہی دین۔ گواہ فاسق ہین یا زانی یا سود خور سے ہین یا شراب پیتے ہین یا گواہون نے اقرار کیا کہ ہمنے جھوٹی گواہی دی یا اونھون نے شہادت سے رجوع کی یا اونھون نے شہادت ادا کرنے کی نسبت اجرت لینے کا اقرار کیا یا اونھون نے اقرار کیا کہ ہم اس حادثے کے بمقابلہ مدعی علیہ گواہ نہین ہین

کذا فی فتح القدیر۔

(۷۳۷) مدعی علیہ حق عباد یا حق شرع کی نسبت اس مضمون کے گواہ پیش کرے کہ گواہون نے زنا کیا یا اونہون نے شراب پی یا اونھون نے میری چوری کی اور اسکو زمانہ نہین گذرا یا گواہ غلام ہین یا اونمین سے ایک غلام ہے یا مدعی اور مدعی علیہ کے مال کا شریک ہے یا قاذف ہے اور مقذوف دعوی کرے قذف کا یا گواہ محدود فی القذف ہین یا مدعی کے اس اقرار پر کہ مین نے گواہون کو اُجرت دی اس گواہی دینے کے لیئے مدعی علیہ کی یہ شہادت قبول ہوگی۔ کذا فی الکافی۔

(۷۳۸) مدعی علیہ گواہ پیش کرے کہ مدعی کے گواہ محدود فی القذف ہین قاضی گواہون سے پوچھیگا کہ کس شخص نے اوسکو حد ماری۔ ھکذا فی الاصل تشریح اگر سلطان یا اوسکا نائب حد مارے تو شخص محدود کی گواہی باطل ہو جائیگی اور اگر منجملہ رعایا کے کسی شخص نے حد ماری تو محدود کی شہادت باطل نہوگی۔ قاضی کو لازم ہے کہ گواہان جرح سے یہ سوال کرے کہ کس شخص نے حد ماری اگر گواہان جواب دین کہ قاضی بلدہ نے تو اوس سے اوسکا نام بھی دریافت کرے تا معلوم ہو جائے کہ اوسوقت وہ قاضی تھا۔ کذا فی المحیط۔

(۷۳۹) اگر مدعی بیان کرے کہ مین گواہ قائم کرتا ہون قاضی کے اقرار پر کہ مین نے حد نہین ماری یا وہ قاضی مر گیا تھا اوس زمانے کے پہلے جبکی گواہون نے گواہی دی یا قاضی کے اس اقرار پر کہ مین اوس زمانے مین شہر مین موجود نہ تھا یہ کل شہادتین قبول نہونگی۔ کذا فی الخلاصہ۔

(۷۴۰) اگر گواہ گواہی دین کہ مدعی نے یہ کہکر گواہون کو اپنے مال مملوکہ مین سے

دس درہم عطا کیے کہ وہ مجھپر باطل کی گواہی نہ دین اور اونھون نے باطل گواہی ادا کی یا گواہ شہادت ادا کرین ہمنے گواہونکو پچیس ۲۵ درہم پر راضی کر دیا اور ہمنے وہی پچیس ۲۵ درہم گواہون کو حوالے کر دیئے تا وہ مدعی کی جانب سے باطل گواہی دین اور اونھون نے باطل شہادت دی یا گواہون کے اس اقرار پر کہ ہم عدالت مین حاضر ہونگے باوجود اسکے وہ عدالت مین حاضر ہوئے یا مدعی کے اس اقرار پر کہ گواہ فاسق ہین یا اونھون نے مدعی کے ایسے اقرار پر گواہی دی جس سے گواہون کی شہادت باطل ہوتی ہے۔ یہ شہادتین قبول ہونگی۔ کذا فی فتاویٰ عالمگیری۔

(۷۴۱) نوادر مین ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے نقل کیا ہے ایک شخص اوس مکان کا دعویٰ کرے جو دوسرے کے قبضے مین ہو اور اس دعوے پر گواہ پیش کرے یا مدعیٰ علیہ اس امر پر گواہ پیش کرے کہ اس گواہ نے اوس مکان کا دعویٰ کیا تھا اور اسکو یہ زعم تھا کہ مکان میرا ہے یہ جرح ہے گواون گواہونکی تعدیل کی جائے اسی طرح اگر گواہ پیش کرے کہ گواہ نے شرکت کا دعویٰ کیا تھا کذا فی المحیط۔

(۷۴۲) اگر مدعیٰ علیہ بیان کرے دونون گواہ غلام ہین اور وہ کہین ہم حر ہین ہم کبھی مملوک نہین ہوئے اگر قاضی اون دونون کی حریت جانتا ہو تو مدعیٰ علیہ کے قول پر التفات نہ کریگا اور اگر اون دونون گواہون کو نہ جانتا ہو اور وہ مجہول ہون تو قاضی مدعیٰ علیہ کے قول کو قبول کریگا اور اون دونون کی شہادت قبول نہ کریگا مگر یہ کہ مدعی دوسرے گواہ پیش کرے کہ یہ دونون حر ہین

یا وہ دونون خود گواہ پیش کرین کہ ہم دونون حر ہین اس صورت مین اونکی شہادت قبول ہوگی۔ اور اگر دونون گواہ قاضی سے عرض کرین کہ تو ہمارا حال دریافت کر یہ معروضہ انکا قبول نہ کیا جائیگا اور اگر قاضی اونکی عدالت دریافت کرے اور دو شخص بیان کرین کہ یہ دونون حر ہین انکی گواہی قبول ہوگی۔ کذا فی خزانۃ المفتیین۔

(۷۴۳) اگر گواہ بیان کرین ہم غلام نہین ہین لیکن ہمکو مولے نے آزاد کردیا۔ قاضی اس قول کو بجز شہادت قبول نکریگا۔ اسی طرح اگر گواہ کہین کہ ہم احرار الاصل ہین اور مزکون بیان کرین کہ یہ فلان شخص کے غلام تھے اوسنے انکو آزاد کیا قاضی انکی گواہی پر فیصلہ نکریگا تاوقتیکہ گواہ عتق پر پیش نہون۔ اگر مدعی گواہ پیش کرے بمقابلہ مدعیٰ علیہ کے کہ فلان شخص نے ان گواہون کو آزاد کیا اور وہی شخص انکا مالک تھا قاضی انکی گواہی پر فیصلہ صادر کرے یہ فیصلہ نسبت عتق واقع ہوگا حتی کہ اگر مالک حاضر ہو اور عتق سے انکار کرے تو اسپر گواہ پیش کرنے کی ضرورت نہوگی غلام مولیٰ کا خصم قرار دیا جائیگا۔ کذا فی المحیط۔

پندرھوان باب

داسمین قتل کی شہادت اور قاتل کا اقرار نسبت قتل کے اور اوسکا مدعی ولی جنایۃ کی تصدیق یا تکذیب کرنے کا بیان ہے)

(۷۴۴) دو شخص گواہی دین قاتل پر قتل عمد کی۔ قاتل قید کیا جائے گا اوس زمانے تک کہ اون دونون گواہون کا اظہار ہو۔ اگر ایک شخص عادل قاتل کے مقابلے مین گواہی دے تو قاتل اوتنے دنون تک قید کیا جائیگا کہ دوسرا

گواہ حاضر ہو ورگر نہ رہا کر دیا جائیگا اس حکم مین قتل خطا اور شبہ عمد برابر ہے۔ کذا فی شرح المبسوط۔

(۷۴۵) بکر خالد پر دعویٰ کرے کہ اسنے میرے باپ کو از روے خطا قتل کیا اور بیان کرے کہ میرے گواہ شہر مین موجود ہین اور یہ استدعا کرے تا وقتیکہ گواہ پیش ہون قاتل سے کفیل لیا جائے۔ قاضی مدعی کی استدعا قبول کریگا اور مدعیٰ علیہ کو حکم دیگا کہ تین روز مین کفیل پیش کر۔ اور اگر مدعی بیان کرے کہ میرے گواہ غائب ہین اور گواہ پیش کرنے کے لیئے مدعیٰ علیہ سے کفیل طلب کرے اس شکل مین قاضی مدعی کی استدعا کو قبول نہ کریگا۔ کذا فی فتاویٰ عالمگیریہ۔

(۷۴۶) اگر مدعی قتل عمد کا دعویٰ کرے اور کفیل لینے کی درخواست کرے قاضی مدعی کی درخواست کو گواہ پیش ہونے کے قبل اور اوسکے بعد منظور کرے گا۔ مدعی کو چاہیے کہ گواہ پیش ہونے سے پیشتر مدعیٰ علیہ کے ساتھ رہے اور بعد پیش ہونے گواہون کے قاضی مدعیٰ علیہ کو جبراً قید کریگا اور در صورت تعدیل ہونے گواہون کے قاضی حسب خواہش مدعی قصاص کا فیصلہ کریگا۔ کذا فی فتاویٰ قاضیخان۔

(۷۴۷) محمود قتل کیا جائے اوسکے دو بیٹے ہون ایک حاضر دوسرا غائب حاضر قتل پر گواہ پیش کرے یہ شہادت قبول ہوگی اگر اوسوقت بھی غائب حاضر نہو تو قاتل کو قتل کرینگے اور در صورت حاضر ہونے غائب کے حاضر سے دوبارہ گواہ پیش کرائے جائینگے۔ امام اعظم کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک حاضر کو دوبارہ گواہ پیش کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ ہکذا فی فتاویٰ عالمگیریہ۔

(۷۴۸) اور اگر قتل خطا یا دین ہو اون دونوکے باپ کا دوسرے شخص پر

دونون شکلون مین گواہ دوبارہ پیش نکرائے جائینگے بالاجماع - امام اعظمؒ اور صاحبین کا اس امر پر اجماع ہے کہ قاتل کو قید کرینگے اور اسپر بھی اجماع ہے کہ قصاص کا فیصلہ نہ کیا جائیگا تاوقتیکہ غائب حاضر نہو - اسی طرح غلام دو شخصون کا عمداً قتل کیا جائے ایک مولی غائب ہو دوسرا حاضر - کذا فی الکافی -

(۷۴۹) اگر ورثا ساتھ ہی حاضر ہون اور دعوی کرین بمقابلہ حامد و محمود کے ایک انمین سے حاضر ہو دوسرا غائب کہ ان دونون نے ہمارے باپ کو قتل کیا اور اس دعوے پر ساتھ ہی گواہ پیش کرین یہ شہادت حاضر کے مقابلے مین قبول ہوگی اور قصاص کا فیصلہ کیا جائیگا اور حاضر قبل آنے غائب کے قتل کیا جائیگا اور غائب کے مقابلے پر شہادت قبول نہوگی اور اگر غائب حاضر ہو اور قتل سے انکار کرے اس صورت مین ورثا کو دوبارہ شہادت پیش کرنی ہوگی - کذا فی الذخیرۃ -

(۷۵۰) دو شخص خالد کے مقابلے مین شہادت دین کہ اسنے محمود کو زخمی کیا تلوار سے اور مجروح تا مرگ فریش رہا خالد پر قصاص لازم آئیگا - قاضی کو چاہیئے کہ گواہ سے یہ سوال کرے کیا اس زخم سے مجروح مرگیا یا نہین - یہ سوال قتل عمد کی نسبت ہونا چاہیئے نہ قتل خطا کی نسبت - اگر گواہ جواب دین کہ مجروح اس زخم سے مرگیا تو انکی شہادت باطل نہوگی - بلکہ شہادت جائز ہے اگر وہ عادل ہون - کذا فی فتاوی عالمگیری -

(۷۵۱) اگر گواہ گواہی دین کہ زید نے عمرو کو تلوار سے مارا اور وہ مرگیا اور اس سے زیادہ بیان نہ کرین یہ شکل قتل عمد کی متصور ہوگی - اسیطرح اگر دو شخص شہادت ادا کرین محمود نے حامد کو نیزے سے کونچا دیا یا پتھر سے عمرو کو مارا یا وہ اشیا جو اس سے

مشابہ ہین ان کل صورتون مین قتل عمد متصور ہوگا۔ کذا فی شرح المبسوط۔

(۷۵۲) دو شخص کہین کہ بکر نے خالد کو تلوار سے قتل کیا از روے خطا ان دو
کی شہادت قبول ہوگی اور دیت کا فیصلہ اہل محلہ پر کیا جائیگا۔ اور اگر وہ دونو
کہین کہ ہم نہین جانتے ہین بکر نے عمداً قتل کیا یا خطاً اس شکل مین بھی یہ شہاد
قبول ہوگی اور قاتل کے مال سے دیت دلائی جائیگی۔ کذا فی المحیط۔

(۷۵۳) ایک گواہ گواہی دے عمرو کے مقابلے مین قتل خطا کی دوسرا گواہی
اقرار قتل خطا پر یہ شہادت باطل ہے۔ اسی طرح اگر دو شخص گواہی دین قتل
اختلاف ہو اون دونون مین وقت یا مکان مین۔ یہ شہادت بھی قبول نہ
کذا فی المبسوط۔

(۷۵۴) خواہرزادے نے دیات الاصل کی شرح مین لکھا ہے اگر دو گواہ مر
اور مکانات مین مختلف ہون مثل بیت صغیر کے۔ ایک گواہ گواہی دے کہ مین
دیکھا بکر نے عمرو کو قتل کیا اس جانب مین دوسرا گواہی دے کہ بکر نے عمرو کو
کیا دوسری جانب مین۔ یہ شہادت قبول ہوگی خلاف قیاس۔ کذا فی المحیط

(۷۵۵) اگر دونون گواہ جسم مجروح کے موضع کی نسبت مختلف ہون تو گوا
اونکی قبول نہوگی۔ کذا فی المبسوط۔

(۷۵۶) ایک گواہ شہادت ادا کرے کہ بکر نے عمرو کو تلوار سے قتل کیا
گواہی دے کہ بکر نے عمرو کو پتھر سے قتل کیا۔ اس شکل مین یہ شہادت قبو
نہوگی۔ اسی طرح اگر ایک گواہ گواہی دے کہ محمود نے حامد کو تلوار سے قتل
دوسرا گواہی دے کہ محمود نے حامد کو چھری سے قتل کیا۔ یا ایک گواہی دے

حامد نے محمود کو پتھر سے قتل کیا دوسرا گواہی دے کہ محمود نے حامد کو عصا سے قتل کیا۔ یہ گواہی قبول نہوگی۔ هکذا فی فتاوی عالمگیریہ۔

(۷۵۷) دو گواہوں میں سے ایک گواہی دے کہ قاتل نے اقرار کیا میں نے مقتول کو عمداً قتل کیا تلوار سے دوسرا گواہی دے کہ قاتل نے اقرار کیا کہ میں نے مقتول کو عمداً چھری سے قتل کیا اور مدعی بیان کرے کہ قاتل نے اقرار کیا اوس امر کا جسکی دونوں گواہوں نے گواہی دی مگر قاتل نے نہیں قتل کیا مقتول کو مگر نیزے کے کونچے سے یہ شہادت جائز ہے اور قاتل سے قصاص لیا جائیگا۔ کذا فی فتاوی عالمگیریہ۔

(۷۵۸) ابن سماعہ نے نوادر میں امام محمدؒ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص گواہی دے کہ زید نے عمرو کو تلوار یا عصا سے قتل کیا دوسرا گواہی دے کہ زید نے عمرو کو قتل کیا اور مجھکو معلوم نہیں کہ زید نے کس چیز سے قتل کیا۔ یہ گواہی قبول نہوگی۔ هکذا فی فتاوی عالمگیریہ۔

(۷۵۹) دو شخص گواہی دیں کہ زید نے عمرو کو قتل کیا اور بیان کریں کہ ہمیں نہیں معلوم کہ کس چیز سے قتل کیا۔ قیاس اس امر کو مقتضی ہے کہ نہ قبول کی جائے یہ شہادت اور خلاف قیاس قبول ہوگی اور دیت کا فیصلہ کیا جائیگا قاتل کے مال میں سے اور قصاص کا فیصلہ نہوگا۔ هکذا فی المحیط۔

(۷۶۰) دو شخص گواہی دیں کہ زید و عمرو نے محمود کو قتل کیا ایک نے تلوار سے دوسرے نے عصا سے اور یہ نہیں معلوم کہ ان دونوں میں سے عصا کسکے پاس تھا۔ یہ شہادت نہیں جائز ہے۔ اسی طرح اگر دو شخص گواہی دیں ایک

شخص کے مقابلے مین اونگلی کاٹ ڈالنے کی اور دوسرے شخص کے مقابلے پر اوسی ہاتھ کی دوسری اونگلی کاٹ ڈالنے کی اور یہ نہ بیان کرین کہ کون اونگلی کس شخص نے کاٹی ہے - کذا فی المبسوط -

(۷۶۱) دو شخص گواہی دین کہ خالد نے بکر کا ہاتھ مفصل سے عمداً کاٹ ڈالا - دوسرے دو گواہ گواہی دین کہ خالد نے بکر کا پانون مفصل سے عمداً کاٹ ڈالا ازان بعد یہ سب گواہ گواہی دین کہ بغیر ہوش و حواس درست ہوئے خالد مر گیا اور ولی مقتول نے ان امور مذکورہ بالا کا عمداً دعویٰ پیش کیا ہو اس صورت مین تم قاتل پر نصف دیت کا فیصلہ کرینگے اور یہ دیت اوسکے مال سے دلائی جائیگی - پس اگر ولی ہاتھ اور پانون کا قصاص طلب کرے تو اوسکو یہ حق نہین ہے - کذا فی الحاوی -

(۷۶۲) اگر دو گواہ گواہی دین کہ حامد نے زید کا ہاتھ مفصل سے عمداً کاٹ ڈالا اسکے بعد حامد نے زید کو عمداً قتل کیا اس شکل مین ورثاے مقتول کو چاہیے کہ پہلے ہاتھ کا قصاص لین بعدہ حامد کو قتل کرین - قاضی کو ورثا سے یہ کہنا کہ تو حامد کو قتل کر اور اوس سے ہاتھ کا قصاص طلب نکر حسن ہے اور یہی قول امام اعظم علیہ الرحمہ کا ہے آبو یوسف اور امام محمد فرماتے ہین کہ ورثا کو حکم دیا جائے گا حامد کے قتل کرنے کا اور ہاتھ کے قصاص لینے کا حکم صادر نہوگا - اگر دو گناہون مین سے ایک خطا ہو دوسرا عمد تو سزا اون دونون کی دیجائیگی اور اگر پہلا خطا ہو اس شکل مین ہاتھ کی دیت حامد کے محلے والون سے دلائی جائیگی اور خود حامد سے قصاص لیا جائیگا - اگر ثانی خطا ہو اس شکل مین ہاتھ کا قصاص حامد پر

واجب ہوگا اور نفس کی دیت اوسکے اہل محلہ پر عائد ہوگی۔ کذا فی شرح المبسوط

(۳۶۷) گواہ گواہی دین منکر کے مقابلے مین قتل خطا کی اور حکم دیت کا صادر کیا جائے اسکے بعد دوسرے گواہ گواہی دین کہ مقتول زندہ ہے اس شکل مین عاقلہ کو اختیار ہے کہ ولی سے تاوان سلے یا گواہون سے اور اونکو ولی سے تاوان واپس دلایا جائیگا اگر قتل عمد کی گواہون نے گواہی دی ہوا سکے بعد وہ شخص جسکی نسبت مقتول ہونا بیان کیا گیا ہے زندہ حاضر ہوا اس شکل مین ورثا کو اختیار دیا گیا ہے اگر چاہین دیت کا تاوان لین ولی سے یا گواہون سے اگر گواہ تاوان ادا کرین تو ولی سے زر تاوان نہین لے سکتے ہین امام اعظم کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک گواہ مثل قتل خطا کے ولی سے زر تاوان لے سکتے ہین۔ کذا فی الکافی۔

(۳۶۸) اگر شہادت قاتل کے اقرار قتل خطا یا قتل عمد کی نسبت ادا کی گئی ہو بعدہ مقتول زندہ نکلے اس شکل مین گواہون پر تاوان واجب نہوگا لیکن ولی پر تاوان عائد ہوگا۔ دونون شکلون مین یعنے قتل عمد ہو خواہ قتل خطا۔ اسیطرح اگر دو گواہ گواہی دین دو گواہونکی شہادت پر نسبت قتل خطا کے اور قاضی دیت کا فیصلہ عاقلہ پر صادر کرے اور باقی مسئلہ اپنی حالت پر قائم رہے فروع پر تاوان عائد نہوگا لیکن دیت مدعی سے عاقلہ کو واپس کرادیجائیگی۔ اگر دونون اصیل حاضر ہوکر اشہاد سے انکار کرین تو فروعین کے حق مین صحیح نہین۔ فروعین اور اصل گواہون پر تاوان واجب نہین ہوتا ہے درصورتیکہ دونون اصل بیان کرین کہ ہمنے اون دونون کو گواہ بنایا تھا باطل پر اور ہمین اسوقت معلوم ہوا

کہ ہم جھوٹے تھے۔ صاحب محیط لکھتے ہین کہ ہم کسی شی کا تاوان نہ لینگے موافق قول امام اعظمؒ اور ابی یوسفؒ کے اور امام محمدؒ کے نزدیک عاقلہ کو اختیار ہے اگر چاہے اصول سے تاوان لے یا ولی سے در صورت وصول کرنے تاوان اصول سے یہ ولی سے وصول کرینگے اور ولی اوس زر تاوان کو جو اونسے ادا کیا ہے کسی شخص سے وصول نہین کر سکتا ہے۔ کذا فی المحیط۔

(۷۶۵) زید دعویٰ کرے خالد پر کہ اسنے میرے ولی کو بڑا زخم پہنچایا اور وہ اس زخم کے صدمے سے مر گیا اور دو گواہ گواہی دین بڑے زخم کی نسبت یہ شہادت قبول ہوگی اور بڑے زخم کے قصاص کا فیصلہ کیا جائیگا۔ اسی طرح ایک گواہ شہادت ادا کرے کاری زخم کی دوسرا ہلکے زخم پہونچنے کی شہادت ادا کرے گواہی زخم کی نسبت قبول ہوگی کیونکہ دونون زخم کی نسبت متفق ہین کذا فی فتاوی عالمگیر ہے۔

(۷۶۶) اگر مدعی ہلکے زخم کا دعویٰ کرے ایک گواہ زخم کاری کی دوسرا ہلکے زخم کی شہادت ادا کرے اس شکل مین شہادت اوس گواہ کی جسنے زخم کاری کی شہادت ادا کی ہے باطل ہو جائیگی اور دوسرا جسنے زخم ہلکے کی شہادت ادا کی ہے اسکی گواہی بسبب منفرد ہونے کے قبول نہوگی۔ کذا فی شرح الزیادات للعتابی ہے۔

(۷۶۷) مقتول دو لڑکے چھوڑے منجملہ اونکے ایک خالد کے مقابلے پر گواہ پیش کرے کہ اسنے میرے باپ کو عمداً قتل کیا دوسرا خالد اور بکر پر گواہ پیش کرے کہ ان دونون نے میرے باپ کو عمداً قتل کیا اس صورت مین قصاص

نہ لیا جائیگا مگر ہان مدعی اول کو نصف دیت دلائی جائیگی۔ کذا فی خزانۃ المفتیین۔

(۷۶۸) زیادات مین امام محمدؒ نے لکھا ہے زید دو بیٹے چھوڑ کر مرجائے ایک لڑکا گواہ پیش کرے کہ محمود نے میرے باپ کو عمداً قتل کیا۔ دوسرا گواہ پیش کرے کہ حامد نے میرے باپ کو خطاً قتل کیا اس صورت مین محمود و حامد پر قصاص عائد نہوگا مدعی اول یعنی مدعی قتل عمد کو نصف دیت عرصۂ تین سال مین محمود کے مال سے دلائی جائیگی اور مدعی قتل خطا کو نصف دیت حامد کی عاقلہ سے دلائین گے کذا فی المحیط۔

(۷۶۹) بکر مرے دو لڑکے اور ایک موصی لہ چھوڑے ایک لڑکا دعوی کرے کہ زید نے میرے باپ کو عمداً قتل کیا اور اسپر گواہ پیش کرے دوسرا لڑکا دعوی کرے کہ بکر نے بالذات میرے باپ کو یا دوسرے شخص نے میرے باپ کو خطاً قتل کیا اور اس دعوے پر گواہ پیش کرے اور موصی لہ قتل خطا کی تصدیق کرے اس صورت مین مدعی قتل خطا اور موصی لہ کے حق مین دو ثلث دیت کا فیصلہ قاتل کے عاقلہ پر صادر کیا جائیگا۔ عاقلہ کو تین سال مین دیت ادا کرنا ہوگی اور مدعی قتل عمد کو ثلث دیت قاتل کے مال مین سے دلائی جائیگی۔ اگر موصی لہ مدعی قتل عمد کی تصدیق کرے اس شکل مین مدعی قتل خطا کو ثلث دیت قاتل کی عاقلہ سے تین سال مین دلائی جائیگی اور موصی لہ کو ایک ثلث نصف کا اور مدعی قتل عمد کو دو ثلث نصف کے مال قاتل سے دلائے جائینگے۔ اگر موصی لہ دونون مدعیون کی تکذیب کرے اس شکل مین موصی لہ کو کچھ نہ دلایا جائیگا۔ اسی طرح اگر موصی لہ اون دونون کی تصدیق کرے اور بیان کرے کہ مین نہین جانتا کہ قتل عمد تھا یا قتل خطا اس بیان سے

موصیٰ لہ کا حق باطل نہین ہوتا۔ اور اگر موصیٰ لہ ایک لڑکے کی تصدیق کرے اس شکل
مین موصیٰ لہ کے حق مین وہ فیصلہ ہوگا جو شکل مذکور الصدر مین بیان ہوا۔ اگر موصیٰ لہ
کے قائم مقام ابن ثالث ہوا اسکا بھی وہی حکم ہے جو موصیٰ لہ کی شکلون مین بیان ہوا
مگر ایک شکل مین خلاف ہے وہ یہ ہے کہ ابن ثالث اگر مدعی عمد کی تصدیق کرے
تو اسکے اور مدعی کے حق مین دو ثلث دیت کا فیصلہ ہوگا اور موصیٰ لہ کے موجود ہونے
کی صورت مین اون دونون کو نصف دیت دلائی جاتی ہے۔ ہر شکل مین اون
دونون مین سے ایک کے نام فیصلہ ہوگا عاقلہ پر اور دوسرے کے حق مین قاتل کے
مال پر۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۷۰) زید قتل کیا جائے اسکے دو لڑکے ہون فرزند اکبر گواہ پیش کرے اصغر کے
مقابلے مین کہ اسنے میرے باپ کو قتل کیا اور فرزند اصغر گواہ پیش کرے شخص اجنب
کے مقابلے مین کہ اسنے میرے باپ کو قتل کیا۔ فرزند اکبر کو اصغر سے نصف دیت
دلائی جائیگی اور فرزند اصغر کو نصف دیت شخص اجنب سے دلائی جائیگی۔ یہ حکم
امام اعظم رح کے نزدیک ہے صاحبین کے نزدیک بموجب شہادت فرزند اکبر درصورت
قتل خطا ہونے کے فرزند اصغر کے مقابلے مین دیت کا فیصلہ ہوگا اور قتل عمد
کی شکل مین قصاص کا فتوی دیا جائیگا اور اگر ہر ایک اپنے بھائی کے مقابلے
مین گواہ پیش کرے اس صورت مین ہر ایک کے نام نصف دیت کا فیصلہ ہوگا
اور مدعیان زر فیصلہ مین سے متروکہ پائینگے۔ کذا فی الکافی۔

(۷۱) اگر مقتول کے تین لڑکے ہون حسب مصرحہ ذیل۔ عبد اللہ گواہ پیش کرے
بمقابلہ زید کے کہ اسنے میرے باپ کو قتل کیا۔ اور زید عمرو کے مقابلے پر گواہ

پیش کرے کہ اسنے میرے باپ کو قتل کیا اور عمرو گواہ بمقابلہ عبد اللہ پیش کرے
کہ اسنے میرے باپ کو قتل کیا اس شکل مین ہر شہادت قبول ہوگی علی الاتفاق ۔
اور ان تینون لڑکون مین سے کسی پر قصاص واجب نہوگا امام اعظمؒ کے نزدیک
اگر قتل عمد ہو تو ہر ایک مدعی کے حق مین ثلث دیت کا فیصلہ اوسکے شریک کے
مقابلے پر صادر ہوگا اور زر فیصلہ کی تعمیل شریک کے مال مین سے کرائی جائیگی ۔
اور اگر قتل خطا ہو تو شریک کی عاقلہ کو دیت ادا کرنی ہوگی اور دیت سب مین میراث
قرار پائیگی اثلاثاً یعنے ایک ثلث ہر ایک لڑکے کو ملیگا ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک
ہر مدعی کے حق مین اوسکے شریک کے مقابلے مین نصف دیت کا فیصلہ دیا جائیگا
اور یہ دیت بحیثیت متروکہ مقتول کے ہر پسر کو ایک ایک ثلث دلائی جائیگی ۔ اور اگر
عبد اللہ گواہ پیش کرے زید اور عمرو کے مقابلے پر کہ ان دونون نے ہمارے
باپ کو عمداً یا خطاً قتل کیا اور زید و عمرو گواہ پیش کرین عبد اللہ کے مقابلے مین کہ اسنے
ہمارے باپ کو عمداً یا خطاً جیسی کہ صورت ہو قتل کیا صاحبین کے نزدیک دونون
شہادتین نامنظور کی جائینگی اور اونمین وراثت از روسے تین ثلث کے باقی
رہیگی ۔ لیکن امام اعظمؒ کے نزدیک اگر قتل عمد ہے تو عبد اللہ کے حق مین نصف
دیت کا فیصلہ ہوگا اور اسکی تعمیل مدعیٰ علیہما کے مال مین سے کرائی جائیگی ۔
اور بصورت قتل خطا کے مدعیٰ علیہما کی عاقلہ سے دیت دلائی جائیگی اور قتل عمد
کی شکل مین زید و عمرو کے نام نصف دیت کا فیصلہ ہوگا بمقابلہ عبد اللہ کے اور
اس فیصلے کی تعمیل عبد اللہ کے مال مین سے کرائی جائیگی اور قتل خطا کی
صورت مین عبد اللہ کی عاقلہ سے دیت دلائی جائیگی اور دیت کی نصف میراث

عبداللہ کو ملے گی اور نصف زید و عمرو کو۔ کذا فی فتاوی عالمگیریہ۔

(۲۶۷) عمرو گواہ پیش کرے زید کے مقابلے پر کہ اسنے میرے باپ کو قتل کیا۔ اور زید گواہ پیش کرے کہ عمرو نے میرے باپ کو قتل کیا اور اون دونون مین سے کوئی شخص عبداللہ کے مقابلے پر گواہ پیش نکرے۔ عبداللہ سے دریافت کیا جائیگا کہ تو اس مسئلے مین کیا کہتا ہے۔ اسکی تین شکلین ہین اوّل یہ کہ عبداللہ قتل کا دعوی کرے اون دونون مین سے خاص ایک شخص پر۔ دوسرے عبداللہ اون دونون مین سے کسی پر دعوی نکرے۔ تیسرے یہ کہ عبداللہ اون دونون پر دعوے کرے اور بیان کرے کہ ان دونون نے میرے باپ کو قتل کیا۔ اگر عبداللہ اون دونون مین سے ایک شخص معین پر دعوے کرے اور وہی عمرو ہو بموجب قول امام اعظم عمرو پر تین ربع دیت کا فیصلہ ہوگا اور یہ دیت زید اور عبداللہ کو نصفا نصف دلائی جائیگی اگر قتل عمد ہے تو عمرو کے مال سے دیت دلائی جائیگی اور قتل خطا ہونے کی شکل مین عمرو کی عاقلہ سے دیت دلائی جائیگی اور عمرو کے حق مین بمقابلہ زید ربع دیت کا فیصلہ ہوگا اور قتل عمد کی صورت مین زید کے مال مین سے دیت دلائی جائیگی وگرنہ زید کی عاقلہ سے دیت دلائی جائیگی لیکن میراث نصف عبداللہ کو اور نصف زید و عمرو کو دلائی جائیگی زان بعد وہ دیت جو زید اور عبداللہ کو دلائی گئی ہے ایک جا کرکے ان دونون کو برابر تقسیم کرادیجائیگی اور قتل عمد کی شکل مین موافق قول ابو یوسف اور امام محمد کے عبداللہ کے حق مین بمقابلہ عمرو قصاص کا فیصلہ کیا جائیگا اور قتل خطا ہونے کی صورت مین عمرو کی عاقلہ سے دیت دلائی جائیگی اور دیت مذکور بحیثیت میراث زید اور عمرو کو نصفا نصف دلائی جائیگی۔

اور اگر عبداللہ بیان کرے کہ ان دونون مین سے کسی نے قتل نہین کیا موجب قول
امام اعظمؒ قتل عمد ہونے کی شکل مین زید کے حق مین عمرو کے مقابلے مین ربع دیت
کا فیصلہ ہوگا اور عمرو کے نام بمقابلہٗ زید ربع دیت کا اور دیت اون دونون کے
مال مین سے دلائی جائیگی اور قتل خطا ہونے کی شکل مین اون دونون کی عاقلہ
دیت لے کر تینون لڑکون کو بحصۂ مساوی بطور متروکہ دلائی جائیگی اور عبداللہ کو بوجہ
انکار کچھ نہ دلایا جائیگا - ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اس شکل مین دیت اور قصاص
دونون کا فیصلہ نہوگا بلکہ میراث متوفی کی بحصۂ مساوی تقسیم کی جائیگی - اور اگر عبداللہ
اون دونون پر قتل کا دعویٰ کرے امام اعظمؒ کے نزدیک عبداللہ کے حق مین
دیت کا فیصلہ نہوگا اور عمرو کا فیصلہ زید پر اور زید کی ربع دیت کا فیصلہ بمقابلہ عمرو
صادر ہوگا اور میراث نصف عبداللہ کو اور نصف زید و عمرو کو دلائی جائیگی - لیکن
موافق قول ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے اگر ہر ایک مدعی کی شہادت نامنظور کی جائے
اور عبداللہ کے پاس اپنے دعوے کی نسبت شہادت نہو اس صورت مین مدعی
کے حق مین دیت کا فیصلہ نہوگا اور انکی باہم میراث از روے تین ثلث قرار پائیگی
کذا فی المحیط -

(۳۷) اگر مقتول اپنا لڑکا اور بھائی چھوڑے اور ہر ایک اپنے شریک کے مقابلے
مین دعویٰ کرے اور بھائی کی شہادت نامنظور کی جائے اس شکل مین لڑکے
کے حق مین فیصلہ ہوگا - اور اگر مقتول دو لڑکے چھوڑے ہر ایک اپنے
شریک کے مقابلے مین شہادت پیش کرے اور مقتول کا بھائی اون دونون
مدعیون مین سے ایک کی تصدیق کرے بھائی کے قول پر نہ التفات کیا جائیگا

کذا فی الکافی۔

(۴۷۷) اگر بھائی شہادت پیش کرے مقتول کے دونون لڑکون پر کہ انھون نے اوسے قتل کیا بعد اسکے ہر ایک لڑکا شہادت پیش کرے بمقابلہ دوسرے لڑکے کے اسنے مقتول کو قتل کیا۔ نزدیک ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے بھائی کی شہادت قبول ہوگی اور اوسی کو میراث ملے گی قتل عمد کی شکل مین دونون لڑکے قتل کیے جائینگے اور قتل خطا کی صورت مین دونون لڑکون کی عاقلہ سے دیت دلائی جائیگی۔ اور اس مسئلہ خاص مین امام اعظم علیہ الرحمہ کا قول مذکور نہین ہوا اگر جو ابھی قول امام اعظمؒ کے بیان ہوئے اونسے معلوم ہوتا ہے اس شکل مین بھی بھائی کی شہادت قبول نہوگی اور مقتول کی میراث دونون لڑکے پائین گے اور ایک لڑکے سے نصف دیت دوسرے لڑکے کو دلائی جائیگی۔ اگر مقتول تین لڑکے چھوڑے منجملہ اونکے دو لڑکے تیسرے لڑکے کے مقابلے پر شہادت پیش کرین کہ اسنے ہمارے باپ کو قتل کیا اور تیسرا لڑکا شہادت پیش کرے کہ شخص اجنبی نے میرے باپ کو قتل کیا ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک تینون شہادتین ادلے ہین۔ اور قتل عمد ہونے کی شکل مین تیسرے لڑکے کے مقابلے مین قصاص کا فیصلہ ہوگا اور قتل خطا کی صورت مین تیسرے لڑکے کی عاقلہ پر دیت کا فیصلہ ہوگا اور مقتول کے جو لڑکے مدعیان ہین اونھین نصفا نصف دیت دلائی جائیگی اور جو لڑکا مشہود علیہ ہے اوسے کچھ دلایا نجائیگا۔ امام اعظمؒ کے نزدیک دونون لڑکون کی شہادت کو تیسرے لڑکے کے مقابلے مین ترجیح نہین ہے دونون لڑکون کے حق مین دو ثلث دیت کا فیصلہ ہوگا

تیسرے لڑکے کے مقابلے پر اگر قتل عمد ہے تو تیسرے لڑکے کے مال مین سے دیت دلائی جائیگی اور قتل خطا کی شکل مین تیسرے لڑکے کی عاقلہ سے دیت دلائی جائیگی اور تیسرے لڑکے کے نام ثلث دیت کا فیصلہ ہوگا شخص اجنبی کے مقابلے پر مقتول کی میراث تینون لڑکون کو مساوی ملیگی - کذا فی فتاوے عالمگیریہ -

(۷۷۵) زید قتل کیا جائے اور تین لڑکے چھوڑے بڑا لڑکا گواہ پیش کرے کہ منجھلے لڑکے نے میرے باپ کو قتل کیا اور منجھلا لڑکا گواہ پیش کرے کہ چھوٹے لڑکے نے میرے باپ کو قتل کیا اور چھوٹا گواہ پیش کرے اجنبی شخص پر کہ اسنے میرے باپ کو قتل کیا بموجب قول امام اعظم ہر ایک مدعی کے حق مین ثلث دیت کا فیصلہ ہوگا بمقابلہ اوس شخص کے جسکے مقابلے مین شہادت پیش کی گئی ہے اور مقتول کی میراث مدعیون کو ازروے تین ثلث کے ملے گی لیکن بموجب قول ابی یوسف اور امام محمد کے بڑے لڑکے کے حق مین نصف دیت کا فیصلہ ہوگا بمقابلہ منجھلے لڑکے کے اور منجھلے کے نام نصف دیت کا بمقابلہ چھوٹے لڑکے کے اور منجھلے لڑکے کے حق مین بمقابلہ شخص اجنبی کچھ فیصلہ نہوگا اور بڑے لڑکے اور چھوٹے لڑکے کو مقتول کا متروکہ نصف نصف ملیگا - اور چھوٹے لڑکے کو اوسکا متروکہ نہ ملیگا - کذا فی المحیط -

(۷۷۶) عمرو دو شخصون پر دعوی کرے کہ انھون نے میرے ولی کو عمداً قتل کیا اور انمین سے ایک مقتول کو تنہا قتل کرنے کا اقرار کرے اور دو گواہ شخص آخر کے مقابلے مین گواہی دین کہ اسنے تنہا مقتول کو عمداً قتل کیا یہ شہادت قبول نہوگی

مدعی کو چاہیئے کہ شخص مقر کو قتل کرے اور قتل خطا کی شکل مین مقر سے نصف دیت دلائی جائیگی اور مشہود علیہ پر کوئی شی عائد نہوگی - کذا فی شرح الزیادات مصنفہ عتابی -

سولھوان۱۶ باب

(اس مین شہادت زنا کا بیان ہے)

(۷۷۷) زنا کی نسبت چار مسلمانون آزادون کی گواہی قبول ہوگی - کذا فی شرح الطحاوی -

(۷۷۸) اگر زنا کی نسبت چار شخصون سے کم گواہی دین مثلاً ایک شخص یا دو شخص یا تین شخص گواہی دین یہ شہادت قبول نہوگی اور ہمارے عالمون کے نزدیک گواہون کو حد ماری جائیگی - کذا فی فتاوی عالمگیری -

(۷۷۹) اگر عدالت مین چار اشخاص زنا کی گواہی دینے کے لیئے بمقابلہ عمرو حاضر ہون منجملہ اونکے ایک یا دو یا تین اشخاص گواہی دین اور باقی گواہی نہ دین جس شخص نے گواہی ادا کی ہے اوسکو ہمارے عالمون کے نزدیک حد قذف ماری جائیگی - کذا فی المحیط -

(۷۸۰) منجملہ چار شخصون کے تین زنا کی نسبت گواہی دین اور چوتھا بیان کرے کہ ہمنے مرد و عورت کو ایک لحاف مین دیکھا اس شکل مین مدعی علیہ کو حد نہ ماری جائیگی اور تین شخصون کو حد قذف ماری جائیگی چوتھے گواہ پر قذف عائد نہوگی اور اگر چوتھا گواہ ابتداءً بیان کرے کہ مین گواہی دیتا ہون کہ زید نے ہندہ کے ساتھ زنا کیا بعد اسکے اوس واقعے کو بیان کرے جو ہمنے اوپر بیان کیا اس شکل مین چوتھے

گواہ پر بھی حد قذف عائد ہوگی - کذا فی شرح الطحاوی۔

(۷۸۱) ہمارے نزدیک صحت شہادت کے واسطے اتحاد مجلس شرط ہے۔ اگر گواہ علیحدہ علیحدہ گواہی دین یہ شہادت قبول نہوگی اور اونپر حد قذف ماری جائیگی۔ کذا فی شرح الکافی۔

(۷۸۲) امام محمدؒ سے منقول ہے کہ گواہ قاضی کے اجلاس پر بیٹھے ہون اونمین سے ایک دوسرے کے بعد کھڑا ہو اور گواہی دے۔ یہ شہادت جائز ہے کذا فی فتاوی عالمگیریہ۔

(۷۸۳) اگر گواہ مسجد کے باہر ہون منجملہ اونکے ایک مسجد مین داخل ہوکر گواہی دے پھر مسجد سے چلا جائے من بعد دوسرا داخل ہو اور گواہی دے۔ اسی طرح ایک دوسرے کے بعد داخل ہو اور گواہی دے ان دونون شکلون مین گواہونکی شہادت قبول ہوگی۔ کذا فی فتاوی قاضیخان۔

(۷۸۴) دو شخص عمرو کے مقابلے مین زنا کی گواہی دین اور دوسرے دو شخص عمرو کے اقرار زنا پر شہادت دین اس شکل مین مدعی علیہ اور گواہون پر حد عائد نہوگی۔ اگر تین شخص زنا پر گواہی دین اور چوتھا شخص اقرار زنا پر گواہی دے اس صورت مین تینون گواہون پر حد عائد ہوگی۔ کذا فی الظہیریہ۔

(۷۸۵) گواہ گواہی دین خالد نے زینب کے ساتھ زنا کیا اور ہم لوگ زینب کو نہین پہچانتے ہین مدعی علیہ کو حد نہ ماری جائیگی۔ کذا فی المہذیہ۔

(۷۸۶) چار شخص محمود کے مقابلے مین گواہی دین کہ اسنے اوس عورت کے ساتھ زنا کیا جسکو ہم نہین پہچانتے ہین بعد اسکے اوس عورت کا نام بیان کرین

اس شکل مین محمود اور گواہون کو حد نہ ماری جائیگی۔ کذا فی فتاوی عالمگیریہ۔

(۷۸۷) چار شخص گواہی دین خالد کے مقابلے مین کہ اسنے ہندہ کے ساتھ زنا کیا انمین سے دو شخص گواہی دین کہ خالد نے ہندہ کے ساتھ بصرے مین زنا کیا اور دو شخص گواہی دین کہ خالد نے ہندہ کے ساتھ کوفے مین زنا کیا اس صورت مین ہمارے نزدیک خلاف قیاس ہندہ اور گواہون پر حد عائد نہوگی۔ کذا فی فتاوی عالمگیریہ۔

(۷۸۸) چار شخص محمود کے مقابلے مین گواہی دین کہ اسنے اس عورت کے ساتھ زنا کیا انمین سے دو شخص شہادت ادا کرین کہ اسنے اس عورت کے ساتھ اپنے مکان کے فلان حجرے مین زنا کیا اور انمین سے دوسرے دو گواہ گواہی دین کہ خالد نے اس عورت کے ساتھ اپنے مکان کے دوسرے حجرے مین زنا کیا یہ گواہی قبول نہوگی۔

(۷۸۹) چار شخص گواہی دین کہ عمرو نے فلان کے ساتھ زنا کیا چار گواہون مین سے دو گواہ بیان کرین کہ وہ دن جمعہ کا تھا اور دوسرے دو گواہ بیان کرین کہ ہفتے کا دن تھا۔ یا منجملہ چار گواہون کے دو بیان کرین کہ عمرو نے فلان عورت کے ساتھ بنگلے پر زنا کیا اور دو بیان کرین کہ عمرو نے مکان کے نیچے کے درجے مین زنا کیا۔ یا اون گواہان مذکورین مین سے دو گواہ بیان کرین کہ عمرو نے خالد کے مکان مین فلان عورت کے ساتھ زنا کیا اور دو بیان کرین کہ عمرو نے بکر کے مکان مین فلان عورت کے ساتھ زنا کیا ان کل شکلون مین مدعی علیہ اور گواہون پر حد عائد نہوگی۔ کذا فی فتاوی قاضیخان۔

(۷۹۰) چار اشخاص گواہی دین کہ خالد نے فلان سنہ اور فلان مہینے مین چاندرات کے روز طلوع آفتاب کے وقت اس عورت کے ساتھ بصرے مین زنا کیا اور چار گواہ دوسرے گواہی دین کہ اوس سنہ اور ماہ اور روز اور وقت مین اوس عورت کے ساتھ کوفے مین زنا کیا اس شکل مین زانی اور مزنیہ پر حد عائد نہوگی۔ کذا فی النہر الفائق۔

(۷۹۱) دو شخص گواہی دین کہ محمود نے زینب کے ساتھ مکان کے اس کونے مین زنا کیا اور دو شخص دوسرے گواہی دین کہ محمود نے زینب کے ساتھ مکان کے دوسرے کونے مین زنا کیا۔ خلاف قیاس محمود اور زینب دونون کو حد ماری جائیگی۔ کیونکہ احتمال ہے کہ زنا کا ارتکاب ایک کونے مین شروع ہوا اور دوسرے کونے مین جاکر ختم ہوا ہو۔ لیکن بڑے مکان کی شکل مین زانی اور مزنیہ پر حد واجب نہوگی۔ کذا فی فتاوی عالمگیرے۔

(۷۹۲) مسعود کے زنا کرنے کی نسبت چار گواہ ہون۔ اونمین سے ہر ایک گواہی دے کہ مسعود نے فلان عورت کے ساتھ زنا کیا یہ شہادت قبول ہوگی ہر گواہ کی شہادت کا محل اوس زنا پر جسپر اوسکے شریک نے گواہی دی ہے کیا جائیگا۔ کذا فی الکافے۔

(۷۹۳) دو شخص گواہی دین کہ سلطان نے سلمہ کے ساتھ دن کی اول ساعت مین زنا کیا اور دوسرے دو گواہ گواہی دین کہ سلطان نے سلمہ کے ساتھ دوسری ساعت مین زنا کیا اس صورت مین یہ شہادت قبول نہوگی۔ فقہا لکھتے ہین کہ یہ حکم اس شکل مین ہے اگر دوسرے دو شخص گواہی دین دوسری ساعت پر اور

درمیان دونون ساعتون کے توفیق ممکن نہو مثلاً دو شخص گواہی دین کہ سلطان نے سلمہ کے ساتھ پنجشنبے کی ایک ساعت مین زنا کیا دوسرے دو شخص گواہی دین کہ سلطان نے سلمہ کے ساتھ جمعہ کی ایک ساعت مین زنا کیا یا دوسرے دو شخص گواہی دین پنجشنبے کی دوسری ساعت مین اس حیثیت سے کہ زنا اس ساعت کی جانب سے دوسری ساعت کی طرف ممتد نہوتا ہو۔ لیکن اگر دوسرے گواہ وہ ساعت بیان کرین جسمین زنا ممتد ہوتا ہو تو گواہی مذکورہ قبول ہوگی۔

(۷۹۴) امام محمدؒ نے اصل مین لکھا ہے کہ چار شخص گواہی دین محمود پر زنا کی۔ منجملہ اونکے دو شخص بیان کرین کہ عورت زنا کرانے کو مکروہ سمجھتی تھی۔ اور دو شخص بیان کرین کہ عورت نے زنا کرانے پر اپنی رضامندی ظاہر کی امام اعظم فرماتے ہین زانی اور مزنیہ اور گواہون پر حد عائد نہ کی جائیگی۔

(۷۹۵) اگر چار شخص عمرو کے مقابلے مین گواہی دین کہ اسنے اس عورت کے ساتھ زنا کیا۔ منجملہ اونکے تین شخص بیان کرین کہ عورت نے زنا کرانے مین مرد کی اطاعت کی اور جوتھا بیان کرے کہ عورت زنا کرانے کو مکروہ سمجھتی تھی حسب قول امام اعظم علیہ الرحمہ کسی شخص پر حد قائم نہ کی جائیگی۔ ھکذا فی المحیط۔

(۷۹۶) منجملہ چار شخصون کے تین شخص گواہی دین عورت کے استکراہ پر جوتھا عورت کی رضامندی پر نزدیک امام اعظمؒ کے اس صورت مین بھی کسی شخص پر حد عائد نہوگی۔ کذا فی المحیط السرخسی۔

(۷۹۷) چار شخص زید کے مقابلے مین زنا کرنے کی گواہی دین اور انمین نسبت مزنی بہا یا مکان یا وقت کے اختلاف واقع ہو یہ شہادت نامنظور کی جائیگی۔

اور ہمارے نزدیک گواہون پر حد عائد نہوگی - کذا فی المبسوط -

(۷۹۸) اگر زانی و مزنیہ کے قد و قامت یا وہ کپڑا جو مرد پہنے ہوئے ہو خواہ وہ کپڑا جو عورت وقت زنا کرانے کے زیب جسم کئے ہو یا اوسکے رنگ کی نسبت یا عورت کے سن کی بابت یا اوسکی جسامت اور لاغری کی نسبت خلاف بیانی گواہونکی پائی جائے تو یہ اختلاف شہادت کو مضر نہوگا - اسی طرح اگر دو شخص گواہی دین کہ زید نے گوری عورت کے ساتھہ زنا کیا اور دوسرے دو شخص گواہی دین کہ مرد نے عورت گندم رنگ کے ساتھہ زنا کیا قبول ہوگی یہ شہادت کیونکہ دونون رنگ مشابہ ہین بخلاف گوری اور کالی صورت کے - کذا فی فتاوی عالمگیری -

(۷۹۹) دو شخص گواہی دین کہ زید نے حبشیہ عورت کے ساتھہ زنا کیا اور دو شخص گواہی دین کہ زید نے عورت خراسانی کے ساتھہ زنا کیا - یا دو شخص کوفیہ عورت کے ساتھہ اور دو شخص بصریہ عورت کے ساتھہ - یا دو شخص حرہ عورت کے ساتھہ اور دو شخص لونڈی کے ساتھہ - یا دو شخص بالغہ کے ساتھہ اور دو شخص نابالغہ کے ساتھہ زنا کرنے کی گواہی دین ان کل شکلون مین شہادت قبول نہوگی - کذا فی تمرتاشی -

(۸۰۰) چار شخص گواہی دین محمود کے مقابلے مین کہ اسنے بقرعید کے دن مکے مین فلان عورت کے ساتھہ زنا کیا اور چار شخص گواہی دین کہ محمود نے بقرعید کے روز کوفے مین فلان کو قتل کیا - گواہون کے دونون گروہ کی گواہی نہ قبول ہوگی اور نہ زنا کے گواہون پر حد عائد ہوگی - ھکذا فی فتاوی عالمگیری -

(۸۰۱) گواہ خالد کے مقابلے پر گواہی دین کہ اسنے فلان عورت کے ساتھہ

زنا کیا اور عورت عدالت مین حاضر نہو اس شکل مین زانی کو حد باری جاے گی۔ کذا فی فتح القدیر۔

(۸۰۲) چار شخص زینب کے مقابلے مین گواہی دین زنا کرنے کی اور عورتین زینب کو دیکھکر بیان کرین کہ یہ باکرہ ہے۔ اس شکل مین مرد اور عورت اور گواہون پر حد عائد نہوگی۔ اسی طرح اگر عورتین بیان کرین کہ عورت کی شرمگاہ کا گوشت زائد ہے یا اوسکی شرمگاہ استخوان سے بند ہے۔ کذا فی الکافی وفتح القدیر۔

(۸۰۳) گواہ بمقابلہ حامد گواہی دین زنا کرنے کی اور حامد عنین ہو اس شکل مین نہ حامد کو حد ماری جائیگی اور نہ گواہون پر حد عائد ہوگی۔ کذا فی التبیین۔

(۸۰۴) چار شخص بمقابلہ بکر زنا کرنے کی گواہی دین اور اس شہادت کے بموجب بکر رجم کیا جائے بعدہ معلوم ہو کہ بکر عنین ہے اس شکل مین گواہون سے دیت دلائی جائیگی اور راوپر حد عائد نہوگی۔ اگر عورت رجم کرائی جائے اور بعد اسکے عورتین دیکھکر بیان کرین کہ یہ عورت باکرہ ہے یا اسکی شرمگاہ کا گوشت زائد ہے اس صورت مین گواہون پر تاوان اور حد عائد نہوگی۔ کذا فی فتاوی عالمگیری۔

(۸۰۵) چار اشخاص گواہی دین کہ زید نے زنا کیا اور چار شخص ان گواہون کے مقابلے پر گواہی دین کہ انھین نے عورت کے ساتھ زنا کیا انکی شہادت قبول نہوگی اور نہ انپر حد وارد ہوگی بسبب شبہہ کے نزدیک امام اعظمؒ کے۔ صاحبین لکھتے ہین گواہان اول کو بموجب شہادت چار اشخاص عادل کے حد لگائی جائیگی

اور نہ فاسق قرار پائینگے۔ اگر فریق ثانی بیان کرے کہ ان لوگون نے عورت
کے ساتھ زنا کیا اور فریق اول سکی نسبت سکوت کرے فریق اول پر حد واجب
ہوجائیگی۔کذا فی فتاوی عالمگیریہ۔
(۸۰۶) چار اشخاص گواہی دین خالد کے مقابلے مین زنا کرنے کی سلمہ کے
ساتھ اور چار شخص گواہی دین گواہان اول پر کہ انھون نے سلمہ کے ساتھ زنا
کیا اور چار شخص گواہی دین بمقابلہ گواہان ثانیہ کہ انھون نے سلمہ کے ساتھ زنا
کیا۔ امام اعظمؒ کے نزدیک کسی شخص پر حد عائد نہو گی. صاحبین کے نزدیک خالد اور
سلمہ کو حد ماری جائیگی اور نیز گواہان فریق اوسط پر حد ہوگی۔کذا فی التبیین۔
(۸۰۷) بعض گواہ بمقابلہ بعض کے گواہی زنا ادا نکرین بلکہ گواہی دین کہ یہ محدود
فی القذف ہین۔ اور باقی مسئلہ بحال خود قائم رہے اس شکل مین مرد اور عورت کو
بموجب شہادت اولے حد ماری جائیگی۔کذا فی المحیط السرخسی۔
(۸۰۸) گواہ گواہی دین زنا کی نسبت اور یہ غلام یا کافر یا محدود فی القذف یا
نابینا ہون۔ مدعی علیہ پر حد عائد نہوگی اور گواہون کو حد قذف ماری جائیگی
کذا فی شرح الطحاوی۔
(۸۰۹) چار شخص خالد پر زنا کی گواہی دین اور اونمین سے ایک غلام یا
محدود فی القذف ہو۔ اس صورت مین صرف گواہون کو حد قذف ماری جائیگی
ھکذا فی الھدایہ۔
(۸۱۰) بعض غلام آزاد ہوجائے اور اپنی شہادت سابقہ کا اعادہ کرے اس
شکل مین اوسکو دوبارہ حد ماری جائیگی۔ اگر کل گواہ غلام ہون اور یہ شہادت

ادا کرین اور انکو حد قذف ماری جائے بعد اسکے یہ سب آزاد کیے جائیں اور دوبارہ گواہی دین اس صورت مین انکو دوبارہ حد ماری جائیگی بخلاف کفار کے انکو بسبب گواہی زنا ادا کرنے کے حد ماری جائے بعد اسکے یہ شرف اسلام سے مشرف ہو کر دوبارہ گواہی مذکورہ ادا کرین تو انکو حد دوبارہ نہ ماری جائیگی۔

(۸۱۱) امام محمدؒ سے منقول ہے اگر بعض حد جاری کی گئی ہو اور چار گواہون مین سے ایک غلام ہو اور اوسکی نسبت دوسرے چار گواہ گواہی دین اس شکل مین مدعی علیہ کو باقی حد بھی مارین گے۔ اور اگر منجملہ چار گواہون کے ایک مکاتب یا صبی یا نابینا ہو اس شکل مین بجز صبی کے کل گواہون کو حد مارین گے۔ اگر اسکا علم بعد رجم کرنے مدعی علیہ کے حاصل ہو تو گواہون کی نسبت حد کا حکم نہ صادر ہوگا اور بیت المال سے دیت دلائی جائیگی۔ اگر حد تازیانے کی ہے تو گواہون کو تازیانے مارے جائین گے بشرطیکہ مدعی اسکی استدعا کرے اور ضرب کی دیت ساقط ہو جائیگی۔ کذا فی الایضاح۔

(۸۱۲) معتق البعض مثل مکاتب تصور کیا گیا ہے۔ امام اعظمؒ فرماتے ہین کہ مثل مکاتب کے معتق البعض کی شہادت بھی قبول نہین ہوتی۔ کذا فی المبسوط۔

(۸۱۳) اگر گواہ دراصل فاسق ہون یا معلوم ہو کہ یہ فاسق ہین ان دونون شکلون مین گواہون کو حد نہ ماری جائیگی۔ کذا فی الکافی۔

(۸۱۴) زید خالد کی مان کو زنا کی تہمت لگائے بعد اسکے قاذف ہمراہ دوسرے شخصون کے گواہی دے کہ محمود نے زنا کیا اس شکل مین دیکھین گے کہ مقذوف نے قذف کا دعوی قاضی کے روبرو اس سے پہلے کیا تھا یا نہین۔ شکل اول مین

قاذف کی گواہی قبول نہوگی اور ثانی مین قبول ہوگی - کذا فی المحیط۔

(۸۱۵) جامع الصغیر مین امام محمدؒ نے لکھا ہے چار شخص خالد کے مقابلے مین زنا کی گواہی دین اور زانی غیر محصن ہو بعد اسکے معلوم ہو کہ گواہ غلام یا کافر یا محدود فی القذف ہین اور مدعیٰ علیہ کوڑونکے زخم سے مرجائے یا اوسکو کوڑون کے زخم لگین امام اعظمؒ فرماتے ہین اس شکل مین قاضی اور بیت المال پر تاوان عائد نہوگا اگر گواہون کی شہادت کی بنا پر مدعیٰ علیہ کو کوڑے مارے جائین اور اس سے زخم لگے یا مدعیٰ علیہ مرجائے زان بعد معلوم ہو کہ کوئی گواہ غلام یا محدود فی القذف یا کافر ہے بالاتفاق گواہون کو حد ماری جائیگی - امام اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہین گواہون اور بیت المال پر کوئی شئ عائد نہوگی - کذا فی فتح القدیر۔

(۸۱۶) چار اشخاص زید کے مقابلے پر زنا کرنے کی گواہی دین اور زید محصن ہو یا گواہ اوسپر زنا اور احصان کی گواہی دین قاضی مدعیٰ علیہ کو رجم کرے اسکے بعد دریافت ہوا ایک گواہ غلام یا محدود فی القذف یا مکاتب ہے اسکی دیت قاضی پر عائد ہوگی اور اسنے جو دیت ادا کی ہے بیت المال سے لیگا - تشریح - اگر معلوم ہو کہ گواہ فاسق ہین تو قاضی پر تاوان عائد نہوگا - کذا فی فتاویٰ عالمگیری۔

(۸۱۷) چار شخص گواہی دین بمقابلہ حامد زنا کی اور لوگ انکا تزکیہ کرین کہ یہ گواہ آزاد مسلمان عادل ہین بعد اسکے معلوم ہو کہ وہ غلام یا کافر یا محدود فی القذف ہین - اگر مزکون اپنے تزکیے پر قائم رہین اور اوس سے بازگشت نہ کرین لیکن اتنا کہین کہ ہمنے تزکیہ کرنے مین خطا کی اس شکل مین مزکون پر

تاوان عائد نہوگا اور تاوان بیت المال سے دینا واجب ہوگا کل فقہا کے نزدیک اگر مزکون تزکیے سے بازگشت کرین اور بیان کرین کہ ہم جانتے تھے کہ گواہ غلام ہے یا کافر یا محدود فی القذف لیکن ہمنے عمداً تزکیہ کیا اسمین اختلاف ہے امام اعظمؒ فرماتے ہین کہ مزکین پر تاوان لازم ہوگا اور بیت المال سے نہ دلایا جائیگا ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہین کہ تاوان مزکین پر عائد نہوگا۔ بلکہ بیت المال سے دلایا جائیگا۔ کذا فی فتاویٰ عالمگیری سے۔

(۸۱۸) اگر دریافت ہو کہ گواہ فاسق ہین اور مزکون تعدیل سے رجوع کرکے بیان کرین ہم جانتے تھے گواہ فاسق تھے ہمنے عمداً تعدیل کی اس صورت مین مزکین کو ضمان ادا کرنا ہوگا اور اگر وہ صرف اتنا بیان کرین کہ گواہان عادل ہین بعدہ دریافت ہو کہ گواہان غلام ہین اس شکل مین تاوان مزکین پر عائد نہوگا۔ کذا فی المحیط۔

سترھوان باب

(اسمین اون مسئلون کا بیان ہے جنمین گواہون کا اختلاف قبول شہادت کو مانع نہین ہوتا ہی)

(۸۱۹) صاحب درمختار نے اشباہ النظائر سے نقل کیا ہے کہ دو گواہون کے اختلاف سے شہادت قبول نہین ہوتی ہے مگر اکتالیس مسئلون مین باوجود اختلاف ہونے کے قبول ہوتی ہے۔ **تشریح**۔ جن مسائل مین متعدد شہادت شرط ہے اونمین گواہون کا اختلاف قبول شہادت کو مانع ہے کیونکہ ہر گواہ دوسرے کو جھٹلاتا ہے اور خود مدعی بھی ایک کی تکذیب کرتا ہے۔ یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ گواہون کے بیان مین تطابق لفظاً اور معناً اسی طرح ہونا چاہیئے کہ دونون

لفظین ازروے وضع معنی واحد پر بطریق دلالت مطابقی دلالت کرین نہ بطریق تضمن اسکے امام اعظمؒ قائل ہین۔ صاحبین کے نزدیک گواہ جس واقعے کی نسبت متفق ہین اوسکا اعتبار ہے مثلاً ایک گواہ ہزار درہم کی شہادت اداکرے دوسرا دو ہزار کی امام اعظمؒ کے نزدیک یہ گواہی مردود ہے صاحبین اس گواہی کو قبول کرتے ہین بشرطیکہ مدعی نے زیادہ کا دعویٰ کیا ہو کیونکہ ہزار درہم پر دونون گواہ متفق ہین اور کم دعویٰ پیش ہونے کی شکل مین صاحبین بھی گواہی کو مردود قرار دیتے ہین کیونکہ مدعی اوس گواہ کی جسنے زیادہ کی نسبت شہادت دی ہے تکذیب کرتا ہے صحیح صاحبین کا قول ہے۔ کذا فی الطحطاوی۔ مؤلف نے زواہر الجواہر حاشیہ اشباہ والنظائر مین لکھا ہے کہ صاحب اشباہ نے بحرالرائق کا حوالہ دیا ہے اسمین چند مسائل نسبت اختلاف گواہان مذکور ہوئے ہین مین نے اور بھی مسائل اونپر بڑھائے ہین اور کل ذیل مین رقم ہین۔

(۸۲۰) ایک گواہ مدعیٰ علیہ کے مقابلے پر شہادت اداکرے کہ مدعیٰ علیہ پر ہزار درہم قرض ہین دوسرا گواہی دے کہ مدعیٰ علیہ نے نسبت قرض ہونے ہزار درہم کے اقرار کیا یہ گواہی قبول ہوگی۔

(۸۲۱) مدعی کھرے گیہون کا دعوی کرے ایک گواہ کھرے گیہون کی گواہی دے دوسرا ناقص گیہون کی نسبت شہادت دے ناقص گیہون کی نسبت شہادت قبول ہوگی اور اسی کا فیصلہ بحق مدعی صادر ہوگا۔

(۸۲۲) ایک گواہ درہم نیشاپوری بیان کرے دوسرا بخاری اور نیشاپوری بہ نسبت بخاری کے کھرے ہون دینار بخاری کا فیصلہ بلا خلاف

بحق مدعی صادر ہوگا۔

(۸۲۳) ایک گواہ ہبہ کی نسبت گواہی دے دوسرا عطیئے کی بابت گواہون کی شہادت نسبت ہبہ قبول ہوگی۔

(۸۲۴) ایک گواہ نکاح ہونا بیان کرے دوسرا تزویج یہ شہادت قبول ہوگی۔

(۸۲۵) ایک گواہ شہادت ادا کرے کہ واقف نے زمین کو ہمیشہ کے لیئے اس شرط پر وقف کیا تا زید کو اوسکا تہائی غلہ ملے دوسرا نصف غلہ ملنے کی نسبت گواہی دے اس شکل مین شہادت تہائی کی بابت قبول ہوگی۔ **تشریح**۔ اگر ایک گواہ کل کی دوسرا نصف کی گواہی دے نصف جسپر دونون گواہ متفق ہیں فیصلہ کیا جائیگا بشرطیکہ مدعی نے زیادہ کا دعوی کیا ہو۔

(۸۲۶) مدعی بیع وفا کا دعوی کرے ایک گواہ بیع وفا کی گواہی دے دوسرا بیان کرے کہ مشتری نے بیع وفا کا اقرار کیا یہ گواہی قبول ہوگی۔ **تشریح** بیع وفا یا بیع کی کچھ خصوصیت نہین۔ ہر قول کا یہی حکم ہے بخلاف فعل کے۔ نکاح فعل مین داخل ہے۔ کذا فی الچلپی عن البحر۔

(۸۲۷) ایک گواہ گواہی دے ہندہ مدعی کی فی الحال لونڈی ہے دوسرا بیان کرے کہ ہندہ پیشتر مدعی کی لونڈی تھی۔ یہ گواہی قبول ہوگی۔

(۸۲۸) مدعی مطلق ہزار درم کا دعوی کرے ایک گواہ مدعی علیہ کے اقرار قرض پر دوسرا ہزار درہم کی امانت رکھائے جانے پر شہادت ادا کرے۔ یہ گواہی قبول ہوگی۔

(۸۲۹) مدعی علیہ دعوی کرے کہ مدعی نے اپنا قرضہ مجھے معاف کر دیا ایک

کے واسطے وکیل مقرر کیا۔ دوسرا بیان کرے کہ دین کے تقاضا کرنے کی نسبت وکیل کیا۔ یہ گواہی قبول ہوگی۔

(۸۵۴) ایک گواہ گواہی دے کہ زید نے محمود کو اپنی جانب سے دین وصول کرنے کے لیئے وکیل کیا۔ دوسرا گواہی دے کہ زید نے محمود کو اپنا قرضہ طلب کرنے کے واسطے وکیل کیا۔ یہ گواہی قبول ہوگی۔

(۸۵۵) ایک گواہ گواہی دے حامد نے بکر کو اپنا قرضہ وصول کرنے کے لیئے وکیل مقرر کیا۔ دوسرا بیان کرے کہ حامد نے بکر کو اسلیئے بھیجا کہ وہ اوسکا قرضہ وصول کرے۔ یہ گواہی قبول ہوگی۔

(۸۵۶) گواہ واقف کے اقرار زمانے مین مختلف ہون تو کچھ مضر نہین۔ بلکہ اونکی گواہی جائز ہے۔ تشریح۔ اس مسئلے کی دو شکلین ہین۔ اول یہ کہ مشہود بہ قول محض ہو دوسرے یہ کہ مشہود بہ قول محض نہو شکل اول مین اگر زمان یا مکان مین گواہ مختلف ہون تو شہادت اونکی قبول ہوگی۔ کیونکہ قول کا اعادہ و تکرار ممکن ہے۔ شکل ثانی مین اگر درمیان گواہون کے زمان یا مکان مین اختلاف واقع ہو جائے تو یہ گواہی قبول نہوگی۔

(۸۵۷) دو گواہون مین سے ایک بیان کرے کہ واقف نے حالت صحت مین وقف کیا۔ دوسرا بیان کرے کہ واقف نے مرض مین وقف کیا۔ یہ اختلاف گواہون کا مانع قبول شہادت نہین ہے۔ بلکہ یہ گواہی قبول ہوگی۔

(۸۵۸) ایک گواہ گواہی دے کہ واقف نے زید کو وقف کیا۔ دوسرا بیان کرے کہ عمرو کو وقف کیا یہ گواہی قبول ہوگی اور وقف فقیرون پر ثابت ہوگا

دوسرا بیان کرے مدعی اوسمین ساکن تھا۔ یہ گواہی قبول ہوگی۔

(۸۳۶) مولی دعوی کرے کہ مین نے اپنے غلام کو تجارت کی اجازت نہین دی ایک گواہ گواہی دے کہ مولی نے اپنے غلام کو تجارت پارچہ کی نسبت اجازت دی دوسرا بیان کرے کہ مولی نے غلام کو تجارت طعام کی اجازت دی یہ گواہی صرف تجارت طعام کی نسبت قبول ہوگی۔

(۸۳۷) دو گواہ اقرار مال کی نسبت مختلف ہون ایک بیان کرے کہ مدعی علیہ نے زبان عربی مین اقرار کیا دوسرا بیان کرے کہ اوسنے زبان فارسی مین اقرار کیا۔ یہ گواہی بلاخلاف قبول ہوگی۔

(۸۳۸) ایک گواہ گواہی دے کہ مولے نے اپنے غلام سے عربی مین کہا۔ (انتَ حرٌّ) یعنے تو آزاد ہے۔ دوسرا بیان کرے کہ مولے نے اپنے غلام سے فارسی مین کہا کہ (آزادی) یعنے تو آزاد ہے۔ یہ گواہی قبول ہوگی۔

(۸۳۹) شوہر اپنی زوجہ سے کہے تو فلان شخص سے کلام کرنے کی صورت مین مطلقہ ہوجائیگی۔ ایک گواہ گواہی دے کہ زوجہ نے شخص مذکور سے صبح کو کلام کیا دوسرا گواہی دے کہ اوسنے شام کو کلام کیا یہ گواہی قبول ہوگی اور زوجہ مطلقہ قرار دی جائیگی۔

(۸۴۰) شوہر اپنی زوجہ سے کہے تجھکو طلاق دینے کی شکل مین میرا غلام آزاد ہوجائیگا۔ ایک گواہ گواہی دے کہ شوہر نے اپنی زوجہ کو جمعے کے دن طلاق دی دوسرا گواہی دے کل شوہر نے زوجہ کو طلاق دی اس شکل مین طلاق و آزادی واقع ہوجائیگی۔

(۸۴۱) ایک گواہ گواہی دے کہ شوہر نے زوجہ کو تین طلاق بائنہ دین دوسرا گواہی دے کہ دو طلاق بائنہ دین اس صورت مین دو طلاق ثابت ہون گے اور شوہر انسے رجوع کر سکتا ہے۔

(۸۴۲) ایک گواہ گواہی دے کہ مولے نے عربی زبان مین اپنے غلام کو آزاد کیا دوسرا گواہی دے مولی نے غلام کو زبان فارسی مین آزاد کیا۔ یہ گواہی قبول ہوگی۔

(۸۴۳) اگر دو گواہ مہر کی تعداد مین مختلف ہون ایک دس ہزار درہم بیان کرے دوسرا پانچ ہزار درہم۔ گواہی پانچ ہزار درہم کی نسبت قبول ہوگی۔

(۸۴۴) ایک گواہ گواہی دے کہ زید نے خالد کو اپنی جانب سے اوس مکان کے دعوی کرنے کے لیئے جسکا خالد نے نام تبایا ہے وکیل مقرر کیا۔ دوسرا گواہی دے کہ زید نے خالد کو مکان مذکورہ اور دوسری شے کے دعوی کرنے کے لیئے وکیل کیا۔ یہ شہادت صرف مکان کی نسبت جسپر دونون گواہ متفق ہین قبول ہوگی۔

(۸۴۵) ایک گواہ گواہی دے کہ واقف نے بحالت مرض زید کو وقف کیا دوسرا بیان کرے واقف نے بحالت صحت زید کو وقف کیا۔ اس شکل مین دونون کی گواہی قبول ہوگی۔

(۸۴۶) ایک گواہ گواہی دے کہ زید نے خالد کو پنجشنبے کے دن زخمی کیا۔ دوسرا بیان کرے کہ زید نے خالد کو بروز جمعہ زخمی کیا۔ یہ شہادت قبول ہوگی۔

(۸۴۷) ایک گواہ گواہی دے کہ محمود نے بمقابلہ ہزار درہم ایک مہینے کی مدت سے فروخت کیا۔ دوسرا صرف بیع کی بابت۔ یہ شہادت قبول ہوگی۔

(۸۴۸) ایک گواہ گواہی دے کہ بائع نے اس شرط سے بیع کی کہ وہ تین دن کے عرصے مین بیع کو فسخ کر سکتا ہے۔ دوسرا صرف بیع فسخ کرنے کو بیان کرے یہ گواہی قبول ہوگی۔

(۸۴۹) ایک گواہ گواہی دے زید نے مدعی کو اسلئے وکیل مقرر کیا کہ وہ اس مکان کا دعویٰ قاضی کوفہ کے روبرو پیش کرے دوسرا بیان کرے کہ زید نے مدعی کو دعوی مکان قاضی بصرہ کے روبرو پیش کرنے کے واسطے وکیل مقرر کیا۔ یہ شہادت قبول ہوگی۔

(۸۵۰) ایک گواہ بیان کرے کہ خالد نے مدعی کو قبضہ کرنے کے لیئے وکیل مقرر کیا۔ دوسرا بیان کرے کہ خالد نے مدعی کو مسلط کیا۔ یہ گواہی قبول ہوگی۔

(۸۵۱) ایک گواہ گواہی دے کہ محمود نے مدعی کو قبضہ کرنے کے لیئے وکیل مقرر کیا۔ دوسرا بیان کرے کہ محمود نے مدعی کو قبضہ کرنے پر مسلط کیا۔ یہ شہادت قبول ہوگی۔ **تشریح**۔ یہ مسئلہ اور مسئلہ سابقہ مین ایک ہی لفظ کا فرق ہے۔

(۸۵۲) ایک گواہ بیان کرے کہ زید نے عمرو کو فلان اشیا کے قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا۔ دوسرا بیان کرے کہ زید نے عمرو کو اپنی زندگی مین اوسی اشیا کے قبضہ کرنے کے لیئے وصیت کی۔ یہ گواہی قبول ہوگی۔

(۸۵۳) ایک گواہ گواہی دے کہ مسعود نے زید کو اپنا دین طلب کرنے

کے واسطے وکیل مقرر کیا۔ دوسرا بیان کرے کہ دین کے تقاضا کرنے کی نسبت وکیل کیا۔ یہ گواہی قبول ہوگی۔

(۸۵۴) ایک گواہ گواہی دے کہ زید نے محمود کو اپنی جانب سے دین وصول کرنے کے لیئے وکیل کیا۔ دوسرا گواہی دے کہ زید نے محمود کو اپنا قرضہ طلب کرنے کے واسطے وکیل کیا۔ یہ گواہی قبول ہوگی۔

(۸۵۵) ایک گواہ گواہی دے حامد نے بکر کو اپنا قرضہ وصول کرنے کے لیئے وکیل مقرر کیا۔ دوسرا بیان کرے کہ حامد نے بکر کو اسلیئے بھیجا کہ وہ اوسکا قرضہ وصول کرے۔ یہ گواہی قبول ہوگی۔

(۸۵۶) گواہ واقف کے اقرار زمانے مین مختلف ہون تو کچھ مضر نہین۔ بلکہ اونکی گواہی جائز ہے۔ **تشریح**۔ اس مسئلے کی دو شکلین ہین۔ اول یہ کہ مشہود بہ قول محض ہو دوسرے یہ کہ مشہود بہ قول محض نہو شکل اول مین اگر زمان یا مکان مین گواہ مختلف ہون تو شہادت اونکی قبول ہوگی۔ کیونکہ قول کا اعادہ وتکرار ممکن ہے۔ شکل ثانی مین اگر درمیان گواہون کے زمان یا مکان مین اختلاف واقع ہو جائے تو یہ گواہی قبول نہوگی۔

(۸۵۷) دو گواہون مین سے ایک بیان کرے کہ واقف نے حالت صحت مین وقف کیا۔ دوسرا بیان کرے کہ واقف نے مرض مین وقف کیا۔ یہ اختلاف گواہون کا مانع قبول شہادت نہین ہے۔ بلکہ یہ گواہی قبول ہوگی۔

(۸۵۸) ایک گواہ گواہی دے کہ واقف نے زید کو وقف کیا۔ دوسرا بیان کرے کہ عمرو کو وقف کیا یہ گواہی قبول ہوگی اور وقف فقیرون پر ثابت ہوگا

(۸۵۹) اگر دو گواہون کے درمیان تاریخ رہن مین اختلاف ہو مثلاً ایک بیان کرے کہ راہن نے تیسوین[۳۰] تاریخ رہن رکھا دوسرا پچیس[۲۵] تاریخ بیان کرے - یہ گواہی شیخین کے نزدیک قبول نہو گی -

(۸۶۰) اگر دو گواہ ایک شخص کے اقرار مال کی نسبت متفق ہون اور اونمین صرف مکان کی نسبت اختلاف ہو مثلاً ایک بیان کرے کہ ہم سب اس مکان مین تھے دوسرا بیان کرے سب دوسرے مکان مین تھے - یہ گواہی قبول ہوگی -

(۸۶۱) اگر دو گواہ اقرار مال کی نسبت متفق ہون صرف انمین اسقدر اختلاف ہو کہ ایک بیان کرے صبح کا وقت تھا - دوسرا شام کا وقت بیان کرے - یہ گواہی قبول ہوگی -

(۸۶۲) دو گواہ زید کے مقابلے مین گواہی ادا کرین کہ اسنے اپنی زوجہ کو طلاق دی - انمین سے ایک بیان کرے کہ زید نے اپنی منکوحہ دختر خالد کو بذات طلاق دی - دوسرا بیان کرے مجھے بخوبی معلوم ہے کہ وہ عورت مطلقہ نہین ہے بلکہ زید نے خالد کی دختر کے سوا اپنی دوسری زوجہ کو طلاق دی اور قبل اس طلاق کے اوسنے خالد کی دختر کو اپنے مکان سے نکال دیا - فخر الدین کہتے ہین کہ دو گواہ طلاق کی نسبت گواہی ادا کرین اور اونمین سے ایک عورت مطلقہ کا تعین اور نام بیان کرے اور دوسرا اوس عورت کا تعین جو زید کے نکاح مین ہو نہ کرے اور زید کے نکاح مین بجز ایک عورت کے دوسری عورت نہو اس شکل مین گواہان مذکورین کی شہادت صحیح ہوگی - یہ مسئلہ جواہر الفتاوے مین مذکور ہے -

(۸۶۳) ایک شخص مکان کی نسبت ملک کا دعوی کرے ایک گواہ گواہی دے کہ یہ مکان اوسی کا ہے۔ یا یہ بیان کرے کہ یہ مکان اوسکا مملوک ہے دوسرا بیان کرے کہ وہ مکان اوسکا مملوک تھا۔ یہ گواہی قبول ہوگی۔

(۸۶۴) مدعی دو ہزار یا ایک ہزار اور پانسو کا دعوی کرے ایک گواہ ہزار کی نسبت گواہی ادا کرے دوسرا ایک ہزار اور پانسو کی بابت۔ کل کے نزدیک ہزار کا فیصلہ ہوگا۔

(۸۶۵) دو گواہ بالاتفاق گواہی دین کہ زید کے عمرو پر ہزار درہم قرض ہین۔ اونمین سے ایک بیان کرے کہ درہم مطلوبہ مین سے مدعی علیہ نے پانسو درہم ادا کر دیئے ہین مدعی اسکا انکار کرے اس گواہ کی گواہی ہزار درہم کی نسبت قبول ہوگی۔ اور مدعی علیہ کو چاہیئے کہ دوسرا گواہ نسبت ادائی پانسو پیش کرے۔

(۸۶۶) مدعی ایک لونڈی کا بمقابلہ شخص قابض دعوی کرے اور اپنے دعوے پر دو گواہ پیش کرے۔ انمین سے ایک گواہی دے کہ یہ مدعی کی لونڈی ہے مدعی علیہ نے مدعی سے غصب کرلی ہے۔ دوسرا گواہی دے کہ یہ لونڈی مدعی کی ہے اور یہ بیان نکرے کہ مدعی علیہ نے اوس سے غصب کرلی۔ یہ گواہی قبول ہوگی۔

(۸۶۷) دو گواہ گائے کے سرقہ کرنے کی نسبت بالاتفاق گواہی دین اور اوسکے رنگ کی نسبت انمین باہم اختلاف ہو۔ صرف امام اعظمؒ کے نزدیک یہ گواہی قبول ہوگی۔

(۸۶۸) ایک گواہ گواہی دے کہ شوہر نے صرف اپنی ہندہ زوجہ کے طلاق دینے کے لیئے زید کو وکیل مقرر کیا۔ دوسرا بیان کرے کہ شوہر نے ہندہ اور زینب کے طلاق دینے کے لیئے زید کو وکیل کیا زید صرف اوس عورت کے طلاق دینے کی نسبت وکیل ہوگا جسپر دونون گواہ متفق ہین۔

(۸۶۹) دو گواہ نسبت وکالت گواہی دین انمین ایک اسقدر زیادہ بیان کرے کہ موکل نے وکیل مذکور کو وکالت سے معزول کیا۔ یہ شہادت صرف نسبت وکالت قبول ہوگی۔ یہ مسئلہ بھی جامع الصغیر مین لکھا ہے۔

(۸۷۰) ہندہ زمین کا دعویٰ کرے ایک گواہ گواہی دے یہ زمین اوسکی مملوکہ ہے کیونکہ اوسکے شوہر نے یہ زمین بعوض مہر دی ہے۔ دوسرا بیان کرے اوسکے شوہر نے یہ اقرار کیا کہ زمین میری زوجہ کی مملوک ہے یہ گواہی قبول ہوگی کیونکہ ہر بایع اپنی مشتریہ کی ملک کا مقر ہے گویا دونون گواہون نے بالاتفاق گواہی دی کہ شوہر نے زوجہ کو زمین کا مالک بنایا۔

اٹھارھوان باب

(اسمین بیان ہے اون تحریرات کا جنپر قاضی فیصلہ کرسکتا ہے)

(۸۷۱) ردالمحتار مین لکھا ہے کہ زید بمقابلہ عمرو قابض زمین وقف دعویٰ کرے اور اپنے دعوے کے ثبوت مین وہ وثیقہ جسکو زمانہ سابقہ کے قاضیون نے تصدیق کیا ہو پیش کرے اور قاضی سے یہ درخواست کرے بموجب اس دستاویز کے بحق مجھہ مدعی کے فیصلہ صادر کر۔ قاضی اس شہادت کی بنا پر فیصلہ نکریگا کیونکہ قاضی کو حجت پر فیصلہ کرنا چاہیئے اور شرعاً حجت شہادت ہے یا اقرار اور

صرف وثیقہ حجت نہین ہوتی۔ کیونکہ ایک خط دوسرے خط سے مشابہ ہوتا ہے۔ اسی طرح دروازے پر لوح نصب ہو اور اوسمین عبارت وقف کندہ ہو قاضی اسپر بھی فیصلہ صادر نہ کریگا تاوقتیکہ گواہ وقف پر پیش نہون۔

(۸۷۲) خلیفہ کے پاس جو اہل حرب کے خطوط آئین اونپر قاضی کو عمل کرنا جائز ہے۔

(۸۷۳) اشباہ مین لکھا ہے سندین وظائف کی جنکو بادشاہون نے عطا کی ہون اونپر بھی عمل کرنا جائز ہے۔ مثلاً دفتر سلطانی مین ایک کاغذ برآمد ہو جسمین تحریر ہو کہ فلان زمین یا مکان مدرسہ پر وقف ہے۔ قاضی کو وثائق مذکورہ پر بغیر دوسرے ثبوت لینے کے وقف کا فیصلہ کرنا چاہیئے کیونکہ اسمین جعل ممکن نہین۔ اور اسی پر مشائخ الاسلام نے فتویٰ دیا ہے۔

(۸۷۴) فتح القدیر کے باب شہادت مین لکھا ہے کہ خط سمسار اور صراف اور بیاع کا ہر وقت کے رسم ورواج کے موافق قابل عمل ہے عام اس سے کہ وہ باضابطہ ہو یا بے ضابطہ۔ اسی طرح لوگ جن تحریرات یا دستاویزات کو اپنے روزمرہ کے معاملات مین لکھتے ہین وہ بھی فیصلہ کرنے کے قابل ہین۔

(۸۷۵) خزانۃ الاکمل مین لکھا ہے کہ صراف اپنی ذات پر مال معین واجب الادا لکھے اور اوسکے خط کو تجار اور اہل بلدہ پہچانتے ہون اور اسکے بعد انتقال کر جاوے اور کوئی اپنے مال کا دعوی کرے اور ثبوت مین متوفی کا خط پیش کرے اس شہادت کی بنا پر قاضی متوفی کے متروکہ پر فیصلہ کرے گا۔ علامہ عینی فرماتے ہین کہ مسئلہ رسم مروجہ کے موافق بنایا گیا ہے اور حکم مذکور الصدر اس شکل مین ہے

اگر بیاع اپنے ہی کھاتے یا دوسری تحریرات مین اپنا نوشتہ پالے۔ یا یادداشت مین اپنے ہاتھ سے تحریر کرے کہ فلان شخص کے مجھپر ہزار درہم قرض ہین رقم یا اشیاے مندرجہ تحریرات ذمے کاتب کے واجب الادا قرار دی جائینگی۔ ہم کہتے ہین کہ خط پر عمل کرنا بموجب عرف ہے نہ بمجرد خط کے۔

(۸۷۶) فقہا لکھتے ہین زید مال کا دعوی کرے اور مال مین خط برآمد ہو اور مدعی بیان کرے کہ خط مدعی علیہ کا ہے مدعی علیہ اس سے انکار کرے قاضی مدعی علیہ کو حکم دے کہ تو تحریر کر مدعی علیہ حسب الحکم لکھے اور دونون خط آپس مین ایسے مشابہ ہون جس سے معلوم ہو کہ یہ ایک ہی کاتب کے لکھے ہوئے ہین۔ اس مسئلے مین فقہا کا اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ اس تحریر کے بموجب فیصلہ نہ کیا جائیگا اور اگر کاتب بیان کرے کہ یہ خط تو میرا ہے مگر اسمین مال جو مندرج ہے وہ مجھپر واجب الادا نہین ہے یہ بیان کاتب مسئلہ مذکورہ بالا کے حکم سے مستثنی قرار دیکر مثل تحریر سمسار اور صراف وغیرہ کے متصور ہوگا۔

(۸۷۷) بیری لکھتے ہین کہ قاضی کی وہ تحریر جو اپنے بادشاہ کے نام بطریق رسالت لکھی ہو یعنے شروع مین من فلان ابن فلان الی فلان ابن فلان تحریر ہو یہ مثل تحریر بیاع اور صراف متصور ہوگی۔ کذا فی الملتقی۔ تشریح۔ تحریر مذکورہ اس صورت مین لائق عمل ہے اگر قاضی یہ اقرار کرے کہ خط میرا ہے اور اگر انکار کرے تو وہ قابل عمل نہوگی۔

(۸۷۸) فقہا کے نزدیک تحریرات قابل عمل اس شکل مین ہین اگر تحریر بطریق رسالت شخص غائب کی جانب سے ہو۔ بزازیہ مین لکھا ہے کہ غائب اور

حاضر مین کچھ فرق نہین ہے۔ اگر زید صک لکھے تو اوسکو جو مال صک مین مندرج ہی ادا کرنا ہوگا اگر اوسنے اوسمین لکھا ہو کہ مجھپر فلان شخص کے اسقدر درہم واجب الادا ہین یہ تحریر مثل اقرار متصور ہوگی اور اگر اس طریقے سے نہ لکھا ہو تو قول مع الیمین قبول ہوگا۔

(۸۷۹) اکثر یہ رواج ہے کہ یاد دہی کے لیئے اپنے دفاتر مین لکھتے ہین مجھپر فلان شخص کا اسقدر مال واجب الادا ہے۔ اس تحریر پر فیصلہ کیا جائے گا بشرطیکہ کاتب اقرار کرے یہ خط میرا ہے۔ اگر یہ تحریر بموجب صک نہ لکھی گئی ہو اور کاتب تحریر سے انکار کرے اس شکل مین مدعی کا قول مع الیمین قبول ہوگا۔ یونہین اوس تحریر کا بھی حکم ہے جسکو لوگ روزمرہ کے حالات کی نسبت لکھتے ہین۔ اسی طرح امرا اور اکابر وغیرہ کی تحریر کا حکم ہے۔ کیونکہ اس تحریر پر گواہ بنانا متعذر ہے۔

(۸۸۰) اگر رسید یا تمسک تحریر کرے اور کاتب اوسپر اپنی مہر معروف ثبت کرے یہ بھی قابل عمل ہے کیونکہ اس سے انکار کرنا ممکن نہین۔ اگر کاتب اقرار کرے یہ مہر اور میرے دستخط ہین اور یہ تحریر حسب رواج مروجہ ہو اس شکل مین یہ اقرار فیصلہ کرنے کے قابل ہوگا۔ اور اگر اقرار نکرے اور تحریر مذکور بعد مرنے کاتب کے برآمد ہو تو متوفی کے متروکہ پر فیصلہ ہوگا۔ اور مسئلۂ ذیل کا بھی یہی حکم ہے صندوق مین تھیلی برآمد ہو اوسپر لکھا ہو کہ میرے پاس یہ امانت فلان شخص کی ہے کاتب کی یہ تحریر قابل عمل ہے اسکے بموجب کاتب کو درہم ادا کرنا پڑینگے۔ بخلاف اوس تحریر کے جو کاتب کے مفید ہو۔ کیونکہ اگر کوئی شخص زبانی دعویٰ کرے تو اس بنا پر دوسرا شخص خصم قرار نہین دیا جاتا ہے تو تحریر کی بنا پر دوسرا شخص مدعیٰ علیہ اوسکا

خصم قرار نہ دیا جائیگا۔

(۸۸۱) شرح وہبانیہ مین ائمۂ بلخ لکھتے ہین بیاع کا چٹھا بمقابلہ اوسکے قابل عمل ہے اگر بیاع بیان کرے کہ مجھے میرا نوشتہ ملا جسمین لکھا ہے کہ فلان شخص کے مجھپر استنے درہم قرض ہین اس بیان کے موجب مقر کو وہ درہم ادا کرنا ہونگے جو تحریر مین مندرج ہین۔ اور صراف کی تحریر کا بھی یہی حکم ہے ابن وہبانؒ اس مسئلے کی یون تاویل کرتے ہین کہ کاتب نہین لکھتا ہے مگر وہ چیز جو اوسکو دوسرے شخص یا اشخاص سے لینا یا دینا ہوتی ہے۔ انکی یہ مراد ہے کہ بیاع اور مثل اسکے دوسرے اشخاص اپنے دفتر مین کوئی تحریر بطریق تجربۂ خط یا لہو و لعب کے نہین لکھتے ہین۔ اس تقریر کا یہ منشا نہین ہے کہ جو رقم یا مال اونکو دوسرے شخص یا اشخاص سے لینا ہو اور اونھون نے اوسکو اپنے ہی کھاتے مین درج کیا ہو وہ قابل عمل سمجھا جائے اور قاضی اوسپر فیصلہ صادر کرے۔ اسی طرح وہ تحریر جو مدعیٰ علیہ کی نسبت ہو اور مدعی کے دفتر مین موجود ہو اوسپر بھی عمل یعنے فیصلہ نہ کیا جائیگا کیونکہ اسمین جعل بن سکتا ہے۔ اسی طرحسے صراف وغیرہ کی وہ تحریر جو دفتر مین ہو اور وہ کاتب کے پاس ہو اسمین یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ کاتب نے اپنے منشا کے موافق بغیر علم صراف تحریر کرلیا ہوگا۔ یہ تحریر صراف وغیرہ کے مقابلے پر لائق فیصلہ کرنے کے نہوگی۔ اگر وہ خود اس سے انکار کرے یا اوسکے انتقال کے بعد تحریر برآمد ہو اور ورثا متوفی کے انکار کرین۔

(۸۸۲) اگر ذمی تاجر کے ورثا پر دعوی کرے تاجر متوفی کا کاتب ذمی ہو اور اسکا دفتر کاتب کے پاس ہو اسکے خلاف فیصلہ صادر کیا جائیگا کیونکہ مدعی اور کاتب کا

زمی ہونا جعل کے شبہے کو قوی کرتا ہے۔

(۸۸۳) خزانۃ الاکمل مین لکھا ہے ابی یوسفؒ اور امام محمدؒ نے تحریرات مفصلۂ ذیل پر عمل کرنا جائز رکھا ہے۔ شاہد۔ تاجر۔ راوی۔ اگر یہ لوگ اپنا خط دیکھین اور اونکو حادثہ یاد نہو تشریح عیون مین لکھا ہے کہ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے اور اگر یقین ہو جائے کہ تحریر کاتب کی ہے عام اس سے کہ تحریر نسبت فیصلہ ہو یا رادی کی روایت کی بابت ہو یا وثیقے کی شہادت پر گو وثیقہ گواہ کے قبضے مین نہو۔ کیونکہ ان شکلون مین غلط نادر ہے اور اثر تغیر پر مطلع ہونا ممکن ہے اور ایک خط دوسرے خط سے شاذ و نادر بالکل مشابہ ہوتا ہے۔

اونیسوان باب

(اسمین بیان ہے قرینۂ قاطعہ کا)

(۸۸۴) مجلے کے مادۂ (۱۷۴۰) مین لکھا ہے منجملہ شہادت کے ایک قرینۂ قاطعہ ہے جو حد یقین تک پہونچتا ہے۔ مثلاً ایک شخص خالی مکان سے خائف مدہوش ہاتھ مین برہنہ تلوار خون آلودہ لیے ہوئے نکلے اور لوگ اوس مکان مین داخل ہو کر دیکھین کہ ایک شخص تازہ ذبح کیا ہوا پڑا ہے۔ اس شکل مین اوسکے قاتل ہونے مین شبہہ نہوگا۔ اور احتمالات وہمیہ کی جانب التفات نہ کیا جائے گا

تمت

للہ الحمد کہ کتاب افادت انتساب سراپا صدق و ثواب موسوم بہ الافادہ فی باب الشہادہ ماہ شعبان ۱۳۰۶ھ مین مطبع انوار محمدی لکھنؤ مین چھپکر طیار ہوئی

تقاریظ از علمای عصر و فضلای دہر دام افاداتہم ماطلع الہلال والبدر

صورۃ ما قرظہ الفاضل الجلیل العالم النبیل مروج العلم والاحکام
موسس بناء الشریعۃ والاسلام المولانا العلام والحبر القمقام
المولوی محمد افہام اللہ لا زالت شموس افاداتہ بازغۃ ودامت اقمار

افاضاتہ نابغۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم — اعظم اسماے علیم حکیم
محترمان حرم انس را — تازہ حدیثیست زعہد قدیم

سبحانک ما اعظم شانک

اے نام تو رونق زبانہا — حمد تو طراز داستانہا
اے ذات تو از صفات ما پاک — کنہ تو برون ز حد ادراک
ہم از تو منیر شمع انجم — ہم از تو بلند قصر افلاک

خلقت الانسان من صلصال کالفخار فکرمہ وما لم یعلم من البیان علمہ

آدم تبو شد مکرم ارنہ — پیداست مقام ذرۂ خاک
بعثت الینا رسولک الاکرم الذی — بلغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ والہ

امابعد بندۂ ہیچمیرز حضرت لم یزلی محمد افہام اللہ لکھنوی فرنگی محلی بخدمت
ناظرین با تمکین انصاف پسند حق گزین عرض پیرا است کہ علم فقہ از معظمات دینست
روی عنہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین ویلہمہ رشدہ

لا یدرک الواصف المطری خصائصہ — وان یک فائقا فی کل ما وصفا

لکن لفساد الزمان وتوارد الحدثان علی لزمرۃ الدقیقۃ الشان صار حالہ بحسب ما قیل انہ قد وقع فی ایدی جماعۃ ھم اسراء التقلید فطفقوا یتعاطونہ من غیر توثیق وتسدید لا یرتفع غشاوۃ التعصب عن بصائرھم حتی ینطبع دقائق التعقل فی ضمائرھم واسفا اشفت شموس الفضل علی الافول وغابوا عن النظر الفحول شمس العلوم توارت بالحجاب وقمر الفنون احتجب بالسحاب صار تدقیق الدقائق مجھولا مسطورا وتحقیق الحقائق کان لم یکن شیئا مذکورا درین زمان سراپا خسران ع کس بجوہم نخرد جوہر عقل اول * کسب علم مفقود وراہ اکتساب فنون مسدود مردیا خدا صاحب ورع وتقوی کہ محنت حسبۃ للہ نماید ونیت خالصۃ برائے حصول ثواب سازد معدوم ووجودش ہمچو زمان در رائے شکلم موہوم الحق درین زمان جہالت توامان وایام ضلالت فرجام ملک حیدرآباد دکن کہ معدن ارباب فتوت ومرجع اصحاب فضیلت ست در نظر حق بین از بس غنیمت گوہر بے بہائے اسلام کہ از اندراس ہمچو شبہ شدہ درین بقعہ آب و تابے دارد واین ہمہ از بلند حوصلگی و قدردانی حضرت کیوان منزلت سکندر حشمت دارا صولت

شاہنشہِ زمانہ دانشور یگانہ *	اسکندرِ نخستین صاحبقران ثانی
دین پرور معظم شاہ دکن کہ باشد	از جبہ اش ہویدا فرجہان ستانی
روزے کہ عالم پیر از مقدمش جوان شد	می تافت از جبینش نور خدایگانی
از چار وہفت تا ید دیگر چو او خدیوے	کامد قرین حکمش تائیدِ آسمانی

قدوۂ خواقین نامدار زبدۂ سلاطین روزگار قبلۂ اصحاب فضل وارباب معانی۔ کعبۂ آمال وامانی۔ دین پرورے کہ پاس شریعت غرا شیوۂ جہانبانیش وعدل گستری

کہ دفع مناہی وترک ملاہی ہشتیۂ حکمرانیش شاہ سپہر آستان ودارائے فرشتہ پاسبان
خدیو زمن والی ملک دکن سلطان اعظم مالک رقاب امم سلطان ابن السلطان
ابن السلطان بندگان عالی **محبوب الدولہ نظام الملک محبوب علیخان**
آصف جاہ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ ودولتہ الی یوم القیامۃ ابقاہ
وعن شرور الزمان وقاہ۔ حالیاً بنظر کرم وعنایت وقدر دانی بے نہایہ ورعایت
رعیت واجرائے طریقۂ عدالت ملازمان درگاہ وہواخواہان شاہ بجناب برادر صاحب
ناظور منظورۂ انصاف نافور عجوزۂ اعتساف مبدع مبانی لطیف مخترع معانی شریف
کنز ظرائف ملیح رمز مطالب صبیح نسیم گلشن فطانت شمیم گلبن ذکاوت حلال عقود
نظریات صراف نقود عملیات معاذ علما ملاذ فضلا جوہر پر ضیائے معدن علم
گوہر بے بہائے مخزن علم مقبول بارگاہ الٰہ **مولوی محمد مجیب اللہ** صاحب
ایما فرمودند کہ کتابے در مسائل شہادت حاوی کافل محیط کامل تحت قلم فصحت قم
آرند پس جناب موصوف با متثالش بحکم خدائے دوجہان ومالک کون ومکان
بمنطوق آیۂ کریمہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ پرداختند
وکتابے بلکہ از سرتا پا انتخابے کہ نظیرش لاثانی وسیط از عدم اخلال واملال وجیز
از جہت مبانی وطویل من حیث المعانی انیس الفقہا ہدایۃ العلما خزانۃ المفتیین ماخذ
القضاۃ العالمین حاکم روایت قاضی درایت از کتب قدمائے عظام وعلمای کرام
بفحوائے الفضل للاقدم بحسن ترتیب منتظم ساختند فجاء بحمد اللہ کما تروق بہ
النواظر وتجلو بہ البصائر۔ وبعد ختم کتاب در احسن المطابع حسن معاملت پسند صاحب
نظر بلند دُر صدف بحر دینداری بے بہا دُر **منشی محمد تیغ بہادر** باہتمام صداقت کیش

حقیقت اندیش خیر خواہ مسلمانان صاحب رائے صائب مولوی فتح محمد صاحب تائب حسب حکم مصنف علامہ بقہر موؤہ جناب معلے القاب فاضل اجل عالم باعمل سرکردہ عقلا زمن جناب مولوی سید شریف الحسن صاحب رکن مجلس عالیہ عدالت ممالک محروسہ سرکار نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ بحفظ حق تالیف رونق طبع پذیرفت فی الواقع چند انکہ کتاب مستطاب بود طبع ہم لاجواب گردید

ففی کل لفظ منہ روض من المنٰی		وفی کل سطر منہ عقد من الدرر

اللھم اجعلہ مقبولا عندک وعند عبادک لاسیما عند حضرۃ السلطان الذی اشیر الیہ بالفضل والامتنان انک لاتضیع اجر المحسنین واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

تقریظ من طبع قدوۃ المحدثین زبدۃ المفسرین عالم باعمل فاضل افضل مولانا مولوی محمد سعید صاحب مفتی مجلس عالیہ عدالت ممالک محروسہ سرکار نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ۔

یہ وہ زمانہ ہے جسمین احکام وضوابط شہادت کے بالکل مفقود کالعدم ہو گئے ہین کتاب وسنت طاق نسیان پر دہر دی گئی ہین ایسے وقت مین مولوی محب اللہ صاحب نے ایک رسالہ شہادت کے باب مین حسب روایات فقہی مطابق مذہب مجتہد امام اعظم ابو حنیفۃ النعمان رحمہ اللہ کے زبان سلیس اردو مین جسکی اشد ضرورت تھی تالیف کیا ہے بحکم حدیث من احیی سنتی من سنتی قد امیتت

بعدی فان لہ من الاجر مثل اجور من عمل بہا من غیر ان ینقص من اجورہم شیئاً۔ حق تعالےٰ اونکو جزائے خیر دیوے اور اجر آخرت نصیب کرے۔

مرقومہ ۱۱ رجب ۱۳۱۶ھ

تقریظ من نتائج طبع عالم الملمعی فاضل لوذعی عمدۃ المحققین و زبدۃ المدققین مولوی محمد ہاشم صاحب دہلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ۔ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً۔ ثبت ان سائر الامور کلہا علی المشورۃ وقیام الاستحقاق علی العلم و ثبوت الحقوق علی الشہادۃ فلا یضاع ماکان حقا ولا یحرم من کان مستحقا والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد والہ واصحابہ دونوا الشہادۃ و احکامہا المہتدی اثارہا و اعلامہا۔ اما بعد چونکہ کتب فقہ حنفی مین علم شہادت بہت بسیط ہے اور ادائے حقوق کے لیئے اوسکا علم محیط ہی جب تک کہ حکام کو یہ علم نہو بالضرور خطا کرینگے یا اتفاقاً رجماً بالغیب حق ادا کرین گے۔ مدعی اور مدعی علیہ اور شاہد مین تمیز کرنا اور قول حق کو عزیز کرنا اور قول ناحق کو ناچیز کرنا حکام کے لیئے بڑا جوہر ہے۔ ورنہ حکام بے علم کے لیئے وعید و تنبیہ بغیر سکین مشتہر ہے۔ اور چونکہ اصول و فروع علم شہادت کے بکثرت مذکور ہین اور اونکے احاطے سے ہر شخص معذور۔ اس لیئے مولوی مجیب اللہ صاحب نے جو خاندان حضرت علامہ قطب الدین سہالوی رحمہ اللہ سے ہین نہایت عمدہ

سعی فرمائی ہے کہ استقصاے مراتب و مسائل شہادت کو منبع علم اور اقصی سعی کیا ہے اور کتب متداولہ سے وہ مسائل فراہم فرمائے ہین کہ سب حکام کو اونکی حاجت پڑتی ہے - اور ہر اہل اسلام کو اپنے احیاے حقوق کے لیئے اوسکا علم ضرور ہے مولوی صاحب ممدوح نے سب احکام جمع کیے ہین اور اونکی سعی مشکور رہے کہ سب اونکے زیر بار منت و احسان ہین - ع کیست کز فیض کلام ماند ار دہرہ مشرق و مغرب بود در سایۂ احسان ما * مین نے اس کتاب کو دوبار دیکھا ہے ماشاء اللہ اچھی ترتیب ہے اور غالب کوئی مسئلہ متروک نہو گا الا ماشاء اللہ تعالے - کیونکہ انسان عاجز الطبع ہے - احاطہ و استقصا اوسکی طبیعت و فطرت سے باہر ہے - یہ کتاب نہایت عمدہ مفید ہے اور ترتیب و ائتلاف ایسی عمدہ ہوئی ہے کہ گو مسائل و احکام قدیم ہین پر گویا جدید ہے - اللہ تعالے اونکی عمر اور امر مین برکت دے اور اس کتاب کو قبول فرماوے اور اس سے سب حکام اور خاص و عام اہل اسلام کو ہدایت اور درایت حاصل ہوئے اور عمایت و غوایت زائل ہوئے وصلے اللہ علی خیر خلقہ سیدنا محمد والہ واصحابہ ومن آمن بہ واقتدی بہ وبارک وسلم واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واسلم - محمد ہاشم دہلوی -

تقریظ من طبع عالم المعی و فاضل لوذعی جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول مولانا مولوی وکیل احمد صاحب سکندر پوری صدر مددگار عدالت سمت شرقی سرکار نظام دام افضالہم

حامدًا و مصلیًا - شہادت ایسا امر ہے جسپر مقدمات دیوانی و فوجداری کی تجویز کا

مدار ہے اسلیے حکام والامقام اسکے پیچدار مسائل پر غائر نظر ڈالتے ہین۔ اکثر فقہاے سلف وخلف نے اپنے مساعی جمیلہ سے کتاب الشہادت کو نہایت مبسوط و مفصل طور پر تحریر فرمایا ہے مگر اکثر فتاوے عربی زبان مین ہین جنکا سمجھنا دشوار ہے علاوہ اسکے کوئی فتاوی حاوی تمام جزئیات کا نہین ہے اسوجہ سے مقدمات کی پیشی کے وقت کسی جزئیے کا پیش ہونا دقت سے خالی نہین۔ جناب مولانا حبیب اللہ صاحب لکھنوی فرنگی محلی کا شکریہ ادا کرنا چاہیے جنکی توجہ سے کتاب الشہادۃ اُردو کی بامحاورہ زبان مین شائع ہوئی۔ افادہ فی باب الشہادہ ایسی بے نظیر کتاب ہے جو فتاوی عدیدہ سے مستنبط کی گئی ہے۔ ہم بنظر عالی خیالی مولانا کے اگر یہ دعوی کرین کہ یہ کتاب تمامی مسائل ضروری شہادت کی حاوی ہے اور جتنے مسائل اسمین درج ہوئے ہین بہت کچھ اونکی چھان بنان ہوئی ہے تو یہ دعوی ارباب علم کے سامنے صحیح متصور ہوگا۔ اسمین کسی طرح کا شبہ نہین کہ یہ کتاب اور اس کے مصنف آپ اپنے نظیر ہین۔ اللہ تعالے مولانا کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

تقریظ من نتائج طبع جامع معقول ومنقول حاوی فروع وصول مولانا مولوی سید ابو تراب صاحب نائب عدالت دیوانی

خُرد علاقہ سرکار نظام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لمن لہ البدایۃ والنہایۃ وکفایۃ امور الخلق والھدایۃ الذی نور قلوبنا

بیدائع الافکار لاخراج الدر المختار من مضمرات البحار۔ والصلوۃ علی
رسول خزانۃ العلوم العقلیۃ والنقلیۃ قنیۃ القوانین الغیر المتبدلۃ
وعلی الہ واصحابہ ینابیع قواعد النظام معادن ضوابط الاسلام وبعد
فیقول الفقیر الی اللہ الوہاب السید ابو تراب ان فی ہذا الزمان
الذی غارت فیہ عیون العلم والایقان الف العالم الجلیل والفاضل
النبیل الذی ماہو نہر فائق بل بحر الرائق کنز الدقائق جامع الحقائق
خلاصۃ العلماء عمدۃ الفضلاء المولوی مجیب اللہ اوصلہ اللہ الی مایتمناہ
وجیزا محیطا لقوانین الشہادۃ مستنبطا من کتب الفقہ المعتبرۃ فنظرت
فاذا ہو بستان العنب والرمان قد ثبت علی حواشیہ التین والریحان من
اخذ منہ فقد اکل ثمار جنۃ النعیم ومن اعرض عنہ فقد وصل الی
الجحیم جزاہ اللہ خیر الجزاء وادخلہ فی زمرۃ الصالحین من امۃ سید
الانبیاء علیہ افضل الصلوۃ والسلام الی یوم القیام

تقریظ از طبع قدوۃ المحققین زبدۃ المدققین سراج العلما تاج الفضلا مقبول بارگاہ رب ذو المنن محمد افضل حسن لکھنوی فرنگی محلی دام برکاتہ

حامداً و مصلیاً۔ امیدوار فضل ذو المنن محمد افضل حسن گذارش کرتا ہے کہ شہادت کی
نسبت کوئی فتاویٰ ایسا محیط نہیں ہے جسمین کل جزئیات مندرج ہون۔ بلکہ
متعدد فتاویٰ میں جزئیات متعلقہ شہادت مختلف مقامون پر درج ہین جنکے

تلاش کرنے مین بڑی بڑی دقتین اوٹھانا پڑتی ہین اور قطع نظر اسکے وہ سب
عربی زبان مین ہین جنکا سمجھنا فی زمانہ دشوار ہی بنظر آسانی برادرم عزیزی **مولوی
مجیب اللہ صاحب** فرنگی محلی نے **الافادہ فی باب الشہادہ** کتب معتبرہ
مثل فتاوی عالمگیری۔ محیط سرخسی۔ ہدایہ۔ ردالمحتار۔ اشباہ والنظائر۔ انقروی۔ درمختار
وغیرہ وغیرہ سے زبان اردو عام فہم مین لکھاہے اور کل جزئیات شہادت کو مولف
نے نمبروار جمع کیاہے اب وہ مشکلات جو پیشتر پیش آتے تھے رفع ہوگئے۔ یہ رسالہ
خصوصًا فریقین مقدمہ اور حکام و وکلا کو ازحد مفید ہے۔ میری نظر سے آجتک کوئی
فتاوی یا رسالہ مثل اس رسالے کے نہین گذرا۔ یہ پہلا رسالہ ہے جو باب شہادت مین
بطرز جدید مرتب کیا گیاہے۔ حق تعالے مولف کے روز بروز درجے بڑھائے
اور عہدۂ جلیلہ پر پہونچائے۔ فقط مرقومہ ۱۴ رجب سنہ ۱۳۱۳ ہجری۔

صورۃ ما نمقہ الفاضل الکامل محمود الخصائل شمس الفضائل قمر الفواضل مولوی السید فاروق علی حفظہ اللہ عن شر کل غبی وغوی

بعد حمد وصلوٰۃ فقیر حقیر ازلی **سید فاروق علی** بخاری ساکن قصبہ پھپھوند ضلع اٹاوہ
حال ملازم دفتر پولیٹکل وفنانس سرکار نظام **حیدرآباد** میگوید کہ این
رسالہ عجالہ کتابیست کالمسک اذا فاح وکالصبح اذا لاح وکالصبیح اذا لحظ
وکالفصیح اذا لفظ وکالنور اذا بتسم وکالغیث اذا انسجم وکالاسد اذا زئر
وکالعشی اذا ذفر۔ وودریست در دجلہ وگوہریست در جلہ شاہدیست در حجاب
ومہریست در نقاب وگلبنیست در دریچ واختریست در برج وکیفیتیست در مے وخصوصیت

در نزو تو گلیست در علف تو دُریست در صدف تو یہ می پیکر لیست در رقاف تو شکیست در نافہ

من مصنفات ذو الطبع الحصیف والذهن الرصیف والبادع الغطریف والسمیدع العریف والحلیف للخلق الشریف والالیف للفکر الظریف۔

سیاح غمرات التحقیق سباح غمرات التدقیق سراپا لطف والمواہب مولوی محمد محبیب اللہ صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد و خلف الصدق حضرت بابرکت مولوی محمد احسان اللہ صاحب کہ یکے از اکابر خاندان و دیابر از اعیان فرنگی محل علو منزل بودہ انداز کتب معتبرہ واسانید صحیحہ واحکام وآداب شہادت نہایت پاک وصاف نمودہ آئینہ شاہد مراد و گنجینہ صدق و سداد ساختہ فقط

خاتمۃ الطبع

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

یہ نسخہ اکسیر خاصیت و کیمیای سراپا منفعت یعنے کتاب لاجواب الافادہ فی باب الشہادہ جسے جناب فضائل انتساب مولوی محمد محبیب اللہ صاحب فرنگی محلی وکیل ہائی کورٹ نظام حیدرآباد دکن نے کتب مبسوطہ اور فتاوای معتبرہ سے انتخاب فرمایا اور اسلیے کہ احکام اسلامیہ کو فصل قضایا میں اعانت ملے اور وکلاو متخاصمین کو ہر قسم کی سہولت ہو مطبع انوار محمدی لکھنؤ میں زیر انتظام جناب حاجی محمد تیغ بہادر صاحب کے اہتمام سے حلیہ طبع سے آیا۔ الحمد للہ کہ نہایت صحت وصفائی سے یہ کتاب چھپکر طیار ہوئی فی الحقیقت لاجواب ہوئی۔ واضح رہے کہ حق تصنیف اس کا جناب مصنف صاحب نے محفوظ اور حسب قانون ایکٹ ۲۵ داخل بھی رجسٹری گورنمنٹ عالیہ کرا دیا ہے لہذا امید کہ کوئی صاحب قصد طبع نفرمائیں اور بلاطبع نفع نقصان نہ اٹھائیں
العبد

فخر محمد نائب مہتمم مطبع انوار محمدی لکھنؤ قریب چاہ کنکر ۔

بشارت

علم و فن کے طالب نئی ایجادوں کے مشتاق کہاں ہیں اور آئیں یہ گنج لازوال کوڑیوں کے مول لیجائیں جناب فضیلت مآب مولوی محمد محب اللہ صاحب وکیل ہائی کورٹ نظام حیدرآباد دکن نے ان کتب کی تالیف میں وہ کارنمایاں کیے ہیں کہ بایدوشاید۔ ہر کتاب قابل دید بلکہ دید و شنید ہے اپنے اپنے مسائل متعلقہ میں بدرجہ غایت مفید

نام کتاب	زبان	مضمون	قیمت
شمس الضحیٰ	اردو	میلاد مصطفیٰ	
حلیہ آنحضرت	"	سراپای آنحضرت	
منہج البیان	فارسی	شرح میزان	
عمدۃ الکلام	اردو	معراج	۶/
القول الاحسن	"	حلف	
الافادہ	"	شہادت	عہ

اطلاع - کتاب الافادہ فی باب الشہادہ میں نے اپنے صرف سے مطبع انوار محمدی لکھنؤ میں چھپوائی اور حسب منشا ایکٹ ۲۵ رجسٹری اسکی بنام راقم ہوگئی لہٰذا کوئی صاحب اسکے چھاپنے یا چھپوانے کا قصد نفرمائیں ورنہ نقصان اوٹھائینگے

المشتہر

محمد محب اللہ